

TEST BROWN WITH THE
BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224315

UNIVERSAL
LIBRARY

فانلند

ترجمہ سٹریٹ آف لندن



پبلشر لال پورس
مترجم تیرتھ رام فیروز پوری
ماس پیسنہ پورہ نوہ حسا نا پور

پینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نادر ترجمہ	صفحات
سٹریٹ آف لندن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۱ حصہ)	منشی محمد صاحب فیروز پوری	۲۳۴
"	(سلسلہ ثانی)	" (۲ حصہ)	۲۴۸
سمیٹر س	سوزن عشق	پنڈت بھیر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸
فاسٹ	قریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰
سے ٹیلٹن	شکستہ دل	سر ٹی۔ ایم۔ کمار	۱۳۶
یلی یا سٹار آف منگریلیا	فسانہ الہ دین ویلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۷
بروز نیٹیچ	بعت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۶۴
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی کر جاسہ رائے صاحب بی۔ سی	۱۲۸
عمر	میرا (۲ حصہ)	منشی غلام قادر صاحب نعیم یا لکوٹی	۱۰۳
سو جرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر کشمیرت صاحب سابر	۱۴۴
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصہ)	منشی جے نرائن صاحب انر لکھنوی	۱۵۶
نیکر و منینر	اسرار (۲ حصہ)	منشی صدیق احمد صاحب	۳۶۴
دیگز دی دہر ولف	ویگز و نیٹا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۵
اسٹریمو تھیریکس	محبوبہ یا طلسمات	منشی سجاد حسین صاحب رحیم	۳۶۱
کینتہ	پیشہ عمل (۵ حصہ)	سودھی صدیق حسن صاحب	۱۱۰
سیری پرائس	کونست (۱۴ حصہ)	منشی نواز علی صاحب	۱۱۰
انفرڈ	شاو کام	منشی محمد حسین خان صاحب	۲۱۰
نوز آف دی جرم	اسرار جرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔ سی رحیم	۲۱۰
نیگ ڈچس	تمام جوانی (۲ حصہ)	منشی نوبت رائے صاحب انر لکھنوی	۹۰۰
فشرمین	نیگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵

لال برادرش، پار سنز روڈ ٹوکھا، لاہور

سلسلہ ثانی
چوتھی جلد

فسانہ زندان

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

الہ آباد پریس، پارسنز روڈ نو لکھا لاہور

۱۹۲۱ء

جارج سٹیم پریس لاہور میں تمام لاد پشرداس پرنٹر عیال

حقوق محفوظ

قیمت ۱۲ ار

اشاعت ثانی

CHECKED

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب
۳۷۹	جیک سمیٹھ کی سرگزشت (۲)	باب ۳۹
۲۹۱	(۳)	باب ۴۰
۲۰۸	شکر و تشویش	باب ۴۱
۲۱۷	رہزن اور حسینہ	باب ۴۲
۲۲۵	ٹارڈو اینگھم اور اس رین فورڈ	باب ۴۳
۲۳۷	ہمارا دوست فرینک کرش	باب ۴۴
۲۵۰	انصاف کا آرمی بیٹھ	باب ۴۵
۲۵۸	خونناک طاقت	باب ۴۶
۲۶۸	رین فورڈ کا راز	باب ۴۷
۲۷۶	بھائی کی طاقت	باب ۴۸
۲۸۷	سچا دہ گفتگو	باب ۴۹

سلسلہ ثانی فسانہ لندن پوٹھی جلد

باب ۳۹ جیکب سمیتھ کی سرگزشت (۲)

اب میں اپنی زندگی کے ایک نہایت اہم واقعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا۔ میری اس موجودہ خرابی صحت کا موجب کیا ہوا۔ ایک روز شام کے وقت اولڈ ٹیچہ مجھے اپنے ساتھ ایک ایسی جگہ لکھا دکھانے لگا۔ جہاں اس سے پہلے میرا جانا نہیں ہوا تھا۔ میری مراد ہنس نے مکالمہ واقعہ اریل ٹریٹ سیوں ٹرانکس سے ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ منتر میں کوئی شخص سے لکھا ایک غیر معمولی محبت پیدا ہو گئی کیونکہ اس نے مجھے اپنے قریب بٹھایا۔ اور باوجودیکہ وہ ایک بخیل عورت ہے۔ اس نے میرا عمدہ سے عمدہ کھانا میرے سامنے رکھا۔ کھانا نہایت نفیس تھا۔ اولڈ ٹیچہ نے مجھ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں تمہیں عمدہ کھانا دکھانے لے چلتا ہوں لکھیں معلوم ہوتا ہے۔ یہ انڈیانا اس غرض سے کیا گیا تھا کہ میں اس تجویز میں زیادہ آسانی سے وعدہ لینے پر آمادہ ہو جاؤں۔ جو اس کے پیش نظر تھی مگر چہ منتر میں کی غیبت کی حقیقت یہ وجہ نہ تھی کیونکہ اس کے بعد بھی ایسا واقعات اس نے مجھ سے ایسی نرمی کا سلوک کیا ہے کہ میں اس کے زیر اثر کئی بار اپنے غموں کو بھول گیا ہوں۔ اس میں

شک نہیں اس پر اچھے خیالات کا دورہ گاہ بگاہ ہوتا ہے۔ گو کئی مرتبہ وہ مجھ سے بدسلوکی بھی کرتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں آج تک اس عورت کے مزاج کو صحیح طور پر معلوم نہیں کر سکا۔ کئی موقعے اس قسم کے پیش آتے ہیں کہ اس کی زبان سے ملامت کا کوئی کلمہ نہ کہ یا اس کے حسن سلوک کو دیکھ کر میں اپنے دل میں طرح طرح کے خیالات سوچنے لگتا ہوں۔ لیکن میں کیا کہنے لگا تھا۔ اور کیا کہہ گیا۔ ذکر میں کے مکان پر کھانا کھانے کا تھا جس وقت کھانے کا سامان ہٹا لیا گیا۔ اور شراب کا دور شروع ہوا۔۔۔ واضح رہے کہ اگرچہ میری عمر ان دنوں صرف دس سال کی تھی۔ تاہم میں بالغ مردوں کی طرح شراب پیتا تھا۔۔۔ اس وقت اولڈ ٹیٹھ نے اس بارہ میں ایک طویل تقریر شروع کی۔ کہ تمہارے جیسا ہوشیار لڑکا اگر کسی طریقہ پر امیر آدمیوں کے گھروں میں داخل ہونے کا بہانہ پیدا کرے تو بہت سارے روپیہ یا کافی کماتا سکتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ہمیں اب ایسے کاروبار کی فکر کرنی چاہیے۔ جس کی بدولت تمہیں اپنی تفریح کیلئے زیادہ وقت مل سکے۔ اور وہ بازاروں میں لوگوں کی جیب کاٹنے سے زیادہ سہل ہو۔ میں نے اس سے کہا۔ جو کام میں آجکل کر رہا ہوں۔ اس سے میری اپنی طبیعت بہت بڑا ہو چکی ہے۔ اور اب میں نقب زن بننا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ بھی کہا۔ نقب زن کو کافی فرصت مل جاتی ہے۔ اور اگر وہ ہفتہ بھر میں معرکہ کا ایک کام بھی کر لے تو اسے کسی بات کی فکر نہیں رہتی۔ لیکن موجودہ حالات میں نیچے دن بھر روزی کی فکر میں رہنا دشوار ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جمعہ میں ایک سو باکس زنا۔۔۔ خطرناک کام میں ملنا اتنا موجب تشویش نہیں ہو سکتا۔ جس قدر دن بھر میں بے شمار چھوٹے چھوٹے کاموں کے خطرہ میں پڑنا اس پر اولڈ ٹیٹھ بولا۔ ہر شخص کو کامیاب بننے کے لئے شاد گردی کا زمانہ ضرور ہرگز ناگزیر ہے۔ تمہاری شاد گردی کا زمانہ پورا ہو چکا

۱۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ نو عمر محرم بھی اپنے پیش میں ترقی کرنے کے اسبق خود خواہ مشغول ہوتے ہیں جس قدر فوجی یا بحری افسر باقی پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ جرائم پیشہ لوگوں کی انہوں نے ترقی پھانسی کا تختہ ہوتی ہے۔ مگر بائیکاٹ اپنی روزی میں بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی ہوشیار آدمیوں سے ان کی اپنی اور ان کے متعلقین کی رائے اس بارہ میں دریافت کی ہے کہ ان کی زندگی کا انجام کیا ہو گا۔ واضح رہے کہ سارے جو قیمت کے قابل ہوتے ہیں ان میں سے ہر ایک اپنا انجام جلد یا بدیر عبور دریا کے شور یا پھانسی سمجھتا ہے۔ اس سے اندازہ

اور میں بھی تسلیم کرتا ہوں۔ کہ اب تمہیں کسی بہتر کام پر لگانا چاہیے۔ میں نے کہا ہے
لکھے ایک تجویز سوچ رکھی ہے۔ اسے میں مسٹر بینس نے شرایب کا ایک اور لگاؤ پیش
کیا۔ میں نے پائپ نکال کر اسے پینا شروع کیا۔ اور اولڈ ٹیچہ نے اپنی سیکم پیش کی
میں نے شروع میں اسے پسند نہیں کیا۔ مگر اس نے اس کی تائید میں اس قدر
دلیلیں پیش کیں۔ کہ آخر کار میں نے اس کی آزمائش پر آمادگی ظاہر کر دی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۰) ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے دل میں اپنی حالت کو کس قدر راز اور مایوسی بخش سمجھتے ہیں
اور ان کے انصاف کا مستقبل میرا امید کی ایک بھی مثال نظر نہیں آتی۔ اس سے بھی واضح ہوتا ہے۔
کہ مزائے قید یا سزائے تار یا تہیہ سو رہے۔ کیونکہ ایسے شخصوں کی طبیعت ان سزائوں سے دور
بھی زیادہ برداشت کے لئے آمادہ ہوتی ہے۔ اور وہ ہر ایک سزا کو اپنی منزل ترقی کا دوسرا
قدم سمجھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نو عمر مجرم اپنے طرز عمل کے متعلق بالکل نا پرور ہوتا ہے۔ یعنی
زمانہ حائل کی نسبت بے فکر اور زمانہ مستقبل کے متعلق بے خبر پس اصلاح کا ذریعہ جیل کا ضبط
انتظام نہیں۔ کیونکہ وہاں کی تفریبات، کسانتیں اور آرام پسینی ان کی عادات کو اور بھی لگاڑنے
والی ثابت ہوتی ہے۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ کم عمر خور وں کا مجرم کسی نو عمر مجرم کے ہم نوائی
کو جیلخانہ دروازہ کے قریب موجود درختوں کے نیچے جا کر جا بٹھاتا ہے تو یہ اسے خوشی خوشی
ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور وہیں بھر اس کی کافی پر جام صحت پیتے ہیں۔ میں نے کئی راتوں سے
جنہیں عبور دروازے شور کی سزا دی گئی ہے پوچھا تھا کہ اگر اب تمہیں رہا کر دیا جائے۔ تو کیا
ہنٹا۔ ہی اصلاح ملے گی ہے؟ ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ اور اسکی وہ وہ وہاں کو رہے
کہ اگر میں آج رہا کر دیا جائے تو ہم سوائے کسی کے کسی کو نہیں دیکھیں گے کہ اپنے قریب مسکن میں رہا ہے
رفیقوں کے پاس جائیں۔ اگرچہ یہ اشتداد رہنا چاہیں۔ تو ہمارے ساتھی نہیں رہتے کہ میں لے
میں پھر ان کا ہم خیالی بننا پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ میں پھر میں واپس آنا پڑتا ہے۔ البتہ اب
کہ ہم ایک اور ملک کو جا رہے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہاں دیانتداروں کی زندگی

بسر کریں گے۔

میں نے کئی لوگوں سے یہ بھی پوچھا ہے کہ اللہ کی ناکو جو ایچ میں بستہ ہونے سے کیا فائدہ
جاسکتا ہے؟ انہوں نے کہا۔ ان کا بازو ریل میں کھینٹا بند کیا جاتے۔ کیونکہ ریل کے وہاں ایک
دوسرے کو دیکھ کر بہت جلد جیس کا طینا شروع کر دیتے ہیں۔ دوسری اصلاح یہ ہے کہ چوری کا
مال خریدنے والوں کا اسمہ اوکھا جاتے۔ کیونکہ چور کا ایک بار چوری کا مال کسی شخص کے پاس
لے جاتے۔ اسے وہ ضرور اپنا کام جاری رکھنے پر مجبور کرتا ہے۔ کوئی بیچ میں کہیں مال نام بھی
ہو جائے۔ تو اسے اپنے آقا کے مال سے مال چرائے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ لوگوں کو خبر لینے
کی دھمکی دی جاتی ہے۔ ان الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ریل کے اپنی حالت کو اچھی طرح

چنانچہ اس کے چند دن بعد صبح کے چھ بجے ایک رٹا کا شیطان گھبرا کر
 پر تھیلا رکھے۔ برش اور جھاڑو ماتھے میں لئے بلے میری سکویر میں بڑے زور سے یہ ہانک لگاتا
 پھر رہا تھا کہ آتشزدن صاف کوا لوگ وہ رٹا کا دراصل میں ہی تھا۔ ہتھوڑی دیر میں کسی نے
 بالائے ناز کی کھڑکی کھولی کر سبک آواز دی۔ مرا کر دیکھا تو کوئی عورت مجھے اشارہ سے بلاتی
 تھی۔ میں پیچھے کو مڑا۔ چند منٹ کے بعد صدمہ میں باورچن نے مکان کا دروازہ کھولا اور مجھ سے
 باورچی خانے کا آتشزدن صاف کرنے کی فرمائش کی گئی۔ باورچن ایک موٹی تازی اور
 عمر کی نیک طینت عورت تھی۔ اس نے میری نسبت کئی سوالات پوچھے۔ مثلاً یہ کہ
 تم کب سے یہ کام کر رہے ہو؟ تم نے کیوں یہ پیشہ اختیار کیا؟ تمہارے والدین زندہ
 ہیں یا نہیں؟ اور غلط فہمیاں ان سب کا جواب میں نے جو مناسب سمجھا۔ بڑی فکری
 کے لہجہ میں دیا۔ چنانچہ میں نے اسے بتایا کہ میں نے بچپن سے ہی یہ پیشہ اختیار کر لیا
 ہے۔ پانچ سال کی عمر میں اس کام کو اختیار کیا تھا۔ والدین مر چکے ہیں۔ اور بس
 کے مل میں کام کرتا ہوں۔ وہ مجھے بڑی سیدھی سیدھی سے مارتا ہے۔ صبح سے بجے
 لگنا بھی تعییب نہیں ہوا۔ وہ ٹینگ والی عورت میری داستان سن کر رہنے لگی اور
 جس میں آتشزدن صاف کرنا کہ میں نے کیا ہے۔ بڑی سیدھی سیدھی سے یہ سنا تو مجھ
 کا جیساں تروت لگا تھا۔ اس نے مجھے اذیت دینا کہ اس کے علاوہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔
 بعد میں وہ رات سے رات ہو گیا۔ کوئی کام کرتے وقت ہرچیز سے شرمناک نہیں تھا اپنے
 پیٹلے میں چھ بانڈی کے پچھے اور آتشزدن لے لے لے لے۔

یہ کام کچھ عرصہ بڑی کامیابی کے ساتھ جاری رہا۔ اس کے بعد ایک دن آتشزدن
 مجھ سے کہنے لگا۔ میں نے اجازت دی میں بہت سے اسٹیم ہارن اس علاقہ کے کھیتوں میں
 ہیں کہ بعض اڑکے آتشزدن صاف کرتے وقت قیمتی چیزیں اڑکے لے لے لے لے ہیں۔ اس پر
 (بقیہ حاشیہ) سمجھتے ہیں۔ اور کسی باغیچہ کی طرح بدلتے ہیں۔ لہذا ان کا اگر
 ثابت ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ مجھے اس بارہ میں پورا یقین ہے۔ لہذا ان اڑکوں میں وہ سب باتیں
 موجود ہوتی ہیں جن کی بدولت وہ سو سامیٹی کے نیک اور مفید ممبر بن سکتے ہیں۔ اس لئے میں یقینی
 طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اکثر حالتوں میں مناسب طریقہ اختیار کرنے سے ان کی اصلاح اسی طرح ممکن
 ہے۔ جیسے بحالات موجودہ انجام کار ان کی بتا رہی ۱۲

میں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ اور پھر ایک مرتبہ سینٹ گائیڈز میں پناہ گزین ہوا۔ مگر اس پیشہ گائیری صحت پر بہت منفرد اثر ہوا اور اس وقت سے میں ہمیشہ زرد و اور بیمار ہی رہا ہوں۔ میری عمر اب ۶۰ سال ہے۔ یہ کام پچھلے میں دوبارہ سے زیادہ کبھی نہیں کیا۔ اور ہر واردات کے گھنٹے پھر میں پناہ گزینوں کو بالکل صاف ستھرا ہونا چاہتا تھا تاہم مرنے کے جراثیم میرے اندر جا گزین ہو چکے ہیں۔ اور میں ان کا اثر یہاں پر اپنی چھاتی کے اندر محسوس کرتا ہوں۔

یہ کام چھوڑنے کے بعد میں نے بورڈنگ اسکول میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیا۔ میں وہاں تابعدار ہوا کرتی تھی۔ میں نے سینٹ گائیڈز میں ایک کمرہ کرائے پر لے لیا۔ اور ایک لڑکی سے استسما کی پزیرا کر لی۔ اس واقعہ کے بعد کہ میری عمر اس وقت گیارہ اور اس کی ۱۳ سال کی تھی۔ دنیا بھر کی بیچان عورتوں میں بیگی و گلفنگز بدترین تھی۔ صبح کو جب وقت وہ پیدا ہوتی۔ تو میں کی بول موجود ہونا ضروری تھا۔ اور اس کے بعد بھی وہ دن بھر اس طرح رہتی۔ اگر میں مارنے لگتا تو وہ غصے میں پھر کر ہر چیز جو اس کے سامنے آتی تھی۔ سر پہ اس کے زخمیں پڑنے لگتی تھیں۔ رش کی حالت میں وہ نیم برہنہ ہو کر کھڑکی میں چھبک رہی تھی۔ اور اسے جانے والوں سے ہنسی چٹھا کر تی۔ تمام کو ایک پس چنچ کر دفعہ سے اس کے چہرے پر ہنسنے بھی ضروری تھی اور جب واپس آتی۔ تو اس قدر محمود ہوتی تھی کہ سارے گھر کو سیر ہوا کرتی تھی۔ اس مختصر گز میں تو کیا۔ گھر بھر میں اس کی سیالیاں پھیل سکتی تھی۔ ایک کے تعجب ہو گئے کہ اگر یہ حالت تھی۔ تو میں نے اسے

۱۷ مہرمان کی اس پر رات کا چٹے والو پاک ہے اس کے رہنا یہ میں مہرمان کی نے حبیبی فقرات صبح کے ہیں جو اپنی اپنی حالت کے حالات اس کا دل میں کہ انہیں کامیاب نہ ہو گیا جاتے۔

جب کوئی غریب اپنے دروازہ پر آتا ہے تو میں اس کے احوال پر بہتر علی کی خبریں سناتی ہوں۔ تو میں نے ہمیشہ اس کے بارے میں حقیقت غریب اور متوسلہ طبقہ کے لوگوں پر ہونے پڑتا ہے کیونکہ بازاروں میں عورت چھوٹے درجہ کی کاٹریوں کی آمدورفت بند کی جاتی ہے۔ لیکن قسم کی کاٹریوں کے متعلق کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔ مزدور بھی ارہ اپنی محدود آمدنی کو جو سے اور اس لئے کہ شب گذشتہ کو اسے تنخواہ ملنے میں بہت دیر ہو گئی۔ یوم مقدس کے لئے پیش از وقت خوراک نہیں خرید سکا۔ اور کامضائق نہیں۔ لیکن میں نے اس بات کی اجازت ہے۔ کہ وہ امریکی اقوام کی دعوتوں کے لئے کوئی نفیس پہلی برف میں چھب کر محفوظ رکھیں اور اسے ایسے موقع پر کسی امیر

گھر سے نکال کیوں نہ دیا؟ بات یہ ہے کہ باوجود اس کے سارے عیسائیوں کے میں اسے پسند کرتا تھا۔ چونکہ میری طبیعت بسا اوقات افسردہ رہتی تھی۔ اس لئے اس کا پوش و خروش طبیعت کے گام کرنے میں معاون ثابت ہوتا تھا۔ اولاً ڈیوٹی کے ساتھ میرے تعلقات کا اسے کچھ علم نہ تھا۔ البتہ اس قدر وہ ضرور جانتی تھی کہ میں نے چونکہ آتش دان صاف کر بنوائے کے بھیس میں بہت سی چوری کی وارداتیں کی ہیں۔ اس لئے میں یہاں پر چھپا ہوا ہوں۔ چنانچہ جب کبھی میں اسے اپنے دور زندگی کے بعض واقعات سناتا تو وہ بہت خوش ہوتی اور ہنسا کرتی تھی۔

مقتضیٰ سہ ماہی میں ایک جہینہ کاہلی کی زندگی بسر کرنے کے بعد آخر کار اخراجات کی کمی سے مجبور ہو کر میں ایک روز رات کے وقت جس کے مکان و خانہ سیون و ایکڑ میں اولڈ ڈیوٹی سے ملنے گیا۔ مجھے اس کا انتظار کرتے زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ وہ آگیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے چہرہ پر سنجیدگی کی جھلک موجود ہے۔ جو اس امر کی دلیل تھی کہ وہ کسی فکر میں ہے۔ اس شخص کا مجھ پر چونکہ بہت رعب تھا اس لئے میں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸۳) کے ہاں بھیجی اور ان کو کھانے کے وقت تک تیار ہو سکے۔

بہت سی چیزوں کی خدمت کی جاتی ہے۔ اور انہیں باجی بند کیا جاتا ہے۔ وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہی چیزیں دی میں ایسے لوگ جمع ہوتے ہیں جن کا دماغ موجود ہونا ضرور سے خالی نہیں۔ لیکن ہر قسم کے تخیلات کے متعلق کوئی رکاوٹ نہیں۔ حالانکہ دونوں صورتوں میں زبان کیساں استعمال کی جاتی ہے۔ نالک بھی وہی ہوتا ہے۔ البتہ حاضرین مختلف ہوتے ہیں۔ ایک مشہور و معروف پروفیسر نے اپنے بیان میں لکھ دیا تھا کہ میں نے ایسے مقامات پر بردہ آٹھ سے بیشتر گزرتے سی لوگوں میں میں نے لکھ دیا کہ میں نے ایسے بات نہیں دیکھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی نقص کیا ہے۔ اگر قوانین میں ایسی پابندیاں رکھی جائیں کہ جہنم کی روک تھام ہو۔ اور ان پر سوزوں طریق سے عمل کیا جائے۔ تو غربا کی ضروریات کو منقطع کر دینا بھی ایسا کامیاب کام ہے۔ ہر قسم کے تخیلاتوں میں ہر رات جیسی کٹے کی وارداتیں ہوتی ہیں بعض فضول نظارے بھی دیکھنے ملتے ہیں بلکہ کبھی کسی نے یہ شورہ نہیں دیا۔ کہ ان نظاروں کے اسناد دیکھنے اور تخیلاتوں کو بند کر دینا چاہئے یہ دیکھنا اہل ایمان نفس سے کہ وہ پل سے قریب مقنا پر بھی جیسے کہ لوگوں اور کلبوں میں ان کے تفریحات کا انتظام کتنی کوشش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کے تفریحات کے لوگ ناپاک لگتے اور انھوں کی سرگرمیوں میں اور ایسے مقامات کا اظہار صرف ایک مہینہ ضرور ہو سکے۔ مگر یہاں پر اگر ان کے تفریحات اور تخیلات کی طرح سرپرستی ہوتی ہے۔ تاہم عربوں کے تفریحی مقامات کو دفع

سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ اور اس لئے ان کا بند اولاً لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ ۱۲۔

اس سے کوئی سوال پوچھنے کی جرأت نہ کی۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی جانتا تھا۔ کہ اس کا مزاج بہت چڑچڑا اور تند ہے۔ آخر وہ سفر جنس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ تم اس لڑکے کو تیز شراب کا ایک گلاس دو۔ دیکھو تو کس طرح سردی سے کانپ رہا ہے۔ حالانکہ مجھے زیادہ سردی محسوس نہ ہوتی تھی۔ تاہم ان ایام میں میں شراب سے کبھی انکار نہ کرتا تھا اس لئے میں نے گلاس ہاتھ میں لے لیا۔ جب اولڈ ڈیوٹیٹھ نے جانا کہ یہ ہر قسم کی نئی ایجاد ہفتے کے لئے آمادہ ہو گیا ہے تو کہنے لگا۔ جیکب۔ میں نے تمہارے لئے ایک کام سوچا ہے۔ جو بہت فائدہ مند ثابت ہو گا۔ میں نے متوجہ ہو کر کہا۔ فرمائیے۔ وہ بولا حقہ بیٹھ اینڈ کے ایک امیر طبقہ کے بازار میں ایک بیوہ عورت رہتی ہے۔ جس کی مالی حالت ہر طرح اطمینان بخش ہے۔ وہ خیرات بھی بہت کرتی ہے۔ اور کئی مذہبی سوسائٹیوں سے اس کا تعلق ہے۔ میری رائے میں تمہارا اس کے مکان میں داخل ہونا چند اہم مشکل نہ ہو گا۔ آئندہ ان صاف کرتے وقت چوری کے معاملہ میں جو طوفان اٹھا تھا۔ وہ اب فرو ہو چکا ہے۔ اور اب ضروری ہے۔ کوئی نیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد اس نے اپنی تجویز پیش کی۔ اور میں نے اس پر عمل کرنا منظور کر لیا۔

جب میں اپنے مکان میں واقع سینٹ گائیکز میں پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ یہاں ایک پندرہ سالہ لڑکے کی صحبت میں بیٹھی شراب پی رہی ہے۔ اسے میرے اس قدر جلدیوں آنے کی امید نہ تھی۔ اس لئے بے پرواہ ہو گئی۔ لیکن جلد ہی یہی سنبھل کر کہنے لگی۔ میسٹر کا برا بھائی ہے۔ آج اتفاق سے مل گیا۔ پہلے مدت تک عدم ہمت رہا تھا۔ میں نے اس کی اس داستان کو قابل یقین ظاہر کیا۔ مگر جب وہ چلا گیا۔ تو یہی کہ خوب زد و کوب کیا اور اسے لعنت ملا۔ منت کہ فی مشروع کی۔ اب کی مرتبہ وہ زیادہ نرم ثابت ہوئی۔ اس نے میرے منوں کا جواب منوں سے نہیں دیا۔ اور یوں بھی علیحدگی سے پیش آئی۔

خیر اس سے دوسرے دن رات کے نو بجے کے قریب میں اولڈ ڈیوٹیٹھ کے مشورہ کے مطابق اولڈ برلنگٹن سٹریٹ کے ایک مکان کی باہر والی سیڑھیوں پر جا کر بیٹھ گیا۔ میں اس قسم کے چیتھڑے پہنے ہوئے تھے۔ کہ نیم برہنہ نظر آتا تھا۔ اسکے علاوہ میں نے ٹکڑی کے ایک تیز ٹکڑے سے اپنے پاؤں کو جابجا زخمی کر لیا تھا جس سے وہ خون میں تر ہونے معلوم ہوتا تھا۔ سردی کے اثر اور سنگریزوں کے لگنے سے خون

بہ ننگا سے سخت سردی کا موسم تھا۔ اور میری ظاہری حالت نہایت زار تھی اتنے میں ایک گاڑی اس مکان کے دروازہ پر آکر رکھ لی۔ اور ایک طویل القامت جیسے عمر رسیدہ شخص بیٹھا تھا۔ میں نے جو سکوڑ کر دروازہ کے ساتھ لگا بیٹھا تھا۔ عہد آ ایک پاؤں اس کے بوٹ کے نیچے دیدیا اس کے بعد میں نے مدد سے کراہنا شروع کیا۔ اس وقت اس شخص نے اول مرتبہ مجھے دیکھا۔ اس نے ایک غلیظ گالی دی لیکن اس کے ساتھ ہی جب مکان کا دروازہ کھلا تو اس کا اچھو بول گیا۔ اس نے مجھ سے نرمی سے گفتگو کی۔ اور میرے ساتھ پر ایک لٹمنٹ کر اوں کا سکر رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر میں نے ہوا اٹھا۔ اور یہ شخص میرے ساتھ بائیں کمرے گیا تھا۔ ایک لیڈی جو ناں میں سے گذر رہی تھی۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس طرف متوجہ ہوئی اور کہنے لگی۔ کیا معاملہ ہے؟ شخص مذکور نے کہا۔ کوئی بے خانمان غریب لوٹا ہے۔ یہاں دروازے کے ساتھ لگا بیٹھا تھا۔ میں نے اسے نہیں دیکھا۔ اور اس کا پاؤں میرے پاؤں کے نیچے دب گیا۔ خاتون کو مجھ پر حرم آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگی۔ تم مکان کے اندر آ جاؤ۔ میں نے اپنے آپ کو اٹھنے سے عاجز ظاہر کیا۔ جس پر ایک نوکر نے مجھے اٹھا لیا۔ اور وہ خاتون میری ریت دیکھ کر کہنے لگی۔ معلوم ہوتا ہے۔ سردی کی وجہ سے غریبے بدن میں ریشہ پڑ گیا ہے۔ نوکر مجھے ہال میں لے گیا۔ اور وہاں ایک کرسی پر لیجا رکھا۔ پھر جب میرے پاؤں کی حالت دیکھی۔ تو مجھ اور بھی زیادہ قابل رحم سمجھا گیا۔ اس خاتون نے حکم دیا۔ اسے باورچی خانہ میں لیجا کر آگ کے پاس بیٹھاؤ اور کھانا کھلاؤ۔

ان احکام کی فوراً تعمیل کی گئی۔ چنانچہ میرے لئے بوٹ اور موزے ہمسائے لئے اور ایک گھنٹہ پر بعد وہ لیڈی میری حالت دیکھنے آئی۔ اس نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ میں نے اس موقع کے لئے ایک طویل اور دردناک داستان سنبا کر کہہ رکھی تھی وہ بیان کی۔ اور کہا۔ میں لوہ پول میں ایک تاجر کے ہاں کام سیکھا کرتا تھا میں نے چونکہ یوم سبت کو کام کرنے سے انکار کیا۔ اس لئے مجھے بڑی سختی سے زد و کوب کیا گیا میرا قہقہے گر جائیں نہیں جالے دیتا تھا۔ اور آخر اس کی سختیاں اس حد تک بڑھیں۔ کہ مجھے وہاں سے بھاگ آنا پڑا۔ میں دو مہینے دیہات میں آوارہ پھرتا رہا۔ بھیک مارگت کر گزارہ کرتا تھا۔ اور کہی کہی بھوکا سو جاتا تھا۔ پھر میں نے کہا۔

آج صبح میں لندن میں پہنچ گیا۔ اور اپنا ہوتا بیچکر ایک ڈبل روٹی خریدی۔ ۳۷ گھنٹے پہلے
 رہ کر مجھے صرف وہ ایک روٹی نصیب ہوئی ہے۔ البتہ میری پہچان پہی ایک لاط پادری
 کے ہاں ملازم ہے مجھے امید ہے وہ میری پورے طور سے مدد کرے گی۔ جب تک میں نے
 پھونک پی اور لاط پادری کا ذکر نہیں کیا تھا۔ وہ عورت میری طرف مثبتہ نظروں سے
 دیکھتی رہی مگر ان کا ذکر سنکر وہ بولی۔ پیسہ پارہ کوئی مصیبت زدہ لڑکا ہے جو خرقہ
 آج کی رات یہیں بسر کر دے صبح میرا نوکر تنہا رہی پھونک پی کو تنہا رہی خبر دے آگیا
 میں نے اس شنایت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ مگر وہ پہننے لگی کسی شکریہ گزاری کی
 ضرورت نہیں۔ کیونکہ جو شخص انسان سے بھلائی کرتا ہے۔ خدا اسے ضرور جزا دیتا
 ہے۔ اس وقت مجھے یاد آیا کہ ہم لڑکے ان باتوں کو ہمیشہ مغفول کہا کرتے تھے۔ اس
 قانون کی طبعیت اس قدر نرم اور نیک دیکھ کر میرے دل میں سچائی کا احساس پیدا
 ہونے لگا اور میں نے اپنے آپ کو یہ جعل اختیار کرنے پر راضی ہو گئی۔

خیر جب میں کھانا کھا کر اندرونی طور پر اور آگ کے اثر سے بیرونی طور پر آسودہ
 ہو چکا۔ تو ایک خادمہ جو اس گھر کی ہتھم تھی مجھے بالائی منزل کے ایک چھوٹے سے کمرہ
 میں لے گئی اور شب بچر کہا کہ اس نے باہر سے دروازہ مقفل کر لیا۔ اس سے میرے
 دل میں چنداں بے چینی پیدا نہیں ہوئی۔ کیونکہ میں اپنے چیتھڑوں کے اندر ایسے
 حالات کے لئے ضروری سامان ساتھ لیتا آیا تھا۔ اسکے گھنٹہ بھر بعد جب نوکر بھی
 اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے۔ جو سب اہمی منسل میں واقع تھے۔ اور جب میں
 محسوس کیا۔ کہ گھر میں اب ہر طرف سناٹا چھا یا ہوا ہے۔ تو میں نے ایک پیچ کش کی
 مدد سے دروازہ کھولا۔ اور دبے پاؤں نیچے اترنے لگا۔ میں اس وقت گھڑی نے گیارہ
 بجائے۔ میرا دروازہ پہلے نشست گاہ میں جابز کا تھا۔ مگر قریب پہنچا تو اندر روشنی نظر
 آئی۔ اور مجھے وہ مرد اور عورت بائیں کمرے میں مل گئے۔ اس پر میں نے کہا آؤ۔ لگے
 ٹاٹھیل اس عورت کی خواہگاہ کی ملاشتی ہے آؤں۔ شاید وہاں اس سے زیور رات
 مل جائیں۔ یہ سچ ہے کہ وہ کمرہ اس کمرے کے اوپر واقع ہو گا۔ میں پھر زمین کے اوپر
 پڑھنے لگا اور بالائی منسل کے سامنے والے کمرہ میں داخل ہوا۔ اندر شیخ روشن
 تھی۔ مگر کمرہ خالی تھا۔ میں نے سب لماریوں کی دیکھ بھال شروع کی لیکن سارے

کیڑوں کے اور کچھ نظر نہ آیا۔ ایک اینوسی الماری ایک طرف کو متقل دھکائی دی اور میں ایک چھوٹی سی کھڑکی کھلی کھنی نکال کر اسے لٹکھونے کو تھا کہ بہانہ میں کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ میں جھٹ چار پائی کے نیچے چھپ گیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد کوئی شخص کمرہ میں داخل ہوا۔ اور فوراً کواٹر بند کر کے گواہین متقل نہیں کیا۔ میں مار سے خون کے نہ تو اپنی جگہ سے ہلا۔ اور نہ اس جھاکر کی طرح جو چاروں طرف ٹٹک رہی تھی۔ کچھ دیکھ سکتا تھا تاہم کیڑوں کی سرسراہٹ اور انداز خرام سے معلوم کیا کہ آنے والی عورت ہے اور وہ کپڑے اتار رہی ہے۔ اب مجھے زیادہ توجہ لینا محسوس ہونے لگی۔ کیونکہ میرے اس کمرہ سے نکلنے کا موقع اسی وقت آسکتا تھا جب وہ کمری فریڈ سو جائے۔ پھر یہ بھی اندیشہ تھا کہ شاید میں نکلنا چاہوں۔ تو وہ سب مدارج بدلے۔ غرض اس وقت بہرہ کی حالت بہت ہی ناگوار تھی۔ اور مجھے اپنے سانسے سیکھانے کا دردانہ نظر آرہا تھا۔

اس کے پاؤ گھنٹے بعد وہ کیڑھی چار پائی پر لیٹ گئی۔ اب میں اس فکر میں ہوا کہ وہ خراٹے لیٹے لگے۔ تو میں یہاں سے نکلیں لیکن بظاہر وہ بھی سوئی نہ تھی اور لیٹی ہوئی تھی۔ کہ وہ واڑہ بڑی آہستگی سے پھر کھلا۔ اور بند ہو گیا۔ اور ایک شخص جس نے بوٹ اتارے ہوئے تھے۔ وہ پاؤں داخل ہوا۔ انہوں نے آہستہ آہستہ کچھ باتیں کیں۔ اور مجھے ان کی گفتگو سے یہ سن کر تعجب ہوا۔ کہ وہ ایک مرد جو گاڑی پر سوار ہو کر آیا تھا۔ ایک گھنٹے اس بظاہر عابد اور مخیر لیڈر کی صحبت میں بجاہت تھنا کی بسر کرنا چاہتا ہے۔ میرے دل میں سوچنا شروع کیا کہ یہ عورت بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کا معاوضہ بھی بظاہر اسی دنیا میں حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اس لیے اس حالت میں قریباً دو گھنٹے گزر گئے۔ میں اب چار پائی کے نیچے زیادہ ٹھیک بیٹھا ہوا تھا۔ یہ کہ اب مجھے ایک ایسا راز معلوم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ عورت میرے بس میں تھی۔ اس راز میں غم کے گزرنے پر راکھ سے باہر نکلا۔ اور عورت اس کے پیچھے پیچھے مکان کا دروازہ بند کرنے لگی۔ دونوں اس احتیاط سے نیچے اترے کہ صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کی یقین دلایا گیا ہے کہ وہ مرد بہت غم پہلے واپس چلا چکا ہے۔ اور اب یہ دونوں ان سے اپنا راز پھیلانے کے لئے یہ احتیاط

عمل میں لارہے ہیں۔

جس وقت وہ عورت اپنے آشنا کو چھوڑنے لگی۔ تو میسرے جی میں اُٹی یہاں سے جلد نینا چاہتے۔ مگر پھر سوچا۔ کیا خالی مانتھ جاؤں؟ ہرگز نہیں۔ مگر اس کے واپس آنے تک آبنوسی الماری کے کھولنے کا وقت نہیں تھا۔ اور مجھے یقین تھا کہ زیورہ رات اسی میں بند ہیں۔ آخر سوچا۔ کہ جب یہ سوچے گی تو یہ کام شروع کرونگا۔ اور اگر اتفاق سے وہ بیدار ہو گئی۔ تو یہی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ وہ مجھے خوالہ پولیس کرنے کی کجرات نہیں کر سکتی۔ پس میں دیک کر پڑ رہا۔ چسند منٹ کے عرصہ میں وہ شب خوابی کا لباس پہننے سردی سے کانپتی واپس آئی۔ مجھے اس کے دانت بجتے سنائی دے رہے تھے۔ اس کے نصف گھنٹہ بعد میں نے اس کے سانس لینے کی آواز سے اندازہ کیا کہ وہ بے خبر ہو گئی ہے۔ شمع دس تو جل رہی تھی۔ میں بڑی احتیاط کے ساتھ چارپائی کے نیچے سے نکلا۔ اور غور سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ بیشک وہ سو رہی تھی اور اگرچہ عورت جوان نہ تھی۔ مگر قبول صورت ضرور تھی۔ لیکن میرے لئے اسکے شہن کا جائزہ بہ لینے کا وقت نہیں تھا۔ میں نے جھٹ اپنی کبھی الماری کے قفل میں ڈالی اور اس کا دروازہ کھولا۔ گراؤت ۱۰۰ اسکے ساتھ ہی لکڑی کے دروازے کے ہلنے سے ایک ایسی خوفناک آواز پیدا ہوئی کہ وہ عورت بیدار ہو گئی۔ اور اس نے ایک ہلکی سی چیخ ماری۔ میں لپکا۔ مگر اس کے خربہ پہنچا۔ اور جب لفظوں میں منتقال کے ابو میں کہنے لگا۔ میڈم ایک لفظ بھی تمہاری بان سے نہ نکلا تو میں تمہارا اور تمہارے آشنا کا راز فاش کر دوں گا۔ میں نے شہن کی دھندلی روشنی میں دیکھا۔ کہ اس کے چہرہ کی رنگت سرخ ہو گئی۔ میں نے کہا میڈم یاد رکھو تمہارا باپتی مجھے معلوم ہو چکی ہیں۔ کیونکہ میں سارا عرصہ چارپائی کے نیچے چھپا رہا ہوں۔ تم اس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ تم کو وہ غریب لڑکے ہو۔ جسے میں نے آج رات پناہ دی تھی میں نے جواب دیا۔ میڈم بیشک میں وہی لڑکا ہوں۔ لیکن مجھے بحالت خواب بھرنے کا مرض ہے اتفاق سے اس کمرہ میں آنکلا ہوں۔ اس نے پوچھا۔ مگر تم اس الماری کو کیا کر رہے تھے؟ میں نے جواب دیا۔ خواب کی حالت میں اس کا سائینہ کر رہا تھا وہ بے مبری کے ابو میں بولی کیا فضول کہتے ہو۔ میں سمجھ گئی۔ تم کون ہو۔ مگر اس شرط پر کہ تم آج رات کے واقعہ کا کسی سے

ذکر نہ کرو۔ میں تم سے اچھا سلوک کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا۔ میڈم۔ مجھے کسی کی بدگواہی سے حاصل نہیں وہ بڑے جوش اور اضطراب کی حالت میں تھی کہنے لگی۔ اگر تم کرو گے بھی تو تمہاری بات کا کسی کو اعتبار نہیں آئے گا۔ البتہ اگر تم میری ہدایات پر چلو تو میں تمہیں معقول معاوضہ دینے کو تیار ہوں میں اس کا وعدہ کر لیا۔ اس نے چار پائی کے پاس رکھی ہوئی ایک کرسی سے اپنا بیٹھا اٹھایا اور اس کی نقدی میرے ہاتھ پر ڈال دی۔ میں نے معلوم کیا کہ تھوڑے چاندی کے سکوں کے علاوہ چند سو لہ نوڈ بھی ہیں اس کے علاوہ اس نے مجھے بیس نوڈ کا ایک تنک نوٹ دیا۔ میں نے یہ روپیہ اپنی جیبوں میں ڈال لیا۔ اور وہ مجھ سے کہنے لگی۔ کیا اب تم مطمئن ہو؟ میں نے کہا ناں بالکل وہ بولی۔ اچھا تھوڑی دیر تک جاؤں میں بتاتی ہوں۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہیے میں پردے کے پیچھے چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے اٹھ کر ایک ڈرائنگ روم پہنچی۔ پھر شیشے کے ہاتھ میں لیکر مجھ سے کہنے لگی۔ اب تم بالکل و بے پاؤں میرے پیچھے پیچھے چلو۔ اور خبردار ذرا بھی آہٹ پیدا نہ ہو۔ ہم باورچی خانہ میں ترے۔ وہاں جس قدر دیکھا ہو کھانا موجود تھا وہ سب اس نے مجھ سے دے دیا۔ اور اسے باہر صحنے کے لئے ایکے وہاں بھی دیا۔ اتفاق سے ایک چاندی کا چھپرہ باہر رہ گیا تھا۔ کہنے لگی اسے بھی اٹھا لے۔ اور اپنے آسانی سمجھ سکتے ہیں یہیں نے ازکار مناسب نہ جانا جب یہ انتظامات ہو چکے تو وہ مجھے صحنہ دروازہ پر بلے گئی۔ اور اس بات کی پھر تاکید کر کے کہ جو کچھ تم نے دیکھا۔ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا اس نے مجھے مکان سے باہر نکال دیا۔ ایک کچھ شک نہیں کہ اس سے لگے روز اولڈ برنگلٹن سٹریٹ میں اس بارہ میں بہت کچھ چرچا ہوتا رہا ہو گا۔ کہ وہ کیسٹرن ناشر گزار لڑکا ثابت ہوا جس پر دم کر کے اسے مکان میں داخل کیا گیا تھا اور وہ آدھی رات کے وقت کھانے کی چیزیں اور ایک چاندی کا پیو لیکر فرار ہو گیا۔

تمام رین نے یکایک تعلقہ کھام کر کے کہا۔ جب تک تم نے اب تک مجھے اس لیڈی کے نام سے آگاہ نہیں کیا۔

وہ بولا میں نے ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ کیونکہ اس نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا۔

رہنما کہنے لگا۔ باوجود اس کے بغض و جہ ایسی ہیں کہ میں اس بارہ میں اقیقت حاصل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جیکب نے جواب دیا اگر یہی بات ہے تو خیر مجھے تامل نہیں۔ اُس کا نام مندر سلنگبی تھا۔
 ظام بولا میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا اور اُس کا نام ... کیا وہ بھی ہمیں
 معلوم ہوا؟

”جی ہاں۔“ لڑکے نے جواب دیا ”میں نے باورچی خانہ میں نوکروں کی زبانیں اُس
 کا نام سنا تھا۔ دیکھئے اُس کا کچھ بھلا سا نام ہے ... ماں مجھے یاد آگیا۔ سر منہری کو رٹھی۔“
 ظام بولا جیکب میں ہتھار اُسکریہ ادا کرتا ہوں؟ اس کے بعد دہائی ہوئی آواز
 میں اپنے دل سے مخاطب ہو کر اُس نے کہا ”غریب کیکلرٹس ہمتیں اپنی عابدہ پر بھی
 کے متعلق سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔“

جیکب نے پوچھا ”سٹرین فورڈ کیا میں اپنی داستان کا باقی حصہ بھی
 عرض کروں؟ اب وہ کچھ زیادہ طویل نہیں ہے۔“
 ”ماں ماں کیوں نہیں۔“ مجھے اگر ہاں رات بہر بیٹھ کر اُسے سننا پڑے تو بھی انکار
 نہیں۔“
 یہ جواب پا کر جیکب نے اپنی سرگزشت پھر ان لفظوں میں شروع کی۔

جیکب تنہ کی سرگزشت (۳)

باب ۴۰

میں ان کے قہقہے کے قریب ازل سٹریٹ واقع سیون ڈائریز میں پہنچا۔ تو دیکھا
 کہ ٹوپی تو سو گیا ہے۔ مگر اولڈ ڈیوٹیج اور مندر من میری والپسی کے منتظر ہیں۔ میں نے واقعات
 پیش آمدن بیان کئے۔ اگرچہ اُس خاتون اور بیرونٹ کے عشق آمیز تعلقات کا ذکر عدا
 نہیں کیا۔ کیونکہ یہ سوچ کر مندر سلنگبی نے ہر طرح رحم آمیز سلوک کیا ہے۔ میں اس کے وارڈ کو پیش
 رکھنا ضروری سمجھتا تھا۔ میں جوں قدر لایا تھا۔ اُس میں سے پانچ پونڈ اولڈ ڈیوٹیج نے بڑی ہر بات
 سے مجھے واپس دے دئے۔ میں جلد جلد قدم اٹھا تا سینٹ لائون میں اپنے مکان پر پہنچا
 پیکی سوئی ہوئی تھی۔ میں نے اُسے یہاں رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ اور چپ چاپ لیٹ رہا۔
 جب میری آنکھ کھلی۔ تو کمرہ کی کھڑکی کے دھندلے شیشوں کے اندر سے صبح
 کی مشاعیں داخل ہو رہی تھیں۔ میں کچھ کمرے پر بیٹھ کر گیا۔ دیکھا کہ پیکی موجود نہیں تھی۔

سمجھا۔ بیدار ہو کر کھانے کا سامان خریدنے بازار چلی گئی ہوگی۔ باوجود اس کے میرے دل میں کچھ شبہ سا پیدا ہو گیا۔ اور میں بے حدی محسوس کرنے لگا۔ میں اس بات کو چھٹا ہوا پاتا۔ عداوتیں کر گیا تھا۔ اس کی جیبوں میں ہاتھ ڈالا۔ تو دیکھا پانچوں پونڈ کم میں باب مجھے اور زیادہ کشمکش ہوئی۔ اور میں نے سوچا پہلی یقیناً فرار ہو گئی ہے۔ جب مزید تلاش شروع کی تو معلوم ہوا۔ کہ جس قدر تھوڑے کپڑے موجود تھے۔ وہ ان سب کو ساتھ لے گئی ہے۔ اور ستر لے کر وہ جیتھڑے چھوڑ گئی ہے۔ جنہیں پہن کر مندر سلنگی کے مکان پر گیا۔ جو کچھ اس کے ہاتھ آیا ساتھ لے گئی اور اب میرے دل میں خطرہ اس بات کا محسوس ہونے لگا۔ کیا وہ میرا ذاتی فاش کر دے گی؟ مجھے اس کا طرز عمل اس قدر مشتبہ نظر آیا۔ کہ میں نے سوچا اس کی مجبوری کے اثر سے حتی الامکان بچے رہنا ہی مناسب ہے۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یاد آیا کہ اگلے دن جب میں اپنے ایک آشنا کے ساتھ بیٹھے دیکھ کر دو کو بکھا تو وہ چپ ہو رہی تھی۔ ممکن ہے۔ اب وہ اس بار کا بدلہ لے۔ اسے میں نے جس قدر جلد ممکن تھا وہی جیتھڑے پہن لئے اور گھر سے باہر نکلا لیکن گلی کی نکتہ پر پہنچا تھا۔ کہ تختانہ بوٹر بیٹھ کا سر اسٹروان مٹھڑا ہو گیا جس سے آپ بھی واقف ہیں ملا۔ میں نے اسے دیکھ کر ایک کوچہ میں چھپ جانے کی کوشش کی۔ مگر اس نے میرا تقاب کو کبے مجھے فوراً ہی پکڑ لیا۔

اس کے گھنٹہ بند بعد مجھے بوٹر بیٹھ کی عدالت میں بلو سیری سکریٹر کے ایک کان میں آتش دان ممانہ کرنے والے کا بھیس بدل کر چوری کرنے کے الزام میں صاحب بوٹر بیٹھ کے رو برو پیش کیا گیا مہفہ بھر مجھے جیلخانہ ملکہ کن ویل کی حوالات میں کھا گیا یہاں مجھے دروازہ بناوا میں بیٹھ آیا گیا تھا۔ ایک روز سہ پہر کے وقت ستر میں اپنے آپ کو میری پہ پہی ملایہ کر کے مجھ سے ملنے آئی۔ اس نے مجھ سے کہا تم سچے ہو ستر بوٹر بیٹھ ساری ملاقات کو نہیں آسکتے۔ البتہ اگر تم نے ان کا نام غلطاً نہ کیا اور وفادار رہے۔ اور کسی بات کا ذکر نہ کیا۔ ساتھ قیدیوں سے بھی نہ کیا۔ تو وہ تمہارے لئے ہر ممکن طریق پر ضرور کوشش کرینگے۔ ستر میں نے یہ بھی کہا۔ معلوم ہوا ہے تم پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ مگر تم کو ابوں کو ہلانے کی پوری کوشش کریں گے۔ اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ تو تمہاری ٹیک چلیق کے متعلق اس قسم کی شہادت دہیا کی جائے گی کہ تمہیں ہلکی سے ہلکی سزا دی جائے۔ اس عرصہ میں ہمیں اس قدر روپیہ دیا گیا جائے گا۔ کہ تم جیلخانہ میں مزے کی زندگی بسر کر سکو مگر

کس قدر زور و زلف تھا۔ اور پھر اس شریف مرد کو اپنے قریب دیکھنا کس قدر ناگوار معلوم ہوا ہے۔ اسی طرح اس قاتل کا باقیوں کے پاس رہنا بھی قابل اعتراض تھا جس طرح کے پر آ کر چرانے کی الزام تھا۔ اس کا صدر یہ تھا کہ میری ماں بیمار تھی۔ میں نے بحالت مجسمہ سوزی ایسا کیا۔ ہر چند کہ اس کا دل ہر طرح پاک و ناصاف تھا۔ مگر قلب سانسے اسے کئی طرح کے سبق پڑھا کر غصہ کر لیا۔ اور ممکن ہے جیلخانہ سے رہا ہونے پر وہ عادی مجرم بن گیا ہو۔ شہر لیت مرد اس قدر پریشانی ہوا کہ اسے بخار آنے لگا۔ اور وہ جیلخانہ کے ہسپتال میں کئی دن بعد و مارچ پر اجتناب سے رہا ہوا۔ مگر اسے لگتا تھا کہ قاتل کو اس کے خمدار میں مردہ دہی اور یہ دونوں جیلخانہ سے بھاگ گئے۔

جیلخانہ میں ہم ہر طرح کی تقریر محنت حاصل کر سکتے تھے۔ ہر چند کہ ہمیں ماموش یا گھوڑی حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم لکھی کے شکریں پر نشان لگا کر یا نصف پیش کر کے اچھا لکھو اور نظر لکھیں۔ ہم جو آکھینے کا سامان پسیدہ کر لیتے تھے۔ لڑائی جھگڑا اور بدزبانی بھی سب اچھا لکھو کو پہنچتی ہوئی تھی۔ ہر حصہ میں قیدی سوتے تھے۔ ان ایک دوسرے کا سامان چرانے کی ذرا دلچسپی اکثر ہوتی تھی۔ پناہ دینے کی دلیل لڑنے والے شریف مرد کا بڑھ چس میں کئی پونڈ تھیں۔ پہلی رات کو ہی غائب ہو گیا۔ اور جیب اس نے شکایت کی دھجکی دھجکی۔ تو قاتل اور نقب زن سہ ماہ اس قدر ڈرایا کہ پھر اسے کو اس کی جرات نہ ہو سکی۔

ایک ہفتہ کا عرصہ گزرنے کے بعد مجھے پھر ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ عدالت میں کیا کیا۔ اور میں نے بتا دیا۔ اس قدر فیصلہ کن شہادت پیش کی گئی کہ مجھے سماعت مقدمہ کے لئے نیوکیٹ بھیجا گیا۔ اس کی جگہ پہلے ہی امید تھی۔ اور میں چن چن داں پر دیا بھی نہ کرتا تھا۔ کیونکہ مشہور نے لکھ کر دیل کے جیلخانہ میں بھیجے اس بات کا یقین دلایا تھا کہ وہ طریقہ نرسے لامکان تھاری رہائی کی کوشش کرینگے۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس نے کوشش کی بھی مگر میری خاطر اتنی نہیں۔ بلکہ اپنی خاطر۔ جب میں نیوکیٹ میں پہنچا تو وہاں اور بھی حیرت نیز نظارے دیکھنے میں آئے۔ اگر یہ ہیں ہر طرح کے جرائم و دیکھنے کے عادی تھان تاہم اس کے لڑائی جھگڑا اور فیصلہ گوئی اور ایک دوسرے

کی غرض سے گر جائیں بھیج دیا جاتا۔ آٹھ بجے ہم واپس کرتے اور چریل اپنے اپنے بستر تیار کر لیا حکم ملتا۔ نو بجے جہاز پر پورا سناٹا چھا جاتا اور جہاز میں ایسی طالت نظر آتی کہ گویا کوئی شخص زندہ موجود نہیں ہے۔ اس خاموشی کو توڑنے والی آواز بالو گھنٹے کے بجھنے سے یا ہر نصف گھنٹہ بعد پھرہ دار کی یہ آواز ہوتی ہے کہ جہاز پر ہر طرح امن ہے۔ یہ زندگی تھی جو ہم جہاز پر یا اس پر ایسر کرتے تھے لیکن میں تھا کہ یہ سکتا ہوں کہ وہاں رہ کر میں اس قدر خوش تھا۔ جتنا اس سے بیشتر کہہ نہیں ہوا۔ جہاز کا معلم بہت طلبہ کو تعلیم کا شوق ہو۔ انہیں توجہ سے پرکھ لیا کرتا تھا۔ اس کی نگرانی میں میں نے بہت جلد اچھی تعلیم حاصل کر لی۔ وہ بھی میری تعلیم پر بہت توجہ دیتا تھا چنانچہ ایک سال کے بعد اس نے مجھ سے درزی کا کام بالکل چھوڑ دیا۔ اور صیفہ تعلیم میں رکھ لیا وہاں مجھے اس کی طرح سے بہت سی عمدہ کتابیں پڑھنے کو مل جاتی تھیں۔ اور میں انہیں فرست کر وقت اکثر دیکھتا کرتا تھا۔ مجھے پڑھنے کا اس قدر شوق تھا کہ ہوا کہ ہوا غوری اور ورزش کے اوقات میں بھی کتاب ہاتھ میں رکھتا اور الگ بیٹھ کر پڑھتا کرتا تھا۔ میں سوچتا کہ ان کتابوں کو کیسی شے عبارت میں لکھا جاتا ہے۔ اور میری اپنی زبان کی کسی قدر ناقص ہے اس طرح پر مجھے معلوم ہوتا کہ میں تو اعد صرف دو تھوڑے کسفر پر بہرہ ہوں میں اس جہاز میں رہتا ہوں کے لئے بہت کوشش کرتا تھا۔ اور اس کام میں مجھے علم مذکور سے بہت مدد ملتی تھی میں اس کام میں بڑے شوق سے کرتے لگا۔ اور جوں جوں میں سے پڑھتا تھا میرے دل میں اس کا شوق بڑھتا ہی رہتا تھا۔ میں دوبارہ جرم کی زندگی اختیار نہ کروں۔

میں دوسری کے غرض میں جو میں قیدیوں کے جہاز پر بہرہ کیا۔ سر میں کئی بار چھو بھی بکر مجھ سے ملنے آئی لیکن چونکہ قیدیوں کے رشتہ داروں کو صرف اتنی صورت میں گفتگو کرنے کی اجازت ہوتی ہے کہ جہاز کا کوئی پھرہ دار پاس موجود ہو۔ اس لئے ہمارے گفتگو میں اولڈ ڈیوٹ کا ذکر کہہ نہیں پاتا تھا۔ البتہ سر میں اشارہ کیا کہ کتنی تھی کہ جب تم یہاں سے رہا ہو کر آؤ گے۔ تو تمہارے چھوچھا تمہیں اپنے پاس کھ لیں گے۔ اسکا مطلب میں اچھی طرح سمجھتا تھا کہ چھوچھا سے مراد اس کے شوہر لڑکی سے ہے میں یہ بھی سمجھتا تھا کہ یہ عینا کچن دعدے اولڈ ڈیوٹ کے نیچے ہوتے ہیں۔ باوجود اس کے بارہا ایسا ہوتا کہ میں راتوں کو بہت دیر جاگ کر کر دیکھتا اور یہ سوچا کرتا کہ رہا ہو کر مجھے کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے

جس سے میں ایمانداری کی روزی کما سکوں۔ اور مجھے مٹ بھین بونز کی قابل نفرت ملازمت
پہرہ اختتام کی پڑے۔

ہجرام کار میری رہائی کا دن آپہنچا میں نے پہلے سے ہی یہ تجویز سوچ رکھی تھی کہ
مجھے کیا کرنا چاہیے۔ جہاز کے افسر نے میرے کپڑے مجھے واپس سے دیئے۔ اور ایک ٹکٹ لگ
بھی دیا۔ سکول باسٹر اس وقت موجود نہ تھا۔ اور مجھے اس بات کا رنج ہوا۔ کہ میں اس وقت اس
کاشمیر یاد اند کہ سکال۔ اور نہ رخصت ہوتے وقت مجھ اس سے مشورہ لینے کا موقع ملا بھی
میں آئی۔ کہ جہاز کے کمان افسر سے مشورہ لوں۔ یہ تجویز مجھے ہر لحاظ سے اطمینان بخش نظر
آئی۔ چنانچہ میں اس کے پاس گیا۔ اور پوچھا۔ آپ کی رائے میں مجھے ایمانداری سے
روزی کمانے کے لئے کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے؟ اس نے میری طرف دیکھ کر زور
کا حقہ لگایا اور کہنے لگا واہ کیا تم مجھے ایسا بیوقوف سمجھتے ہو۔ کہ تمہاری ان باتوں میں کہ
میں نصف گنی کا سکودے دوں۔ ہرگز نہیں۔ جب میں شروع شروع میں یہاں آیا تو اکثر
ایسا کیا کرتا تھا۔ مگر تجربہ عشاء بہت ہو گیا کہ جن فحشوں کو میں اس قسم کی مدد دیتا ہوں وہ پہلے وہاں
قید ہو کر یہاں واپس آتے تھے۔ اتنا کہہ کر اس نے وہ سری طرف کو مٹھ پھیر لیا اور میری طرف سے حیران اور
ششدر یہ سوچنا اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا کہ کیا دنیا میں ایمانداری کی کسی قدر ہوتی ہے؟ لیکن ہر سوچنا
اس نے جو کچھ کہا وہ بے نفع تجربہ کی بنا پر تھا۔ اس کے لئے مجھے اسکو قصہ وار نہ قرار دینا چاہیئے
راز راز روٹا میں جہان سے رخصت ہوا۔

پیکر شتی پر سوار ہرگز ورج کے ساحل پر اتر ہی تھا۔ کہ اگلے سے ستر ستر ملی رائس نے زبان
بازو میری گدگدن میں ڈال دئے اور ایسے محبت آمیز طریقہ پر پیار سے جیکب کہہ کر ملی۔ کہ کوئی
جائے بیچ اس کی پھوپھی یا شاید حقیقی ماں ہے پھر اس نے سھوڑے فاصلہ پر ایک
شراب خانہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ تمہارا ٹیک دال اور ہریان مربی مٹر بونز وہاں تیار
منتظر ہے۔ اور تم سے ملکر بہت خوش ہو گا۔ اس نے تمہارے لئے سبکنا ہوا گوشت اور عمدہ
ایل شراب تیار رکھی ہوئی ہے۔ اور ہم تمہیں خوب پیٹ بھر کر عمدہ کھانا کھلائیں گے یہاں
ہو یا اس پر مجھے جو قسم کا کھانا ملتا تھا۔ اسے پیش نظر رکھ کر جب اس دعوت کا خیال آیا تو
میں اختیار مٹر میں پانی بھر آیا۔ مگر پھر جب اس غیر معمولی اثر کا تصور بندھا۔ حوالہ ڈیٹھو وہ مجھ پر
حاصل تھا تو میں سوچا۔ اگر ایک بار پھر اس کے سچے میں بھینس گیا۔ تو رہائی نہ ملے گی۔ اور

نہ میرے اندر اتنی جرات پیدا ہو سکے گی کہ اس کا کہنا ماننے سے انکار کر رہی ہوں۔ میں نے جلدی ہی ارادہ بدل لیا۔ اور سرزمین کو چھوڑ کر بے تنہا شا ایک گلی کی طرف دوڑ نکلا۔ اس کی تیز جھگڑاؤں اور اونچے دور تک سنائی دیتی رہی۔ جیکب! جیکب! کہہ کر آوازیں دیتی تھی۔ مگر میں نے اس پر زور اتوجہ نہ کی۔ اور اس طرح اندھا دھند بھاگا گیا کوئی وحشی جانور پیچھے لگا ہوا ہو۔ کچھ عرصہ بعد میں نے اپنی رفتار ہلکی کر دی۔ اور ایک شراب خانہ میں داخل ہوا۔ اٹل پر میں نے بئیر کا ادھا طلب کیا۔ دو قین سپاہی اور قریباً اتنی ہی جوان عورتیں ایک میز پر بیٹھی شراب پی اور ہنس رہی تھیں ان عورتوں میں سے ایک یکا یک اپنی جگہ سے اٹھی اور میری طرف بڑھ کر چن۔ منٹ مجھے غور کی نظر سے دیکھتی رہی۔ پھر ایک غلیظ گالی دیکھ لائی۔ میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ یہ میرا پرنا یا جیکب ہے۔ چنانچہ وہ مجھ سے گلے لگنے کو آگے بڑھی لیکن میں نے حقارت سے اسے پرے ہٹا دیا۔ بیخستہ حال دروازے کی طرف دوڑی رگی دنگار تھی۔ میں کاجھ سے ایک عرصہ تک تعلق رہا تھا۔ میری یہ پڑیلو کی دیکھ کر وہ بھڑکے تو شرابی پھر اسے سناں بجال کر کہہ کھینے لگی۔ بد ذات بے ایمان! کتنا بچے کسی تین تھوٹے کیسا دیکھو تو کڑی نہیں تاکہ تو یہ جتا ہی تین لاتی آئے۔ یہ بیخبروں قلاب جڑوں کے لڑکے تھے۔ اور اس دروازے پر کڑی لڑائی کر کے پاس میں سے ایک بچہ پوچھا۔ یہ ٹھیک ہے؟ اور میرے جواب کا انتظار کئے بغیر مجھے گردن سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔ جب میں بازار کی گڑ پڑ پھینکا تو یاد آیا۔ میں نے بئیر طلب کرنے وقت ہوشیار نہ کیا تھا۔ اس کی بڑی گاری مجھے واپس نہیں دی گئی۔ چنانچہ میں نے واپس جا کر اپنی پیسہ طلب کئے۔ لیکن جس لڑکے نے مجھے شراب لاکر دی تھی۔ وہ قسم کھا کر کہتا تھا۔ تم نے تو شہنشاہ دیا ہی نہیں۔ شراب خانے کے مالک نے بھی یہی سمجھا۔ کہ کوئی بدشاہ ہے جو میرے نوکر کو ٹھکانے کی کوشش کر رہا ہے۔ انجام یہ ہوا کہ مجھے ٹھکانے مار کر باہر نکالی دیا گیا۔ اب میری جیب میں ایک پیسہ نہ تھا!

کچھ عرصہ میں سخت حیران اور مدھمک رہا۔ نہیں جانتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ آخر انتہائی یاس کے زیر اثر ایک گھنٹہ میں بیٹھ کر آئینہ بہانے لگا۔ اس وقت جی میں آئی۔ کہ اس سے توفیق ہو کہ جسے جاز کی زندگی ہی ہزار درجہ بہتر تھی۔ بھوکہ مار سے جان لکھی جاتی تھی اور کھانے کا کوئی مکان۔ سیدہ نظر نہ آتا تھا۔ ناچار ایک دوکان میں داخل ہو کر پوچھا۔ آپ کو کسی مزدگار لڑکے کا عذر دے ہے؟ دوکاندار نے کہا۔ مجھے تو نہیں البتہ میرے ایک بھائی

کو جسے میں اس شخص کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ تم ہمارے پاس نیک چلنی کی کوئی مندر بھی موجود ہے؟ میں نے جھوٹ بولنا مناسب نہ سمجھ کر سچ سچ کہہ دیا۔ کہ مجھے آج ہی جہاز پر اور یالس سے روانہ کیا گیا ہے۔ البتہ میں خیال کرتا ہوں۔ اس جہاز کا سکول یا مٹر میری سفارش کر دے گا۔ اس پر اس شخص کو سخت غصہ آیا۔ اور وہ میری طرف مارنے کو ڈرا۔ یقیناً وہ جھڑا لگا کر مجھے باہر لے گیا۔ دیکھ لیکن میں پہلے ہی جان بچانے کی غرض سے اس کے آگے دوڑ نکلا۔

اسی طرح میں دو لم کی کم دھن میں پیش رو کاٹوں میں گیا۔ بعد میں جگہ میں ایسی نرالی واقعہ پیشیدہ ہو گیا اور بعض جگہ ظاہر ہو کر دیگر نتیجہ پر حال میں وہی نکلا۔ ہر شخص مجھے نیک چلنی کی مندر مانگتا تھا اور وہی موجود نہ تھی۔ ایک سالہ کنش ایٹک کی حیثیت میں میں ان لوگوں سے اس بات کی التجا کرتا تھا کہ آپ مجھے چند دن کیلئے امتحان کر لے کر دیکھئے مجھ سے صبح سے لیکر شام تک کام لیجئے۔ کھانے کو روٹی کا ایک ٹکڑا دے۔ چھوٹا پیسہ اور اس کا نقد داؤد نہ کچھ دو سیکھتے ہیں اتنے لوگ کسی دکان میں رہیں گے۔ لگاتار ہی ہفتوں یہ بھی کوئی غیر سفارش شدہ کہ نام نہ رکھتے ہر آدمی نہ تھکتا۔ سات سو روپے کی ماہی میں سخت چھوٹا اور پلاس۔ برساتی رازاروں میں پھر لیتی۔ آدرا ایک ایک لاکھ کے دل میں حم آواز اسی نے مجھے ایک روٹی دی جس سے بھوک کی تکلیف ختم ہوئی۔ میں نے سوچا شاید روٹی کے لوگ یاد تھا اور پھر ہر آدمی کے چہرے پر سے ان کی تپیدی بردستے اس مقام کو آتے ہیں۔ دوران لوگوں کی تفریح کی باہر خوشی لگا رہا ہے۔ اس کے بعد میں دو سو سے مقام پر دست آؤ مان کر رہیوں۔ یہ سو پندرہی کر بیچ لیا طرف اور اس اور آدھی رات کو وہاں پہنچا۔ وہ رات میں نے چند یر تیرے خانوں کے پاس ایک جھونپڑی میں بس کر سڑکی کو اٹھا تو سردی سے ٹھٹھا ہوا بھوک سے بیتاب اور رات بالوں تھا۔ میں نے پھر بالوں کی گشت مشورع کر دی۔ اور دو سو سے پہلے پہلے دوکانوں اور شراب خانوں میں پھر آیا۔ مگر کہیں ملازمت نہ ملی۔ اولیٰ تو کسی کو اس عمر لڑکے کی خدمات کی ضرورت ہی نہ تھی یہ نہیں سمجھتی وہ سفارشی چھوٹے چھوٹے ناپار یہاں بھی بھوک مانگ کر پیٹ بھر۔ اور لندن کی طرف روانہ ہوا۔

میں اس قدر آہستگی سے چلا اور راستہ میں تکان کیا کہ جس کے اس قدر تھکا

کہ رات ہو چکی تھی۔ جب میں بلیک فرائز زروٹ پر پہنچا۔ وہاں بھی میں نے دکان
داری کی ملازمت حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔ مگر نیچے کچھ نہ لگا۔ مجھے یاد ہے
کہ ایک عرصہ دوکاندار نے میری داستان کو زیادہ فائدہ کے ساتھ سنا تو میں نے
تازہ واردے ہوئے اس سے التجا کی جس طرح بھی ممکن ہو۔ آپ مجھے اپنی ملازمت میں
لے لیجئے۔ ورنہ میرے لئے سوائے اسکے بارہ کار نہ ہوگا کہ میں جوڑی شروع کر دوں
کیونکہ مجھے ملازمت کی کوئی ممکنہ سبیل نظر نہیں آتی۔ میں نے اُسے عذر کیا کہ نہیں بتایا
کہ میں پہلے بھی جوڑی کرتا رہا ہوں۔ اس نے میری ساری سرگزشت سنی پھر فرسوں
کے ساتھ سر ہلا کر کہنے لگا۔ اگر تو پہلے ہی جوڑے بننے کا خیال دل میں لائے ہو۔ تو طاہر
ہے کہ تمہارا اخلاق بگڑ چکا ہے اس نے مجھے چند پیسے دیئے۔ اور کہنے لگا باؤکسی
دوسری جگہ قسمت آزمائی کرو۔

میں تو بڑی دیر اس سوچ میں رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ ایک طرف پیٹ
خانگی دوسری طرف آکان کی کمی ہے۔ اچھا میں ان لوگوں سے چھٹا ہوا چاند پیتل کسی مراستے
کا کاریہ ادا کروں یا روٹی کھاؤں۔ بہت کچھ سوچنے کے بعد آخر پیٹ جھڑا ضروری سمجھا اور
جو کچھ مارا اُسے زہر مار کر کہہ دیا ستے جھڑا کے ساتھ بڑا ایک لکڑی کے اعطار میں پڑ کر سو رہا
صبح کو اٹھ کھلی۔ تو سو راج لگی کہ اتنا میں نے بلیک فرائز پہل کر دیا۔ اعضا شدت
درد سے کاٹ پڑے تھے۔ اور کچھ شب گذشتہ کی تنہم تھی۔ حیران تھا کہ اب
اکس طرف کر جاؤں۔ ہر قسم کی امید ساتھ چھوڑ کر تھی۔ لندن جیسے غلام خان میں یک
تو تنہا غریب۔ محتاج۔ بدیا رو دوکان۔ خانہ کش۔ بے خان مان کو کا آوارہ پھر رہا
تھا خواہش یہ تھی کہ یا منتزار ہوں۔ مگر حالات جرم کی زندگی کی طرف انگلی اٹھا رہے
تھے۔ باندہ دل نہ تھا۔ تھے ہوسکے میں نے سیکے دل سے خدا سے مدد کی درخواست
کی اور کہا۔ اسے بارہی نکالے اس کی آخری خوفناک طریقہ کی زندگی سے جس پر ہیالت
مجبوری انسان کو چند پڑتے ہے۔ مجھے بجا تیرے ہی اختیار میں ہے۔ مجھے معلوم نہیں
میری دعا قبول ہوئی یا نہیں۔ بہر حال مجھے کس طرف سے کسی قسم کی مدد نہیں ملی۔ دن کی
طرح بازار میں پھرتے تھا۔ رات پھر سر پر آئی۔ جو بلیک فرائز گذر گئے۔ اور پیٹ میں
کچھ نہیں لگا۔ گشت ہوا انہی گلی کے احوال میں تھا۔ مگر کچھ نہ لگا۔ ایک بہت برا وقت گذر گیا

اور اُدھر اُدھر بھیر رہا ہے۔ اس لئے مجھے اندر داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔ اتنے میں بارش
 زور سے شروع ہو گئی۔ میں کسی اور مقام شاہ کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔ اور آخر ایک مسقف
 مقام پر پہنچی۔ تو کپڑے پانی سے تر ہو چکے تھے۔ رات بھر میری آنکھ نہ جھپکی۔ فرسک
 پتھر سفد ر سرد تھے کہ بیٹھنے کو جی نہ پاتا تھا۔ صبح ہوئی۔ تو میں اتنا کمزور تھا کہ بس
 اپنے اعضا کو جنبش دے سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اب نا تو کشتی سے خود کشتی تک نہ بت
 پہنچنے لگی تھی۔ گرتا پڑتا ہشکل اٹھ کر جلا۔ ایک نابینا کی دوکان میں کپڑے کے پاس گرم
 روٹی پڑی ہوئی ہوک رہی تھی۔ میں نے التجا کی خدا کے لئے صرف ایک ٹکڑا میں بھوک
 کے مارے مرا جاتا ہوں۔ لیکن نابینا نے مجھے دستکار کر پرے ہٹا دیا۔ اب خیال آیا کہ
 میں وہی اپنا پرانا طریق زندگی شروع کر دوں۔ تو نہ صرف خشک روٹی بلکہ گشت
 اور چائے کے لئے بھی نقدی آسانی پیدا کر سکتا ہوں۔ اور وہ اس طرح پرکھی بھلے
 اصل کی جیب کاٹ لوں۔ یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ پھر کیا ایک نفرت کا احساس
 پیدا ہوا کوئی غیبی آواز میرے کان میں یہ کہتی سانی دی رہی۔ چوری کرنے سے
 روٹیاں ڈوب کر مرنا اور ساری تکلیفوں کا فائدہ نہ ہوتا ہے۔

اب میں نے خود کشتی کا معصم ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس نیت سے دریائے کنارہ کی
 طرف تہشکی سے نہیں بلکہ دڑتا ہوا چلنے لگا۔ ویسٹ منڈر کے چل پر چڑھ کر میں دریائے ٹمز
 میں کودنے کو تھا۔ کہ کسی نے یکایک میرے کوٹ کے کنارہ کو پیچھے سے زور پکڑ کر مجھے
 کیچ کر لیا مڑ کر دیکھتا ہوں تو اولہ ڈیٹھ کھڑا ہے!

میں نے زور کی چیخ ماری اور اس کے ماتھے سے نکلنے کے لئے جدوجہد کرتے لگا۔
 میں نے خود کشتی کا معصم ارادہ کر لیا تھا۔ مگر اس نے مجھے مضبوطی سے پکڑے رکھا۔
 کہنے لگا۔ بیوقوف اس طاع جان گونہ نے سے کیا حال ہے۔ دیکھتا نہیں۔ دنیا میں کتنی
 دفرہ بیاں موجود ہیں۔ میں نے چیخ کر کہا۔ تم مجھے مر جانے دو میں چوری کی زندگی سے
 موت کو بدرجہا افضل سمجھتا ہوں۔ وہ بولا اسے بے سمجھ کون بیوقوف تجھے چور بنانا چاہتا
 میرے ساتھ آ میں تیرے مستقبل کی نسبت کچھ مشورہ دوں گا مستقبل میں نے میری زندگی
 ہو کر اور اس کے بعد بھی کئی طرح اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ مجھے ایک تھوہنا
 لگا۔ اور کافی وقت میں خوراک طلب کی۔ جسے میں نے بے مبری سے پیٹ بھر کر کھایا۔

خبراک اور گرم قہوہ سے پھر ایک بار مجھے ہوش آگیا۔ اور میں یونہی کاشک لگا رہا ہوا کہ اُس نے مجھے اس خوفناک حرکت کے نتیجہ سے رہائی دلائی۔ پیٹ بھرا ہوا ہوا۔ تو خود کشی کا خیال بھی نہ خود دل سے اُٹھ جاتا ہے۔ میں اب اولڈ ٹیٹھ کو اپنا سچا ستہ منہ نہ سمجھنے لگا تھا۔ چنانچہ میں اُس کی گفتگو کو بغور سننے کے لئے آمادہ ہو گیا۔ اور جب اُس نے یہ مشورہ پیش کیا۔ کہ آؤ ہمیں کے مکان پر چل کر گفتگو کریں۔ تاکہ کوئی متیرانہ سُن سے۔ تو میں چپ چاپ اس کے ساتھ ہو گیا۔ لیکن سیون ڈائریکٹ چلتے ہوئے میں نے کئی بار اپنے دل میں اس بات کا جھجکا کہ یہ مجھے پیار ہے کتنا سمجھائے یا دھمکائے۔ میں چوری کی زندگی بھر شروع کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوں گا۔

جب ہم اولڈ ٹیٹھ والے مکان میں پہنچے تو سٹریٹس نے میرا بڑے تپاک سے تیر سفہم کیا۔ اور وہ اس قدر ملازمت سے پیش آئی جس کی مجھے اُس دن دو لچ میز سے پیچھے چھوڑ جانے کے واقعہ کے بعد بہت کم امید تھی۔ مگر اُس کا یہ سلوک بے مطلب تھا کیونکہ اب یہ دونوں میرے دونوں جانب بیٹھ کر پھر مجھے اسی قدیم طریق زندگی کو شروع کرنے پر گماٹنے لگے۔ میں اپنے عہد کا پابند تھا۔ چنانچہ میں نے اُن سے کہا۔ تم چاہے مجھے مار ڈالو۔ اور میں کوئی فعل ایسا نہ کروں گا جس کی وجہ سے پھر مجھے اُس خوفناک جیلخانہ میں گھسیٹ میں جانا پڑے۔ قیدیوں کے جہاز کا مجھے چند اُن خوف نہ تھا۔ عبور و رے شور کی طرف سے بھی میں لاپرواہ تھا۔ کیونکہ اس کے حالات کا مجھے علم نہ تھا۔ مگر نیوکیٹ میں دوسری بار جانا یا یہ خیال میرے لئے بہت خوفناک تھا۔ اولڈ ٹیٹھ نے دیکھا کہ میری باتیں کارگو نہیں ہو رہیں۔ اس لئے اس نے ستر دست اس سوال کو چھیڑ دیا اور حالہ کارج بدل کر کہنے لگا۔ ہر حال یہ تو ہمارا فرض ہے کہ فائدہ کشی سے بچنے کے لئے کوئی کام کرو۔ کیونکہ کوئی کیسکو بیکار میٹھ کر روٹی نہیں کھلا سکتا۔ تم اگر اور کچھ کرنا نہیں چاہتے تو میری ملازمت میں داخل ہو جاؤ۔ کام یہ ہو گا کہ میں نے تمہیں کسی مقام پر پیغام دیکر بھیجنا ہو تو وہاں جاؤ جس شخص تمہیں متعین کر دوں اس کی نگرانی کرو۔ وعلیٰ ہذا القیاس تمہیں اس کام کے معاوضہ میں ایک شاگرد یومیہ دیا کروں گا۔ میں نے منظور کر لیا۔ کیونکہ بھوک کی تکلیف سے میں اس قدر واقف ہو چکا تھا کہ اسے دوبارہ آزمانے کی جرات نہ ہوتی تھی۔

یہ بات مجھے شروع میں ہی معلوم ہو چکی تھی۔ اور غالباً آپ کو بھی معلوم ہو گئی

ہوگی کہ اولڈ ڈیٹھ نے جو کچھ کہا۔ درحقیقت یہ اس کی ایک چال تھی۔ وہ جانتا تھا کہ لڑکا چوری کے فن میں نہایت ہوشیار ہے۔ اور اس کا اسے کافی ثبوت مل چکا تھا کہ وہ مجھ پر پورے طور سے بھروسہ کر سکتا ہے۔ ان حالات میں وہ میری خدمات سے دست بردار ہونا پسند نہ کرتا تھا۔ اس نے یہ سوچا کہ جب میں اسے پھر اس کے پرانے رفیقوں میں رکھوں گا اور اسے کم تنخواہ دیا کروں گا۔ تو جیل خانہ کا خوف جو اس کے دل میں لگا ہوا ہے۔ رفتہ رفتہ دور ہو جائے گا۔ اور یہ شخص بہرہ وسی پانا طریق زندگی شروع کر دے گا لیکن یہ اس کی سخت غلطی تھی۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ میرے اندر بھی کا کوئی خاص خیال پیدا ہو کر عظیم تبدیلی پیدا کر چکا تھا۔ اتنا ضرور ہے کہ نیو گیسٹ میں ایک شخص کو پھانسی پر لٹکائے جاتے دیکھ چکا تھا۔ اور میں سمجھتا تھا۔ اگر مجھے پھر وہاں جانا پڑا۔ تو میں رفتہ رفتہ اس جینانہ کی زندگی کا اس قدر عادی ہو جاؤں گا۔ کہ ایک دن آسے گا۔ جب لوگ مجھے یہی پھانسی کے تختہ پر لٹکتا دیکھیں گے۔ اس لئے دل میں جس قدر غمیں پیدا ہوئیں۔ میں ان سب کو بھروسہ دیتا رہا۔ ایک فنڈنگ بوسیہ جو مجھے اولڈ ڈیٹھ سے بنا کر تھا۔ اسی پر گزرواقت کرتا۔ اور میں نے اس رقم کو چوری یا کسی اور جرم کے ذریعہ بڑھانیکا کبھی خیال نہیں کیا۔

اولڈ ڈیٹھ میرے اس طریق زندگی سے جلد ہی ہی اکتا گیا اور جب اس دیکھا کہ میں پرانی زندگی کی طرف واپس آنا نہیں چاہتا۔ تو اس نے میرا وظیفہ بالکل ہی روک دیا اس سے میری تباہ حالی حد انتہا کو پہنچ گئی۔ لیکن پھر بھی جس طرح ممکن تھا۔ میں سوج اور بدن کا تعلق قائم رکھا۔ تھوڑا بہت جو کچھ ملتا۔ اسی پر گزارہ کرتا۔ اور کسی میدان میں لیٹ کر سو رہتا۔ مندرجہ ذیل اولڈ ڈیٹھ سے پوشیدہ کبھی کبھی مجھ سے ہربانی کا سلوک کیا کرتی اور مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوتا کہ وہ مجھے جرم کی زندگی اختیار کرنے پر نہیں اگستاتی۔ بلکہ میں میں بونز کی نظروں سے غائب رہا۔ مگر پھر اس نے سبب ایک ادنیٰ درجہ کی سرسٹیں ڈھونڈ لیا۔ اور کہنے لگا۔ اگر تم چاہو۔ تو پھر میری ملازمت میں آ سکتے ہو۔ تم جتنا کام کرو گے۔ اس کے مطابق اجرت دیا کروں گا۔ میرے فرائض یہ تھے۔ اس کے لئے ضروری اطلاع حاصل کرنا۔ اس کے پیغامات لیجانا۔ اس کے زیر حکم بعض شخصوں کی نگرانی کرنا یا عدالتوں کے آس پاس رہ کر یہ دیکھنا۔ کہ کن کن مقدمات کی سماعت ہوتی ہے۔ یہ

بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ کہ ان کاموں کی بجھے بہت ناکافی اجرت ملتی تھی۔ البتہ میں کے مکان پر مجھے عہدہ کھانا اور چیلے ضرور مل جاتی تھی۔ سکونت کیلئے مجھے چند چیمبرس دیئے جاتے تھے۔ جن سے میں کسی سرائے میں پوریا نصف بستر حاصل کب کے ٹیٹ رہتا تھا۔ ہر حال میرے دل کو اس بات کا اطمینان تھا۔ کہ کوئی سرائے میں اب میرا تعاقب کرے والا نہیں ہے۔

اتنا بیان کر کے جبک ٹرک گیا۔ بظاہر اس کی داستان ختم ہو چکی تھی۔ مگر میں کہنے لگا۔ نیک دل لڑکے کچھ شک نہیں۔ تم نے اس چھوٹی عمر میں ہی دنیا سے بہت بات سیکھ لی ہیں۔ اور وسیع پیمانے پر حاصل کر لیا ہے۔ میں تمہارے اس نیک انداز کی عزت کرتا ہوں۔ کہ تم آئندہ کبھی کوئی فعل اس قسم کا نہ کر دو گے۔ جس سے قانون کی گرفت میں آ سکو اور بیچ بچھو۔ تو میرا اپنا ارادہ بھی ایسا ہی کر لے گا ہے۔ سرور سے تمہارا پاس کچھ نقدی موجود ہے۔ انگلستان سے رخصت ہونے سے پیشتر میں ضرور تمہارے گزارہ کے لئے کچھ اور انتظام کر جاؤں گا۔

جبک کے دل پر اس گفتگو کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا۔ مسٹر رین فورڈ کا دشمن کہ آپ جیسے نیک دوست شروع زندگی میں ہی واسطہ پڑ جاتا ہے جہاں سے کرب جہاں آپ جا رہے ہیں۔ وہ میں آپ کے ساتھ چلوں۔ اور آپ کا خادم۔ آپ کا اٹلے خادم ہو کر زندگی بسر کر دوں گا۔

ٹام بولا۔ جبک ہم اس معاملہ پر پھر کسی وقت گفتگو کریں گے۔ ہر حال اطمینان رکھو۔ ہمارا ساتھ نہ چھوڑو گے۔ اگر تم وہ شہید کے روز ملک کے شراب خانہ میں گئے۔ تو وہاں باتو میں خود موجود ہوں گا۔ یا تمہیں میرا رقعہ ملیگا۔

جبک ٹام رین کے وعدہ سے بہت خوش ہوا۔ اور چونکہ اب وہی رات گذر چکی تھی۔ اس لئے رین فورڈ اس شراب خانہ سے چھینے کی نیت سے اٹھا۔ جہاں رات کا بہت سا صحنہ غریب لڑکے کی داستان سننے ہوئے گذر گیا تھا۔

شراب خانہ کے دروازہ سے نکلکر رین نے جبک کو شب بخیر کہا۔ اور وہ دونوں محالہ سمتوں میں روانہ ہوئے۔ یعنی جبک لیدلین کی طرف اور ٹام رین فورڈ گریزن لین کی جانب۔ کیونکہ لاکس فیلڈس کے مکان سے اٹھ کر وہ اب اسی بازار میں سکونت اختیار کر چکا تھا۔

فکر و تشویش

باب ۲۱

رین فورڈ جس مکان میں سکونت رکھتا تھا۔ اسے بیس گز ورے چل رہا تھا کہ ایک عورت اس کے پاس سے گزرتی ہوئی زور کیساتھ اس سے ٹکرائی۔ چونکہ اس مقام پر بازار کافی فراخ تھا۔ اس لئے اس عورت کے اس بے جا طرز عمل کے لئے کوئی عذر موجود نہ تھا۔ تاہم وہ نیچے دیکھنے لگی۔ معاف فرمائیے گا۔ مجھے یقین ہے... لیکن... اس کیساتھ یہ تم ہو؟ یہ فقرات سن کر رین فورڈ نے فوراً پہچان لیا کہ یہ مسز بنس کی معروف جھگڑا آواز ہے۔

بہن نے اس کی طرف دیکھ کر کہا ”آہ!... مسز بنس! کھوتم اتنی رات گئی۔ یہاں کیا کرتی پھرتی ہو؟“

وہ بولی ”میں پاس ہی ایک مکان میں میرا ایک رشتہ دار بیا رہے۔ میں اس کے ہاں جا رہی ہوں لیکن... مسٹر رین فورڈ اس غریب مسٹر لونز کا واقعہ کس قدر افسوسناک ہے!“

”کیوں؟... اسے کیا ہوا؟“ ٹام نے بظاہر حیرت زدہ ہو کر کہا۔ گو ایک خطا وار مجرم کی طرح وہ ان لفظوں کو سن کر چونک اٹھا۔

”مسز بنس کہنے لگی ”میں معلوم نہیں۔ وہ غریب تو مر چکا ہے۔ اور مرنے کے بعد اسے دفن ہی کر دیا گیا ہے۔“

”وہ گھٹیا! اور دفن کر دیا گیا!“ بہن نے آہستگی کے ساتھ کہا ”اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔ مگر تمہیں اس کی اطلاع کہاں سے ملی؟“

”اس کا دورست طریقہ مارش مجھ سے ملا تھا۔ اس نے مجھے اور ٹوٹی کو صبح اس کے رہائشی حالات بتائے۔ پھر کوہم سب غریب کے جنازے کے پیچھے لاکر کنویل کے قبرستان تک بھی گئے تھے۔“

”تو کیا اس کی موت یکایک واقع ہوئی تھی؟“ ٹام نے اس نوعی سے پوچھا کہ وہ جاننا چاہتا تھا۔ اس عورت کو اولڈ ڈیچہ کی موت کی نسبت کے بعد حالات معلوم ہیں۔

”مسز بنس نے جواب دیا ”مسٹر مارش عام طور پر نیم مزدوری گنتی کا مادی نہیں ہے۔“

اس نے اس واقعہ کی نسبت بہت کم حالات ہم سے بیان کئے۔ مگر جو کچھ اس نے کہا اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ عمر رسیدہ نیک مرد انتقال کر گیا ہے۔ اور اس نے اپنے بعد کوئی وصیت بھی نہیں چھوڑی۔ جس کی وجہ سے میں اور ٹوبی اب اس دنیا میں بے یار و مددگار رہ گئے ہیں۔“

ٹام اپنے دل میں بڑی حد تک اپنے آپ کو اولڈ ڈیوڈ کی موت کا موجب سمجھتا تھا اب تک اسے شبہ تھا کہ شاید وہ حقیقت میں مرانہ ہو۔ اور جسے میں نے مرگ کی حالت سمجھا۔ وہ محض سکتہ کی صورت ہو۔ مگر اب کہ اس کے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی۔ تو وہ بڑے بے چینی محسوس کرنے لگا۔ اور اس نے پوچھا ”کیا مسٹر بونز بہت مالدار تھا؟“

مسٹر بونز نے جواب دیا ”اس کے مالدار ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اس کے پاس قارون کے برابر خزانہ تھا۔ مگر کسی کو معلوم نہیں۔ وہ اسے کہاں رکھتا تھا۔ ڈیوڈ مارش کو کچھ علم ہو۔ تو ہو۔“

رین فرڈ نے پوچھا ”مگر اس نے کہاں پر جان دی؟“
وہ بولی ”ڈیوڈ مارش کے اپنے مکان واقع ٹرن مل سٹریٹ کلرکن ویل میں۔ بیچلے کی یاد آتی ہے۔ تو دل میں سخت رنج پیدا ہوتا ہے۔“ پھر وہ اس انداز سے گویا اس کے دل میں کوئی تخیال پیدا ہوا۔ کہنے لگی ”یقیناً اس مکان پر جانے سے پیشتر وہ تم سے ملاتا تھا کیونکہ اسی رات کو وہ ٹوبی اور جیکب کو اپنے ہمراہ لے کر لاکس فیلڈس کے ایک مکان میں گیا۔ جو اتفاق سے تمہارا ہی مکان نکلا۔ تمہیں یاد ہو گا کہ جیکب اور ٹوبی کے چلے آنے کے بعد ہی وہ تمہارے پاس ٹھہرا تھا۔ غریب بڑھا! اس کے مرنے سے تو نہیں باتا۔“
ملانی نقصان پہنچا ہے۔“

رین فرڈ نے پوچھا ”کیا تم میاں بوی کا گزارہ اس کی مدد سے چیتا تھا؟“
وہ کہنے لگی ”ہاں ہم اسی پر انحصار رکھتے تھے۔ پھر وہ غریب جیکب جس کی نسبت نہیں کہا جاسکتا۔ اس کے بغیر وہ کیا کرے گا۔ کیونکہ اب اپنے بہترین دوست بونز کے مرجانے پر ہم بہر حال اس کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے۔ شب بے بخیر ٹوبی، فرڈ اب میں جاتی ہوں۔ رات بہت جا چکی ہے۔ اور بھی بچو اس رشتہ دار کی بیماری کی فکر نہ کی ہوئی ہے۔ معلوم نہیں۔ اس کی کیا حالت ہو۔“

”شب بخیر“ نام نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی رفتار مدھم کر لی کیونکہ اب جب کہ اس کا اپنا مکان قریب ہی تھا وہ چاہتا تھا کہ یہ عورت جہاننگ مکن ہو۔ دور نکل جائے۔ تو میں اس سے نظربا کر مکان میں داخل ہوں۔

چند منٹ کے عرصہ میں مسز بوش کی صورت رات کی تاریکی میں غائب ہو گئی۔ میں فوراً کو اب اس بات کا کامل یقین ہو گیا تھا کہ اولڈ ویٹھ فی الحقیقت مرچا ہی اور جب میں اسے ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں کرسی پر بندھا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ اس وقت اسکے اندر زندگی کی کوئی شعاع اگر باقی تھی۔ تو وہ بھی بروقت مدد نہ ملنے کی وجہ سے تلف ہو گئی۔ اور یہ امر بالکل واضح تھا کہ جن بونز کے مرنے پر ٹڈ مارش نے اس کی جا بھرا۔ پر قبضہ کر لیا ہے۔

اپنے دل سے مخاطب ہو کر ریفریوڈ کہنے لگا۔ یہ روپیہ اسی کی قیمت کا تھا۔ اسے مزا اڑانے دو۔ میرے پاس اپنے مطلب کے لئے کافی ہے۔ اور اگر مجھے اس روپیہ میں اپنا حصہ لینے کا حق یا اختیار حاصل ہی ہو۔ تو میں اس دروسری میں پڑن نہیں چاہتا۔ اگرچہ باوجود اس کے یہ خیال آستہ ہی اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں اس کی قبل از وقت موت کا ذریعہ بنتا۔ اگر میری زندگی کے عرصہ میں دس سال کی تخفیف ہی اسے زندہ کر سکے۔ تو میں خوشی سے اس کے لئے آمادہ ہوں۔ مگر آپ سفا اور پشیمانی بے سود ہے۔ پشیمانی! حقیقت میں میرے لئے پشیمان ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ میں نے اسے خدا جان سے نہیں مارا۔ حقیقت میں اسکی موت قتل سے منسوب نہیں کیجا سکتی۔ اور میرا اس کی موت میں بہاں ملک دخل تھا۔ اس کا کسی کو شبہ ہی نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے۔ میرے آنے کے بعد ہی ماسٹر ٹڈ مارش اس کمرہ میں جہاں اولڈ ویٹھ جکڑا ہوا تھا داخل ہوا۔ وہ کسی سے اس بات کا ذکر نہ کر لیا۔ کہ اس نے اسے جکڑا ہوا کچا اور نہ اسے یہ کہنے کی ضرورت تھی۔ کہ اس نے مجھے رات کے وقت اس کے ساتھ دیکھا تھا۔

اسیے کہ سننے سے نہایت پیدا ہونے یقینی ہیں۔ پھر تحقیقات شروع ہو گئی۔ معاملہ خسر کر کے کی عدالت میں پہنچ گیا۔ اور ٹڈ مارش یقیناً یہ نہیں چاہتا کوئی درافقہ رشتہ دار سے پیچھے ہٹا کر خود اولڈ ویٹھ کی دانت پر قابض ہو جائے۔ ٹڈ مارش اتنا ہی دور اندیش ہی رہتا تھا۔ وہ خوش نصیب ثابت ہوا ہے۔ مگر ایک سوال اب تک ایسا ہے۔ جسے میں حل نہیں کر سکا۔

اس مکان کے اندر بنی ہوئی بھرہ گاہ کیا معنی رکھتی تھی۔ پھر اس کمرہ میں الماری کے اندر سجائے ہوئے وہ انسانی سرکس غرض سے رکھے گئے تھے۔ اور ڈاکٹر لپلز اس مقام سے کن حالات میں واقف ہوا۔

باوجود بہت غور و فکر کے رین فورڈ ان اسرار کو حل نہ کر سکا۔ معاملہ فہم وادراک سے بالاتر نظر آتا تھا۔

وہ اپنے مکان کے دروازہ سے تھوڑی دور آگے نکل گیا۔ کیونکہ اس بارہ میں اپنا طینان کرنا چاہتا تھا۔ کہ مسز بنس کہیں چھپ کر میری نگرانی تو نہیں کر رہی ہے۔ رات کی تاریکی بیل اس نے جہاں تک غور سے دیکھا۔ وہ اسے کہیں دکھائی نہ دی۔ آخر اپنی تسلی کے وہ مکان کے دروازہ میں داخل ہوا۔

اس سے اگلے دن یوم سبت تھا۔ اور صبح کے وقت رینفورڈ ایک خوشنما نشہ گاہ میں صبح کا کھانا کھا کر اطمینان سے بیٹھا اتوار کا اخبار پڑھ رہا تھا۔

آتش دان کے پاس اس کے قریب ہی۔ ایک جوان۔ خوبصورت۔ سیاہ آنکھوں والی حسینہ بیٹھی تھی۔ جسکی خوبصورتی کو بیڑی حسن کا بہترین نمونہ کہا جاسکتا ہے۔ اس نے صبح ڈھیلے لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ جسکی وجہ سے اس کے اعضا کی موزونیت پوشیدہ ہوگئی۔ بجائے اور زیادہ نمایاں تھی۔ کھلی کھرکی کے راستہ سوج کی شفا میں کمرہ میں داخل ہوئے اس کے پرزاع کی طرح سیاہ بالوں پر پڑ رہی تھیں۔

نوعمر چارلی دانش ٹام زین کے پاس ایک سٹول پر بیٹھا تصویروں کی کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس کے گلانی رخساروں پر معصومہ نہ مسکراہٹ نمودار تھی۔ اس نے صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا۔ گاد بگاہ اس کی نظر تصویروں سے ہٹ کر ان دونوں مرد و عورت کی بظرفتی تھی جنہیں وہ اب اپنے والدین سمجھنے لگا تھا۔

اتنے میں اس حسینہ نے پوچھا۔ نام اس اخبار میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اگلا جہاز لوپول سے نیویارک کو کس دن روانہ ہوگا؟

رین فورڈ نے جواب دیا۔ ہاں۔ میری جان۔ اگلے جمعہ کو اس لئے ہم لندن سے جمہرات کے دن روانہ ہوں گے۔

وہ عورت کہنے لگی۔ مگویا ابھی ہمیں چار دن اور لندن میں بسر کرنے ہیں۔ وہ بھی کیسی

خوشی کا زمانہ ہوگا جب ہم انگلستان کو خیر باد کہہ سکیں گے۔ اگرچہ باوجود اس کے "اس کے ایک گہری آہ بھر کر کہا۔" جب مجھے اس بات کا خیال آتا ہے کہ میں ہمیشہ کیلئے اپنے اعزائی جدا ہونیوالی ہوں۔۔۔"

طام ملائمت کے لہجہ میں کہنے لگا "تم ناحق ان خیالات کو اپنے دل میں جگہ دیکر اندر ہوتی ہو۔" اس بات کو پیش نظر رکھو کہ ہر ایک ایسے ملک کو جا رہے ہیں۔ جہاں میری سلامتی کو کوئی خطرہ پیش نہیں آسکتا۔ جہاں ہر ہفتہ تین چار مکانات بدلنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی۔ اور دروازہ پر خداسی آہٹ ہوئیے ہمارے دلوں میں تشویش نہ ہو گی گی۔ وہاں پر ہم بڑی خوشی کی زندگی بسر کریں گے۔ اور روپیہ جو میرے پاس ہے۔ اس کام لیکر میں کوئی دیانتدارانہ زندگی بسر کرنی شروع کر دوں گا۔ اور نیک نامی پیدا کرنے کی کوشش کر دوں گا۔"

عورت نے پوچھا۔ غالباً وہ روپیہ ہمارے امریکہ پہنچنے سے پہلے نیویارک کے صارفوں کو بچائے گا؟

طام بولا "یقیناً اسی لئے تو میں نے دو دن پیٹیرے لندن کے ایجنٹوں کے حوالے کر دیا تھا۔ مگر تم نے اس کی رسید کو تو سنبھال کر رکھ لیا ہے؟"

کہنے لگی "ہاں میں نے اسے تمہارے باقی کاغذات کیساتھ چھوٹی آہنی صندوقچی میں رکھ دیا ہے۔"

وہ اور وہ کاغذات ہی۔ جو میں اس روز رات کو اپنے ساتھ لایا تھا؟

"ہاں۔ سب۔ مگر جب تم اس خوفناک رات کا ذکر کرتے ہو۔ تو میرے بدن میں کیکپی پیدا ہو جاتی ہے۔ تمہاری واپسی کی گھڑیاں میرے لئے کتنی محال ہو گئی تھیں جب تم خوابگوں میں میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ میں اس خوفناک شخص بونز کے ساتھ جا رہا ہوں۔ جب تم نے مجھے بتایا کہ آخر کار میرے مفید مہذب موقعہ جس کا میں عمر سے متلاشی تھا۔ مل گیا ہے۔۔۔"

طام ہنس کر اور قطع کلام کر کے کہنے لگا "میری جان۔ مجھے وہ سب واقعات اچھی طرح یاد ہیں۔ تم نے التجا کی تھی۔ کہ اس کے ساتھ نہ جاؤ۔ تم نے اپنے دلی اندیشوں کی بنا پر مجھے روکنا چاہا۔ لیکن میں مصمم ارادہ

کر چکا تھا۔ کیونکہ ایسے موقع آئے دن ملتا نہیں آتے۔ کیا میں نے لندن میں آتے وقت تم سے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میں وہاں عداً اولڈ ڈیوٹیج سے ملونگا۔ اور اس کے بعد جلد یا بدیر کسی ایسے موقع کو تلاش کر لوں گا جس کی بدولت میں اس کے قبضے سے وہ روپیہ پس لے سکوں جو اس نے میرے حق سے چھین کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ قسمت یاوری کی اور میرا خیال صحیح ثابت ہوا۔ بہر حال اب جبکہ خطرے کا امکان باقی نہیں رہا۔ اس واقعہ کو سوچ کر افسردہ ہونا غیر ضروری ہے۔“

”ہاں۔ کیونکہ وہ خوفناک آدمی اب مر چکا ہے۔ یہودوں نے ازراؤ شکر گزاری کہا اگرچہ اس کے ایسا کہنے سے ریفرڈ کی اپنی پیشانی پر ایک تاریک سایا دل چھا گیا۔ خدا سوچ کر وہ سنجیدگی کے بوجھ میں کہنے لگا۔ بہر حال اب وہ ہمیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اگرچہ میری دلی تمنا یہ ہے۔۔۔ مگر خیر اس نے فقرہ کونا مکمل ہی چھوڑ کر کہا۔ ”ہمیں اس ناگوار مضمون کو ترک کر دینا چاہئے۔ ذکر امریکہ کی روداگی کا تھا۔ لیکن وہاں جانیے پیشتر میں اس خط کا کیا کرنا چاہئے۔ جو کل رات مجھے جب تک سمٹھ سے ملا۔ اور جس میں بعض نہایت اہم معاملات۔۔۔“

اس نے فقرہ کونا مکمل ہی چھوڑ کر چاری کی طرٹ پر معنی نظر سے دیکھا۔ وہ حیرتہ کہنے لگی وہ تمام۔ تم اس معاملہ میں سر درست کیا کر سکتے ہو خط کا مضمون اس سہجہ اور پراسرار ہے۔۔۔“

ریفرڈ نے قطع کلام کر کے کہا۔ نہیں مبہم تو نہیں۔ البتہ حد سے زیادہ مختصر ہے۔ یہودوں بولی میں نتیجہ دونوں حالتوں میں ایک ہے۔ لیکن باوجود اس کے اب جبکہ ہم اپنی روداگی کی تیاریاں ہر لحاظ سے مکمل کر چکے ہیں۔ یہ نامناسب ہے کہ تم اس کی نسبت کوئی مزید تحقیقات کرنے کی غرض سے لندن میں ٹھہر کر اپنے لہو کو کوئی خطرہ مول لو۔“

ٹام نے جواب دیا۔ ”یقیناً میرا یہ ارادہ نہیں۔ لیکن میں یہ سوچتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ اس خط کو میں اپنے دوست کلیرنس ولیرز کے پاس چھوڑ جاؤں۔ ممکن ہے۔ جلد یا بدیر کوئی واقعہ اس راز کو منکشف کر نیکاموجب ثابت ہو۔“

حیرتہ نے کہا۔ ”مجھ پر عہد ہے۔ مگر تمہیں اس بات کا یقین ہے۔ کہ اسے معلوم نہیں تم حقیقت میں۔۔۔“

وہ کہ میں حقیقت میں کون ہوں؟ رہن نے زور سے تھقہ لگا کر کہا۔ جس کی بدولت اس کے سفید دانت اچھی طرح نظر آنے لگے۔ بالکل نہیں۔ وہ نہ سر کر سٹو فر بلنٹ اور نہ وکیل ہارڈ کو جانتا ہے اور اس بیوقوف فرنیٹ کرٹس سے اس کی واقفیت محض سطحی ہے جس کے زیادہ مکمل ہونے کی امید ہی نہیں۔ کیونکہ فرنیٹ کو ہمیشہ اس بات کا شک لگا رہے گا کہ بڈ ہے ٹائزنگ بیٹیوں کے فرار میں کلیرنس کا ہاتھ ضرور تھا۔ سارے حالات کو ہمیشہ نظر رکھ کر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ کلیرنس اس واقعہ سے بالکل ہی لاعلم ہے جس کی بدولت سر کر سٹو فر کے دو ہزار پونڈ ہاتھ سے جاتے رہے۔

عورت نے پوچھا: پھر کیا تمہارا مصمم ارادہ ہے۔ کہ وہ خط مسٹر ولیرز کو دے جاؤ؟
ٹام بولا: ہاں میں آج رات اس سے ملونگا۔ کیونکہ اس کیساتھ ہی میں اسے اسکی ایک بیوی کے متعلق بھی خبردار کرنا چاہتا ہوں۔

اس وقت صدر دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دی۔ معاً ایک نوکر نے آکر اطلاع دی کہ ایک نوجوان جو اپنا نام جیکب سمٹھ ظاہر کرتا ہے۔ آپکے ملنا چاہتا ہے۔
ٹام کی پیشانی پر سارے کی نمودار ہوئی۔ کیونکہ فوراً اسے خیال آیا۔ شاید وہ شب گذشتہ کو میرے پیچھے پیچھے آکر یہ مکان دیکھ گیا ہے۔ لیکن جلدی ہی اسے سان بھال کر کے اس نے بیوون اور چارلی کو دوسرے کمرے میں بھیج دیا۔ اور خود جیکب سمٹھ کے لئے اس کی آمد کا منتظر ہوا۔ آخر جب وہ کمرہ میں داخل ہوا۔ تو رین فورڈ دیر تک اس کی طرف سختی سے گھورتا رہا۔ اگرچہ زبان سے نہیں بولا۔

جیکب نے جلدی سے کہا: ”میں سمجھتا ہوں۔ آپ کے دل میں کیا خیالات گزر رہے ہیں۔ مگر حقیقت میں آپ کو میری نسبت غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ نہ سمجھئے۔ کہ میں نے آپ کے مکان کا پتہ کسی ناجائز طریق پر دریافت کیا۔“

اس سے ٹام کا بڑی حد تک اطمینان ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگا: ”بیٹھ جاؤ۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے تمہاری نسبت بدگمانی کی۔ مگر آج تم اتنے سویرے کس لئے آئے ہو؟“
جیکب نے کہا: ”مسٹر رین فورڈ میں سارے حالات چند نظروں میں عرض کئے دیتا ہوں۔“
تو زیادہ گھٹنے گڈے۔ آٹھ بجے ہیں۔ بس کے مکان پر یہ معلوم کرنے گیا تھا کہ انہیں ولد و بیٹہ کی نسبت کچھ معلوم ہے۔ یا انہیں سمجھے یہ جان کر بیت حیرت ہوئی۔ کسے کل دفن

بھی کر دیا گیا۔

”یہ خبر میں سن چکا ہوں۔ مگر خیر تم کہے جاؤ۔“

مہ میں نے کل رات آپ کو بتایا تھا کہ صبح کے وقت دو تین آدمی اول سٹریٹ میں اولڈ ٹیٹھ کا پتہ پوچھنے آئے تھے۔ کیونکہ اس نے واقعات ایک پور کو رہا کرانیکا وعدہ کر رکھا تھا کہ معلوم ہوتا ہے۔ اس وقت مسز بنس یا ٹوبی دونوں کو معلوم نہ تھا۔ کہ اولڈ ٹیٹھ کو کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے۔ لیکن میرے آتے ہی بلڈ مارش نے کہا کہ یہ خبر ایک بچی کے مسٹر بونز مر گیا ہے۔ افسوس کا چارہ دو گھنٹے میں اٹھ بیگ ذرا غور فرمائیے۔ کس قدر جلد اختیار ہی ہے۔ ٹوبی بنس اور اس کی بیوی دونوں جنازے کیساتھ گئے۔ اور اسے دفن کر آئے۔ بلڈ مارش نے ان سے کہا۔ کہ تین چار دن گزرے۔ وہ میرے مکان پر سکتے کی حالت میں مر گیا۔ لیکن مجھے پوچھئے تو وہ سکتے کا رخصت نہیں تھا۔ نہ اس کے پہلے کسی ایسے من میں مبتلا ہوا۔ رہنمائی دے جو اب دیا۔ ان واقعات کا پڑا حصہ میں نے کل رات تم سے جدا ہونے کے بعد سن لیا تھا۔“

جیکب بولا وہ میں نے یہ حالات آج صبح بنس کے مکان پر سنے۔ مسز بنس جب یہ سارے حالات بیان کر چکی۔ تو کہنے لگی۔ جیکب۔ ایک کام تمہارے ذمہ ڈالتی ہوں۔ اسے کرنا اور تو اسے پونڈ انعام دو گئی۔ میں نے پوچھا۔ کیا۔ وہ بولی۔ مجھے اس کا یقین ہے۔ کہ مسٹر رہنمائی دے گا۔ لیکن میں ان مقامات کے درمیان کسی جگہ رہتا ہے۔ جہاں لکرا پڑ سٹریٹ اور کیل ٹیل سٹریٹ واقع ہیں۔ اور اس کا مکان بھی اسی جانب کو ہے۔ جدھر یہ بازار ہیں۔ میں لپکا ہتی ہوں۔ تم دریافت کر دو۔ وہ کس مکان میں رہتا ہے۔ میں نے ایسا کرانیکا وعدہ کر لیا اور اسے عوامی کہیں بتایا۔ کہ میں کل رات آپ کے مکان پر ہمارے میں نے آپ کو یہ بتایا۔ ضروری سمجھا۔ کہ مسز بنس آپ کی تلاش میں ہے۔ میں دیر سے مختلف مقامات میں آپ کا حلیہ بیان کر کے پوچھتا پھر ہوں کہ آپ کہاں رہتے ہیں۔ گھاس کی اطمینان رکھئے کہ میں نے کسی سے آپ کا نام نہیں لیا۔“

نام کہنے لگا۔ جیکب یہ بڑی عقلمندی ہے۔ کیونکہ میرا نام یہاں رین فرڈ مشہور نہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ وہ شراب نفس بڑھیا میری نسبت تحقیقات کیوں کر رہی ہے؟ کیا اولڈ ٹیٹھ مرتے وقت اپنی سازش نہ فطرت اس کے حوالے کر گیا ہو؟ یا اس پر بحث کا اختلاف

قبر سے بھی میرا پیچھا کرتا رہیگا“
جیکب ان آخری الفاظ کو بالکل نہ سمجھ سکا۔ کیونکہ اسے معلوم نہ تھا۔ رہزن کا مسٹر جنرل
بونز کی موت کے کس طرح کا تعلق ہے۔

ذرا تامل کے بعد لڑکے نے کہہ دیں آج رات مسٹر جنرل سے مل کر اسے یقین دلا
دو گنا کہ آپ اس علاقہ میں نہیں رہتے۔ بہر حال میں نے آپ کو یہ اطلاع دینا ضروری سمجھا۔
اور اگر آپ میری اس حرکت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو میں اس کے لئے معافی کا خواستگار
ہوں۔“

عام بولانا جیکب۔ کسی معافی کی ضرورت نہیں۔ میں ہمتیں بہر لحاظ سے قابل اعتماد ہوتا
ہوں۔ لیکن اب تمہارا فرض ہے۔ کہ مسٹر جنرل کو یہ خیال کر نیکا موقع نہ دو کہ تم اسے دھوکا
دے رہے ہو۔ کو شش کر کے یہ معلوم کرو کہ وہ کس لئے میری جاسوسی کر رہی ہے اس
کی اطلاع مجھے کل رات سات اور آٹھ بجے کے درمیان ملک کے شہر بخانہ میں بل کر دینا۔۔۔
نہیں ملک کے ہاں ٹھیک نہیں۔ کیونکہ وہ ناہموار جانتی ہے۔ میرا دماغ جانا آتا ہے۔ بہتر ہوگا
تم مجھ سے بالڈونز بلڈنگ کے واسطے شہر اب خانہ میں ملو۔ جہاں کل رات ہم بیٹھے تھے۔ کل شام
کو ساڑھے سات بجے میں تمہارا انتظار کرونگا۔“

جیکب نے کہا۔ میں ضرور وقت معینہ پر واپس پہنچ جاؤنگا۔ اس کے بعد وہ رخصت ہوا
اور اس کے جانے پر ریفریور ڈبلڈ جلد قدم اٹھاتا بالا خانے کی طرف گیا۔ جہاں اس نے
جیکب کی آہ پر یہودوں اور چارلی کو پہنچا دیا تھا۔ سوراہہ بند کر کے وہ کہنے لگا۔ دو میری جان
میں یہاں سے جلدین چاہیے۔ وہ خوفناک عورت مسٹر جنرل جس کا میں نے تم سے ذکر کیا
میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ اس کا نشانیک نہیں ہے۔

حسینہ نے پوچھا۔ کیا ہم آج ہی لورپول کو روانہ ہو جائیں گے؟
”نہیں میری مراد یہ ہے۔ کہ میں کوئی اور مکان کو رایہ پر لے لینا چاہیے۔ یا بہتر ہوگا کہ
کسی سرائے میں قیام پذیر ہو جائیں۔ کیونکہ اتوار کے دن کوئی تیسرا مکان ملنا مشکل ہے۔ میں
ابھی ایک دور دنیا کم از کم اس وقت تک کہ ولیرز سے نہ مل لوں۔ ٹھیکرنا چاہتا ہوں میری جان
ب دیر نہ کرو۔ اسباب بالڈونز شروع کر دو۔ تاکہ ہم فوراً ہی یہاں سے چلیں۔“
یہودوں نے پوچھا۔ کیا تمہیں اس لڑکے کی طرف سے کسی قسم کا اندیشہ ہے جو ابھی

سے ہو کر گیا ہے؟

بالکل نہیں۔ وہ پورا دفاوار ہے جس میں اس کی وفاداری کی قسم کھانے کو تیار ہوں۔
لیکن ممکن ہے۔ کسی نے اس کا تعاقب کیا ہو یا وہ سہواً کوئی ایسی بات زبان سے نکال
دیٹھے جس سے ہمارے مکان کا پتہ چل جائے۔ ذرا سوچ کر اس نے پھر کہا۔ سیری راکے
میں بہتر ہوگا۔ ہم پر اسی لاکس فیلڈ والے مکان میں چل سیں۔ مسٹر بین کو معلوم ہے۔
جواب دلاں نہیں رہتے۔ ورنہ وہ جیکب کو میرے پیچھے نہ لگاتی۔ اور اس کا بھی اسے
شبہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ہم اس مکان کو چھوڑ کر پہر سابقہ مکان میں آباد ہو گئے ہیں۔ اسلئے
اسباب باندھیں اس لئے میں مانگہ مکان کو کرایہ اوکر سکے گاڑی تنگنا ہوں۔
ٹام رین کی ہدایت پر فوراً عمل کیا گیا۔ چنانچہ دو پہر تک وہ یہودن اور چارلی کمیت
پہر ایک بار لاکس فیلڈس محلے مکان میں جا آباد ہوا۔

رہزن اور جیمینہ

باب ۴۴

عمدہ کمان کہا کر اور شرا کے ایک دو گلاس پینے کے بعد ٹام رین نے یہودی اتوار کا
اخبار پڑھنا شروع کر دیا۔ جسے وہ اپنے ساتھ سابقہ مکان سے لیتا آیا تھا۔ غرض کہ
اسے اخبار پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اردان میں وہ مقدسات کی کارروائی کو بڑی دلچسپی
سے پڑھا کرتا تھا۔

مختلف مقامات میں کو دیکھنے کے بعد وہ اس کام کو دیکھ رہا تھا جس میں فیشن ایبل حالت کی
بہترین درجہ ہوتی ہیں۔ کہ ناگاہ میں گئی خیر طے کردہ سخت تھوڑے اور خوب زور ہو گیا۔
افواہ ہے کہ نوجوان اور دولت مند اہل آئینہ عظمیٰ جیمینہ اور یوہان لیلیدی ہیں۔
سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ ان کو نوجوان کو اپنے حق فاحر کے طور پر اطمینان کا خطاب حاصل ہو
جوا نہیں اور خدا کے لئے کہ عظمیٰ جیمینہ کے والد اچھا باپ سے عظمت کے لئے
خیر انجام دیں۔

خیر بظاہر بالکل بے ضرورتی۔ جیمینہ رین کے لئے یہودی اس قدر حیرت زدہ ہوا۔ کہ دیر تک
سکتہ کی سی حالت میں بیٹھا رہا۔ نہ وہ چونکا۔ نہ اس کی زبان سے کوئی کلمہ استغجاب نکلا۔
لئے یہودن اور چارلی والٹس دونوں یہ معلوم کھنفسے قاصر رہے۔ کہ اس خبر کا اس پر کوئی

خاص اثر ہوا ہے۔

فرادی بعد وہ سنبھلا ملاحظہ اس نے خبر کو پہلے در پہلے کئی بار پڑھا یہاں تک کہ اس کے الفاظ اس کو زبانی یاد ہو گئے۔

شام کی تاریکی چاروں طرف پسینے لگی تھی۔ کہ وہ کسی کام کا بیان کر کے گھر سے نکلا۔ اس خبر کو پڑھ کر اس کے دل میں اس بات کا زبردست احساس پیدا ہو گیا تھا۔ کہ مجھے فوراً ایک افسوسناک لیکن اہم فرض سرانجام دینا ہے۔ لیکن چونکہ اتوار کو سب کا رواج ہے۔ اس لئے وہ فوراً ہی مکان سے جانے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کر سکا۔

آخر کار جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ شام کا وقت تھا۔ کہ اس نے تبدیل لباس کر کے سیاہی مائل بالائی کھٹ پہنا۔ اور گلے میں اونٹنی گلو بند لپیٹ کر بیوڈن اور چارلی کو بوسہ دے کر گھر سے نکلا۔

پاس کے گاڑیوں کے اڈہ میں پہنچا اس نے ایک گاڑی کرایہ پر لی۔ اور گاڑی بیان کو لیڈی ہیٹ فیڈلٹ کے مکان واقع پکا ڈری کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ اگرچہ وہ اس گاڑی سے لیڈی مہنگ فیڈلٹ کے مکان سے واپس ہی اتر پڑا۔

گاڑی واسلہ کو کرایہ ادا کر کے وہ قدم اٹھاتا لیڈی ہیٹ فیڈلٹ کے مکان کی طرف چلا۔ طبیعتاً اس قدم اختصار دہ تھی۔ کہ قدم محنت مخالفت میں اٹھنے پر مجبور ہو رہے تھے۔ نزدیک پہنچ کر تیار تھا۔ لیکن پھر رک گیا۔ اس وقت غور سے دیکھا جاتا۔ تو اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا۔ یقیناً کوئی نہایت ہی اہم واقعہ ایسا ہو گا۔ جس کے تخیل اور تخیل نام رہیں تو ایسے جذبات کے اظہار پر مجبور کیا۔

آخر جرات کر کے اس نے دروازہ پر دستک دی۔ ایک دروی پوئل نوکر نے دروازہ کھولا اور ریفرنس کے سوال پر نوکر نے جواب دیا کہ لیڈی ہیٹ فیڈلٹ اس وقت گھر پر ہی ہیں۔

ریفرنس نے گہم انہیں ہاگس طلوع در۔ کہ ایک شخص ضروری کام پر آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اور کچھ ایسے کمرہ میں لے چلا۔ جہاں میں ان سے تنہائی میں مل سکے۔ نوکر نے ایک لمحہ تامل کیا کیونکہ جس پر جو شخص انداز سے یہ درخواست کا گئی تھی۔ اس کا وجہ یہ ہے کہ وہ کچھ خبر سنا رہا تھا۔ لیکن پھر یہ سوچ کر کہ خالق روح موصوف کے مطابق

کسی قسم کے سوالات پوچھنا میرا فرض نہیں۔ وہ ریفریڈ کو ایک نشست گاہ میں لے گیا جہاں آتشدان میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ نوکر شمع روشن کر کے لیڈی ہیٹ کو پیچھا پہنچانے کے لئے رخصت ہوا۔

وہ چند منٹ کا عرصہ دروازہ کے دوبارہ کھلنے تک صرف ہوا ٹام زین کو ساہا سال کے برابر طویل معلوم ہوا۔ وہ پہلے کرسی پر بیٹھ گیا۔ پہراٹھ کراگ کیسا منے اضطراب کی حالت میں ٹہلنے لگا۔ اسوقت وہ سکون جس کا وہ عادی تھا۔ اسے جواب دے چکا تھا۔
جس طرح وہ شخص جس پر کوئی ایسا ہرم عائد کیا گیا ہو جسکی وجہ سے اسے سزائے موت دی جاسکے۔ عدالت میں اس جیوری کی داپسی کا انتظار جس کے ہاتھ میں اس کی زندگی اور موت کا سوال ہے۔ بڑی بے چینی کیسا تہہ کرتا ہے۔ اور ایسے موقع پر اس کے دل میں مبہم امید اور انتہائی خوف کا ایک عجیب اشتراک پایا جاتا ہے۔ وہی حالت اس پانچ منٹ کے عرصہ میں جو دروازہ کے دوبارہ کھلنے تک صرف ہوئے۔ ٹام زین کی تھی۔

آخر کار دروازہ کھلا۔ اور اگرچہ اس نے عدا دروازہ کی طرف پیٹھ پیر رکھی تھی۔ تاہم روشنی کپڑوں کی سرسراہٹ اور ہلکے خرام کی آواز سے اس نے سمجھ لیا۔ کہ لیڈی ہیٹ فیڈ خود اس کمرہ میں داخل ہوئی ہے۔

وہ پیچھے کی طرف مڑا۔ اور چونکہ اس نے کمرہ میں داخل ہو کر ٹوپی اور گلوبند اتار کر رکھ دیا تھا۔ اس لئے شمع کی روشنی پورے طور سے اس کے چہرہ پر پڑی۔ اس کی آنکھیں لیڈی ہیٹ فیڈ کی آنکھوں سے ملیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس خانوت کے منہ سے ایک ہلکی سی ہنسی نکل گئی۔

زین فریڈ جلدی سے کہنے لگا "باقی میں اس مداخلت کے لئے معافی کا خواستہ ہوں میری نسبت کسی اندیشے کو اپنے دل میں جگہ نہ دیجئے۔ اور پانچ منٹ میری گزارش کو خور سے سینے۔ میں التجا کرتا ہوں۔ معاملہ میرے لئے نہیں۔ بلکہ آپ کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔"

جارجیانہ زین کو پہچان کر ناش کی طرح فہم نہ ہو سکی۔ لیکن جلدی ہی اس حال حال کر کے وہ اس مقام کے قریب پہنچی جہاں وہ کھڑا تھا۔ پھر کرسی پر بیٹھنے

کے بغیر اپنے بازو کو آتش دان کا سہارا دیکر اس نے گلو گیر کو کھلی آواز میں کہا: ”مخدا تم کیا چاہتے ہو؟“

اے رین فورڈ نے اس خبر کی آئینہ بنیادی گی کہ بعد میں کہاں سے یہ طبی ہیٹ فیلڈ اگر ممکن ہو۔
تو چند منٹ کے لئے زمانہ ماضی کو فراموش کر دیجئے۔۔۔

”میں... میں زمانہ ماضی کو فراموش کر دوں!“ جا رہیا نہ تھی انداز سے کہا
”اے نوٹاک آدمی! کج تم یہاں کس غرض سے آئے ہو؟ کیا مجھے تمہارے ہاتھوں
پہنچا کر مضر پہنچا ہے۔ کہ آج تم میرے دق کرنے کے لئے آ گئے ہو؟ کیا اب تم میری جان
لینا چاہتے ہو؟“

یہ الفاظ اس کی زبان سے بڑے خوفناک بھونکنے والے ہوئے۔ اور اس کی چھاتی طوفانی سمندر کی امواج کی طرح جلد جلد حرکت کرنے لگی۔

ہیں تو پھر غصہ کی آغوش میں جاتا ہوں۔ آپ کے لیے میری صورت قابلِ نفرت ہے اور آپ مجھے دیکھنا پسند نہیں کرتیں۔ لیکن میں یہ ملاقا اس لیے بھیجی کہ مجھ کو ہی کرے کیا ہوا اور اگر مجھ سے شکستہ زیادہ خوب تر ثابت ہوئی۔ تو اس میں مجھ سے کیا پتا رہے گا۔

میں سچا ہوں، غلطی کی حالت میں برائی غیر تمہیں جو کچھ کہتا ہوں، جندی ہے
کہہ لیگیں۔ کیونکہ اس سے نسبتاً زیادہ استطاعت کے بھرمیں کہا۔ جبکہ اس کی نگاہ

وہیں سے کہ انصاف و استقامت کی نظر سے یہ اظہار جہاں تاں "کیون" و "کیس" اور "تہ" و "تہ" کے
 ہر ایک تہا اور تہا پر جو کہ تم نے اپنی غلط فہمی کی بدولت یہ کہہ کر کہ میں ہرگز اس

کہ میں تیار نہیں ہوں۔ یہی نام ہے دن شیر گزری ہے۔ کہ تم ارقی قضا میں نے ہر صبح

کی عزت میں ملحق ہوا اسی باتیں کہیں۔ جو بالکل غلط اور صریحاً دروغ تھیں۔ اس قدر

میں نے کہا کہ میں نے یہ سب کچھ سنا ہے اس لئے کہ میں نے اس سے پہلے ہی سنا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ سنا ہے۔

ایسا کرنے کی جرأت ہی نہیں ہوتی۔ رتیفورڈ نے کہا۔ جو اس وقت بجائے خود نہایت مضطرب نظر آتا تھا۔ ”اس لئے آپ ہربانی سے سکون اختیار کیجئے۔ میں التجا کرتا ہوں۔ کہ میری باتوں کو توجہ سے سنئے۔ کیونکہ جو کچھ میں بیان کرنے کو ہوں۔ اسکا آپ کے اپنے مقاصد سے نہایت قریبی تعلق ہے۔“

”میرے مقاصد سے؟“ جارجیانہ نے رنجیدہ لہجہ میں الفاظ کو دوہرا کر کہا۔ ”لیکن خیر تم کو کیا کہنا چاہتے ہو۔ میں اسے سکون کے ساتھ سننے کو تیار ہوں۔“

رین فورڈ کہنے لگا۔ ”میں نے آج صبح ایک اخبار میں یہ اعلان پڑھا۔ کہ آپ کی شادی عنقریب ارل آف ایسنگھم سے ہونیوالی ہے۔۔۔“

یڈی ہیٹ فیلڈ رین کی طرف کچھ ایسے انداز سے دیکھنے لگی۔ جس سے معلوم ہوتا سکتا تھا۔ وہ سخت خوف یا مایوسی گس جذبہ کے زیر اثر ہے۔

رین فورڈ نے لمحہ بہ لمحہ اس کے بعد کہا۔ ”بیگم صاحب اگر یہ افواہ صحیح ہو تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ پہلے اس شادی کی مناسبت کو ہر پہلو سے اچھی طرح دیکھ لیں۔“

”بھلا کیا تم ہر ایک معاملہ میں مجھ پر حملہ مست کرنا چاہتے ہو؟“ جارجیانہ نے عجب اکہار اور اس کے ساتھ ہی وہ انتہائی ذہنی اذیت کے زیر اثر دونوں ہاتھ جوڑ کر صوفیہ ربطہ کی۔

”نہیں اسے ذی عزت خاتون میں ہرگز آپ پر حملہ مست کرنا نہیں چاہتا۔ رین فورڈ نے کہا۔ مجھے اس کا بعد ترین حق ہی حاصل نہیں ہے۔ ایسا کرنا انتہا درجے کی دیوانگی۔۔۔“

سخت بیوقوفی۔۔۔ ناقابل بیان گستاخی اور معمولی ختم و ادراک کے اصول سے اس قدر غلط فہمی ہو گا۔۔۔“

”نہ کہ تمہیں حیرت ہے۔ میں نے اس خیال کو اپنے دلوں میں جگہ کیوں دی؟“ جارجیانہ نے ایوی کے زیر اثر تلخی آمیز طنز کے لہجہ میں کہا۔

”عدو الہی میں پہنچی جانتا تھا۔ اس ملاقات میں کیسی کیسی شکلات کا سامنا ہو گا؟“ رین فورڈ نے سخت بے صبری کیساتھ کہا۔

جارجیانہ کہنے لگی۔ ”اگر یہی حالت تھی۔ تو پھر تمہارے آنکھی ضرورت کیا تھی؟ کیا تم میرا راز فاش کرنے والے کسی نئے طریق پر اذیت پہنچانی غرض سے آئے ہو۔ حالانکہ میں نے کچھ شبہ کوئی تکلیف نہیں دی۔ البتہ خود تمہارے ہاتھوں سخت ضرر اٹھا چکی ہوں۔۔۔“

”بانو! میں اس وقت ایک نہایت رنج وہ فرض ادا کرنے کے لئے آیا ہوں“ رجن نے قطع کلام کر کے کہا ”اور جس قدر جلد وہ فرض ادا ہو جائے۔ اتنا ہی بہتر ہے۔ افسوس آپ کو میرے دلی جذبات کا علم نہیں... آپ نہیں جانتیں۔ کہ آپ کے متعلق میرے دل میں کس قدر رحم کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اور اس ایک واقعہ کی بدولت جس کا طبع لذت مند العزیزیٰ پیشانی سے دور نہ ہو گا۔ میں خود اپنی ذات سے کھنڈر شرم اور نفرت محسوس کرتا ہوں... میں اپنے آپ کو اپنی نظر میں کتنا ذلیل پاتا ہوں۔ لیکن نہیں... زمانہ ماضی کا ذکر جانے دیجئے... کاش کوئی ایسی طاقت ہو۔ جو ان واقعات کے اثر کو روح ہستی سے مٹا سکے...“

”پھر کیا تم مجھے کوئی نیا ضرر پہنچانا نہیں چاہتے؟“ جارجیانے پر شوق لہجہ میں پوچھا۔ ”ضرر!... اسے بانو!... اور آپ کو ضرر پہنچاؤں!“ ریغورڈ نے زوردار ہجو میں کہا ”خدا نہ کہ مجھے ایسی حرکت سرزد ہو۔ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ میں وہ شخص ہوں۔ کہ آپ کی ذہنی تکالیف کو رفع کرنے کی غرض سے جن سے میں لاعلم نہیں ہو سکتا۔ ہاں ان تکالیف کو دور کرنے کے لئے جو میرے قابل نفرت جرم کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ اور اشت کرنی پڑی... اس بار اذیت کو ہلکا کرنے کے لئے جو میری پرستش کرتے تھے۔ بہن پر حاوی ہے خواہ وہ رفع تکلیف بال برابر یہ حقیقت ہی کیوں نہ ہو میں آپ کے دل میں جان بکثارت کر کے گتیا رہوں۔ اے خاتون یہ نہ سمجھئے کہ جو کچھ مجھے ہوا۔ اس پر مجھے کسی طرح کا فخر ہے۔ ہرگز نہیں۔ میں لاکھ براہوں بھرم۔ چور۔ لٹیئر ابھی کچھ ہوں۔ لیکن میرے اندر ضمیر کی آواز قائم ہے... میرے احساسات قطعی طور پر گند نہیں ہوئے۔ بالو کئی بار ایسا ہوتا ہے۔ کہ ان اوقات میں جب میرے لبوں پر مسکراہٹ کی جھلک موجود ہوتی ہے۔ اس ضمیر کی ملامتی آواز میرے کانوں میں ایک قسم کا خوفناک شور پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی آپ کی حالت کا نقشہ میری نظروں میں کھینچ جاتا ہے میں خدا کے انصاف کو حاضر سمجھ کر سب کچھ بالکل سچ عرض کر رہا ہوں۔ میرے الفاظ سچا راستہ ہیں جتنا یہ امر کہ آپ ایک پاکباز اور شریف خاتون ہیں اور میں... میں ایک ملعون قابل نفرت جرم!“

اتنا کہہ کر ٹام رین... وہ شخص جو اتنا درجہ کا دلیر... سب طرح کی شکایات

بے خوف . . . اور جرمزد تہا پھول کی طرح روئے لگ گیا۔
جارجیانہ کچھ دیر فرط استعجاب اسکی صورت کو دیکھتی رہی۔ اس دلکش شخص کو اپنی خاطر
یوں پھول کی طرح روتے دیکھ کر اس کا دل ہی موم ہو گیا۔ آخر اس نے پہلے کی نسبت زیادہ
نرم اور ملائم لہجہ میں پوچھا: "لیکن مجھے تم نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ ان حالات میں تمہاری
کد کا مدعا کیا ہے؟"

رینیفر ڈن نے اپنے چہرے سے آنسوؤں کے قطرات پونچھتے ہوئے کہا: "مہانویں اس
سے راز نہیں ہوا کہ آپ کے معافی کا طلبگار بنوں۔ کیونکہ وہ مجھے آپ کی کسی بھی حالت میں
نہیں مل سکتی۔ نہ میں اس شادی کے متعلق جو آپ کرنا چاہتی ہیں کسی طرح آپ کو مجبور
کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میرے لئے ایسا کرنا سابقہ خطا کو دوبالا کرنے کے برابر ہو گا میں ضرر
اتنی بات عرض کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ کہ ارل آف ایگلنگھم کے ساتھ شادی کر کے آپ
درحقیقت اس شخص سے شادی کرتی ہیں جو . . ."

دیکھا؟ آخر وہ کون ہے؟" جارجیانہ نے گلوگیر لہجہ میں پوچھا۔
رین فورڈ نے چند منٹ تامل کیا۔ اس وقت جو خوفناک جذبات اس کے گلے کو دب
کر اس کی آواز بند کر رہے تھے۔ ان پر قابو پانے کے لئے چند منٹ کی تاخیر لازمی تھی پھر
وہ آگے جھک کر اور لیڈی ہیٹ فیلڈ کے اتنا قریب ہو کر کہ اس کے ہونٹ آخر الذکر
کے کان سے بالکل لگے ہوئے تھے۔ اور دونوں کے بال ایک دوسرے سے آمیز ہو چکے تھے
اس نے چند لفظ نہایت مدہم آواز میں کہے۔ جو کسی اور شخص کو بالکل سنا ہی نہ دے سکتے تھے
لیکن جارجیانہ نے ان لفظوں کو صاف طور سے سنا۔ اور جب رینیفر ڈن نے اپنا منہ
پیرے بٹایا۔ تو وہ یہ دیکھ کر سخت ہیبت زدہ ہو گیا۔ کہ جارجیانہ ان چند الفاظ کے زیر اثر
بالکل خاموش . . . تصویر کی طرح ساکن . . . یاں کا جھمبہ بن گئی ہے۔

برنصیب حسینہ کی زبان سے ایک لفظ ہی نہ نکلا۔ اس نے دائیں بائیں کسی نظر
نظر ہی نہ ڈالی۔ البتہ اس کی آنکھیں رہزن کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ وہ بھی اسے
نظر نہ آتا تھا۔ کیونکہ اگرچہ آنکھیں کھلی تھیں۔ مگر عارضی طور پر ان کی بینائی سلب ہو
چکی تھی۔

انہماک یاں کی وجہ سے اس پر جو یہ سکتہ کی سی حالت طاری ہوئی۔ وہ کم و بیش

تین منٹ کے لئے قائم رہی۔ مگر یہ مختصر عرصہ اس کے لئے جو یہ نظارہ دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے لئے ہی جو اس کے زیر اثر تھی۔ مدت مدید ثابت ہوا۔

اس کے بعد یکایک لیڈی ہیٹ فیڈ کے لبوں سے بلند آواز کی گھگھ دوز چمچ نکلی۔
... اتنی خوفناک کہ اس کی وجہ سے ہوا میں تحریک پیدا ہو کر سارے مکان کے اندر گونج پیدا ہو گئی!

درمیان اس سے تو سارے گھر کو خبر ہو جائے گی! رہزن نے حالت اضطراب میں کہا
"نودہ سکون اختیار کیجئے۔ جس کا آپ نے وعدہ کیا تھا"

مگر اس کے یہ الفاظ بالکل بے سود تھے۔ کیونکہ فوراً ہی جار جیانہ بیہوش ہو کر صوفیہ پیچھے کی طرف گر پڑی۔

اس کیساتھ ہی کمرہ کا دروازہ یکایک کھلا۔ مگر باوجود اس کے ٹام رین بچس و حرکت اسی مقام پر کھڑا رہا۔ جہاں سے وہ اس بد نصیب خاتون کو صوفہ پر بے حرکت پڑے دیکھ رہا تھا۔ وہ خوف و استعجاب کی حالت میں وہ اس اثر کو دیکھتا رہا۔ جو اس کے الفاظ کی بدولت اس بد نصیب حسینہ پر پیدا ہوا۔

لیڈی ہیٹ فیڈ نے انتہائی ذہنی اذیت کی حالت میں جو جگہ پاش پیچھ ماری تھی۔ اسکی آواز نہ صرف خدام کے کانوں بلکہ ان ملاقاتیوں تک یہی پہنچ گئی جو اس وقت ایک اوکڑے میں جمع تھے۔ کیونکہ اس روز لیڈی ہیٹ فیڈ کے ہاں ایک دعوتی جلسہ تھا۔

چنانچہ دروازہ کھلا۔ اور لارڈ اینگٹھم۔ ڈاکٹر لیسز۔ سر رلیف وانگٹھم۔ مین چارلیڈیاں گھر کے سارے نوکر دوڑتے ہوئے کمرہ میں جمع ہو گئے۔ مس مورڈانٹ کے متعلق یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بعض وجوہ سے جن کا ذکر آگے چل کر کیا جائیگا۔ اب لیڈی ہیٹ فیڈ کے مکان میں نہیں رہتی تھی۔

ان آہنوں میں سے سب سے آگے لارڈ اینگٹھم تھا۔ کمرہ میں داخل ہونے ہی پہلی چیز جو اسے نظر آئی۔ وہ جار جیانہ کی صورت تھی۔ جو بے حس و حرکت پڑی تھی۔ اس نے دیکھا۔ کہ ایک غیر مرد اس کے پاس کھڑا ہے۔ مگر حالت اضطراب میں اس نے یہ جاننے کی کوشش نہ کی کہ یہ کون ہے۔ اس کے سارے خیالات اپنے محبوب کی طرف لگے ہوئے تھے۔

قریب پہنچ کر اس نے اسے اپنے بازوؤں پر اٹھالیا۔ لیڈیوں نے لٹخے کی شیشیاں لیں
خادما میں پانی سرکہ اور اسی قسم کی چیزیں جو ایسے حالات میں ضروری سمجھی جاتی ہیں لانے
دوڑیں۔ اور ڈاکٹر لیسٹر جس نے ٹام رین کو پہچان لیا تھا۔ اگرچہ اس شناخت کو اس نے
ظاہر نہ ہونے دیا۔ خاتون موصوف کو ہوش میں لانیکی ہر ممکن کوشش کرنے لگا۔
اس اثنا میں رہزن اپنی جگہ پر کھڑا بلا ارادہ اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا۔
آخر کار جارجیانہ نے بڑی آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔ لیکن جب اس نے لارڈ
ویننگم کا چہرہ دیکھا تو اس کے لبوں سے بہر ایک ہلکی سی جھنجھکی ادا اس نے اپنا منہ دونوں
ہاتھوں سے اس طرح ڈھانپ لیا۔ گویا کسی خوفناک تصویر کو نظروں سے دور رکھنا چاہتی ہے۔
صہار جیانہ۔ میری جان۔ میں ہوں آرتھرتے آہستگی سے اس کے کان میں کہا۔
لیکن کوئی خوفناک اثر اس حید کے سارے بدن میں کیکپی پیدا کر رہا تھا
ارل کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگا کسی نے اسے بچہ خوفزدہ کر دیا ہے!
اس کیساتھ ہی اس نے اپنی نگاہ کمرہ میں دوڑائی۔ تو اس کی آنکھیں رہزن سے دوچار
ہوئیں۔

اس موقع پر ڈاکٹر لیسٹر نے کہا بہتر ہو لیڈی ہیٹ فیڈل کوان کے کمرہ میں رہیں
اس تجویز پر لیڈیوں اور خادماؤں نے فوراً عمل کیا۔ اور ڈاکٹر بھی ان کے پیچھے
ہو گیا۔

باب ۳۴ لارڈ ویننگم اور ٹام رین فورڈ

لارڈ ویننگم اور سر ریف وائنگم دونوں اس کمرہ میں ٹھہر گئے تھے۔ جہاں ریفیڈ ٹیڈی
بہم موجود تھا اس کی طرف بڑھتے ہوئے ارل نے کہا اے صاحب ہر بانی سے وہ دھج
بیان کیجئے۔ جس کے باعث لیڈی ہیٹ فیڈل پر غش طاری ہوا۔ چیخ و ہمارے کانوں
میں پہنچی۔ اور وہ حالت جس میں ہم نے اسے یہاں پڑے دیکھا اس سے پایا جاتا ہے
غش کا تعلق کسی فوری علالت سے نہیں تھا۔ پھر اس نے سر ریف وائنگم کی طرف
مشارہ کر کے کہا آپ خاتون موصوف کے چچا ہیں اس لئے اگر کسی وجہ سے آپ کسی قسم کی

جن کا بیان کرنا ضروری ہے۔ میرے سامنے جو آپ کے لئے ایک اجنبی ہوں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ تو انہیں آپ کے بعد رو بیان کرنے میں کچھ حذر نہ ہونا چاہئے؟

رین فورڈ نے افسردگی کے لہجے میں کہا: مائی لارڈ میں نے آپ کو اس سے پہلے دیکھا تو کئی بار ہے۔ لیکن بظاہر ہم ایک دوسرے سے اب تک ناواقف ہیں۔ اگرچہ باوجود اسکے... دو کچھ کہتا کہنا رک گیا۔ پہلا اپنی ٹوپی اٹھالی۔ اور کمرے سے نکلنے کو تھا۔ کہ ارل نے اس کا بازو کسی قدر زور سے تھام لیا۔ اور کہنے لگا: "مستر رنفرڈ... کیونکہ میں جانتا ہوں۔ یہی تمہارا نام ہے۔ ہم اس طرح پر ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ ایک خاتون جو مجھے نہایت عزیز ہے اور جو عنقریب میری زوجیت میں آنوالی ہے... جو مسٹر ایٹنگم کی بیٹی ہے۔ جو اس وقت موجود ہیں۔ تمہاری بدولت خوف زدہ ہوئی ہے۔ یا کسی ایسے طریقے پر جسے تم بیان کر سکتے ہو۔ اس لئے ہم باصرار کہتے ہیں کہ تم جو بیان کرو۔ جس کو خوف زدہ ہوئی۔ اس کے بغیر میں تمہیں چلانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

ٹام رین نے اضطراب کچھ حالت میں ارل کے چہرہ کی طرف گہری نظر سے دیکھتے ہوئے کہا: مائی لارڈ اس دنیا میں آپ کے سوا کسی اور شخص کو یہ جرات نہ ہوتی۔ کہ مجھے اس طرح روکنا اور میں خاموش رہتا۔ رہا کیفیت بیان کرینکا سوال اس کی نسبت کہ کوئی کیفیت ایسی نہیں جو قابل بیان ہو۔ یہ آخری فقرہ اس نے پھر حسب معمول لاپرواہی سے کہا اور اطمینان کیا تاہم وہ ولزہ کی طرف بڑھا۔

مگر لارڈ ایٹنگم دوبارہ سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور رین فورڈ نے معلوم کر عجب کرنا کچھ سوچ کر چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔

ارل کہتے لگا: "مستر رین فورڈ میں معاملات کو اس صورت میں نہیں چھوڑ سکتا۔ تاہم ضروری کیفیت بیان کرو۔ ورنہ میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ تمہیں اس وقت تک روکے رکھوں حتیٰ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ خود ہوش میں آکر بیان کر سکے تم نے اس سے کیا بدسلوکی کی؟ پھر یہ دیکھا کہ رنفرڈ کے ہونٹ سفید ہو گئے۔ اور کانپ رہے ہیں۔ ارل نے کہا: تم پہلے سے میری نظروں میں مشتبہ ہو۔ بعض حالات کے مجموعے نے مجھ پر ثابت کر دیا ہے کہ تم ہر ایک حد تک انسان ہیروں کی چوری سے ہی تعلق تھا۔ جلی وجہ سے تمہارے دنوں عدالت میں استفادہ سنتی اور اضطراب پیدا ہوا۔"

رہزن کہنے لگا ”مائی لارڈ اس معاملہ کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں، میرے جس کے
 تھے۔ اسے واپس پہنچا دینے گئے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ مجھے سٹرگارڈن کی زبانی معلوم ہو رہے
 کہ ان ہیروں کی واپسی سے بہ شیران کی قیمت ہی اس عورت کی طرف سے ادا ہو چکی تھی جو ۱۰۰۰
 لیکن دیکھئے میں آپ پر کہتا ہوں۔ مجھے جانے دیجئے ”ٹام نے سابقہ فقرہ کو ناممکن چھوڑ کر
 کہا۔ اب اس کے بعد میں عصبی اضطراب کی بجائے انتہائی بے صبری کی جھلک
 پائی جاتی تھی۔“

آخر سر دھڑی سے کہنے لگا ”میں یہ اصرار کرتا ہوں کہ نہیں اس وقت تک یہاں تک
 ہو گا حتیٰ کہ لیڈی ہیٹ فیملڈ سے یہ دریافت کر لیا جائے۔ کہ تمہیں گرفتار کرنا اور حوالہ
 پولیس کرنا ضروری ہے یا نہیں۔“

سر رلیف نے کہا ”میں جا کر دریافت کرتا ہوں۔ کہ میری پہنچی کی حالت اب کیسی ہو
 اور اس شخص کی حراست کی نسبت اس کا کیا ارادہ ہے۔“

رین فورڈ بھیجی سے ٹپنے لگا۔ لارڈ اینگلم نے بیرونٹ کو گزرنے کی اجازت دیدی
 پھر دروازہ کیساتھ پشت لگا کر پردہ دار کی طرح کھڑا ہو گیا۔

آخر کار رہزن نے ارل کے قریب پہنچ کر ذبی زبان میں بحالت اضطراب کہا ”مائی لارڈ
 آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ خاتون موصوف کو میری نسبت کوئی وجہ شکایت نہیں۔ دیکھئے میں آپ سے
 بار بار کہتا ہوں کہ مجھے چلا جانے دیجئے۔ آپ کے سوا دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جس سے میں
 بہت اس قسم کی درخواست کرتا آپ ہی ناحق بار بار انکار کر کے معاملہ کو پیچیدہ نہ کیجئے۔
 میں پھر کہتا ہوں۔ آپ کی بجائے کوئی اور شخص ہوتا۔ تو جو کچھ اس وقت میں بہ منت طلب
 کرتا ہوں۔ اسے بزور حاصل کر لیتا۔“

ارل نے جواب دیا ”خواہ کچھ ہو۔ بہر حال میں کم از کم اس وقت تک تمہیں یہاں سے
 جانکی اجازت نہیں دے سکتا۔ جب تک سر رلیف و انگلم واپس نہ آجائیں۔ ضرورت
 نے لیڈی ہیٹ فیملڈ سے کوئی گستاخانہ سلوک کیا۔ یا اسے دھکی دی ہے۔ اسی اسکی
 یہ حالت ہوئی ہے۔۔۔“

رین فورڈ نے گرم جوشی سے قطع کلام کر کے کہا ”میں خدا کو شاہد قرار دیتا ہوں کہ
 میں نے اس سے کسی طرح کا گستاخانہ سلوک کیا اور نہ کوئی دھکی دی۔“

”مظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کی آزادی خطرہ میں ہو۔ تو وہ اس نہ پھینچنے کے لئے جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا“

”مجھ اے الفاظ ان کی زبان سے“ ارین فورڈ نے اپنے دل سے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد پھر کرد میں بحالت اضطراب ٹپھنے لگا۔

ایک منٹ گزرنے پر زیادہ سکون پذیر ہو کر اس نے کہا ”خیر مائی لارڈ میں اس وقت تک انتظار کرتا ہوں۔ کہ آپ اس معاملہ میں لیڈی امیٹ فیلڈ کا منشا معلوم کر لیں۔ اور چونکہ حالات مجبور ہو کر ہم دونوں کو ایک دوسرے کی صحبت میں چند منٹ بسر کرنے میں اس لئے ان میروں کے معاملہ کا ذکر آنے کے بعد جس کا حوالہ ابی آپ نے دیا تھا۔ میں آپ سے یہ چھوٹی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کے نزدیک اس استھڑی ڈینا حقیقتاً اس الزام کی قصور وار ہے۔ جو اس پر عائد کیا گیا یا وہ بے خطا ہے؟“

ارل کہنے لگا ”شریف فورڈ تنہا ہی زبان سے یہ سوال سننا عجیب بات ہے۔ مگر اس کا جواب دینے سے پہلے میں خود تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ کہ اس مقدمہ پر کیا تم ہی میرے ہاں دو رتبہ چھوڑ آئے تھے۔ جس میں مجھے عدالت میں پہنچ کر اس کے حق میں قیادت دینے کی تاکید کی گئی تھی؟“

رین فورڈ نے جواب دیا ”مجھے اس سے انکار نہیں۔ اور سچ پوچھئے۔ تو میں نے اس معاملہ میں کسی طرح کی راند بازی سے کام نہیں لیا تھا۔ ورنہ میں ایسا اہتمام کرتا کہ آپ کے نوکر دوں کو میرا صحیح حلیہ بیان کر لیا تاکہ وہ نہ مل سکتا۔ لیکن اتنا میں ضرور کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ کے دل میں اس ڈینا کے نیک خصائل کی نسبت واقعات گزشتہ کی بدولت ذرا سا شبہ بھی پیدا ہوا ہو۔ تو سمجھ لیجئے آپ نے سخت غلطی کی ہے۔ اتنی ہی جو کبھی انسان سرزد ہوتی ممکن ہے۔“ پھر جلدی ہی اس نے کہا ”یہ ہی آپ کو معلوم ہے۔ کہ جیسا آپ نے عدالت میں بیان کیا۔ وہ اس موقع پر لندن میں موجود نہ تھی۔“

ارل نے پوچھا ”آؤ تمہیں یہ کیوں معلوم ہوا کہ یوم مذکور کو اس وقت تک بیان کیا جا رہا ہے۔ میرے چراسے گئے۔ بس ڈی ڈینا اپنے والد اور میرے ساتھ پہنچے میں موجود تھی؟“

ٹام رین نے جواب دیا ”یہ چھپانا غیر ضروری ہو گا۔ کہ یہ بات مجھے محض اتفاقہ طور پر معلوم ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود یہ نہ خیال کیجئے۔ کہ خود اس ڈی ڈینا نے مجھے اپنے

مداخلت کی درخواست کرنے کے لئے قاصد یا پیٹیا میرنا کر پہنچا۔
 ایک ایک ارل تخت آمیز راجہ میں کہنے لگا "مسٹر رین فورڈ میں اس گفتگو کو ناپسند کرتا ہوں۔
 میرے دل میں مسٹر ڈی ڈینا کی بہت عزت ہے اور میں ان کے کسی رشتہ دار کی برائی
 سننا نہیں چاہتا۔ بہر حال اس کا مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ ان کی دختر کا طرز عمل
 کچھ تنہا پر اسرار ہے۔ اور اس کے اسرار کا تمہاری اپنی ذات سے ایسا گہرا تعلق ہے کہ محض اسٹیج
 سے جس قسم سے مسٹر ڈی ڈینا یا ان کے کنبہ کے باقی افراد کی نسبت کی سطح کی گفتگو کرنے پر آمادگی
 ہر کی..."

رین فورڈ جلدی بنے چھینی کے لہجہ میں کہنے لگا "لارڈ اینگھم معاملات کی ظاہری صورت خواہ
 کچھ ہو۔ اتنا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اسٹورڈی ڈینا کی اور پاکبازی کا مجھے ہے۔ میں اپنے
 خالق کو حاضر سمجھا کر اس بات کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ جس روز اس سے یہ فعل منسوب کیا گیا
 جس کے نام سے ہی اس کی پاک روح لرز جاتی ہے۔ اسے ہرگز معلوم نہ تھا کہ میں نے اس کی
 طرف سے کسی قسم کی مداخلت کی۔ یہاں تک کہ اسے عدالت میں میری موجودگی کا ہی علم نہ تھا۔"

ارل نے کہا "ماوجود اسکے تم دماغ موجود تھے۔ کیونکہ میں نے نہیں کھڑے دیکھا تھا۔
 اگرچہ اس وقت میں نہیں جانتا تھا تم کون ہو۔"
 رین فورڈ نے نور دار لہجہ میں کہا "لیکن مس ڈی ڈینا کو بہر حال میری موجودگی کا علم
 نہ تھا کیونکہ ایمان کی بات یہ ہے۔ کہ وہ میری صورت سے نا آشنا ہے۔"
 امیر مذکور کے لبوں پر رشک کی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ کیونکہ فورڈ ہی اسے وہ حلف
 یاد آیا جو مسٹر ڈی ڈینا نے اپنی دختر کو دیا تھا۔ اور جسے وہ چھپ کر سن چکا تھا۔ اسے یاد تھا
 کہ اس حلف کے موقع پر جو گفتگو ہوئی۔ اس میں رین فورڈ کا ذکر ہی آیا تھا۔ لیکن وہ
 اس واقعہ کا ذکر کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اگرچہ اپنے دل میں اس کی یہ سب بڑی خوش
 ہوتی کہ کسی طرح ثابت ہو جائے۔ اس قدر حقیقت میں پاکباز اور اس سے مختلف ہے۔ جبکہ
 حالات کے زیر اثر وہ اسے سمجھنے لگا تھا۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر نام رین نے کہا "آپ نے یہی کہا تھا۔ کہ میں نے نہیں کر وہ عدالت
 میں دیکھا تھا۔ اگرچہ اس وقت مجھے معلوم نہ تھا کہ تم کون ہو۔ یہ آپ کے..."

پوچھتا ہوں اب آپ کو معلوم ہے میں کون ہوں؟
امیر موصوف نے حقارت آمیز نفرت کیسا ہتھ کہا مجھے تمہاری ذات یا تمہارے
معاہدات کے واقف ہونی کچھ حاصل نہیں اور اگر تمہاری نسبت مجھے کچھ معلوم ہی ہے۔ تو
وہ بہت کم تمہارے حق میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں اس بنا پر روکے ہوئے ہوں۔
کہ تم لمبی ہیٹ ہیٹ فیلڈ کے پاس کسی نیکارادہ سے نہیں آئے تھے۔ اول مرتبہ میں نے
تمہارا ذکر اس وقت سنا تھا۔ جب تمہیں بوٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اگرچہ
مجھے اعتراض ہے کہ لمبی ہیٹ ہیٹ فیلڈ کے اطمینان بخش طریق پر یہ بات ثابت کر دینے سے
کہ تم وہ شخص نہیں ہو جس نے راستہ میں ان کا مال چھینا تمہیں عزت کے ساتھ بری کر دیا گیا تھا؟
رین فورڈ بولا مائی لارڈ اس سے ثابت ہے۔ کہ اس واقعہ کی بدولت آپ کو میرے
خصائل کی نسبت کسی بدگمانی کا امکان نہیں۔

”دوست ہے۔ لیکن اس کے بعد ان ہیروں کا معاملہ ہے اور مجھے یہ جان کر نے سے مل
ہیں۔ کہ مسٹر گارڈن نے اس ملاقات کی ساری تفصیلات میرے روبرو بیان کر دی ہیں
جو تم نے ہیروں کی داپسی کے موقع پر اس سے کی۔ اور جس وقت اس نے تمہیں بتایا۔
کہ مس ڈی ٹینا ان کی پوری قیمت پہلے ہی ادا کر گئی ہے۔۔۔“
”آہ باتو کیا مسٹر گارڈن اس قدر باتوئی ہے۔۔۔“

ارل نے جواب دیا ”اس نے نہ صرف تمہارا بلکہ مس ڈی ٹینا کا بھی اچھے لفظوں میں
تکریب کیا تھا۔ لیکن مسٹر رین فورڈ میں نے اس کی پاسداری ہی کی۔۔۔ کم از کم اس وقت
میں بڑے زور سے اس کی حمایت کرتا رہا۔“

”داد اب کوئی نئے حالات پیش آئے ہیں۔ کہ آپ کو اس کی حمایت سے دست بردار
ہونا پڑا؟“ رین نے ارل سے پوچھا۔ ”آہ اگر میں آپ کو بتاؤں۔ کس طرح بعض حالات
کے حیرت خیز مجموعہ کی بدولت۔۔۔ لیکن نہیں میں اسکی جرأت نہیں کر سکتا“ پھر ارل نے
زیادہ شجیدگی کے لہجہ میں کہا ”یاد ہو اس کے مائی لارڈ میں آپ کو دو یا تین بار اور فیاضی
سمجھتا ہوں۔ اور آپ سے الجا کرتا ہوں۔ کہ اپنے نیک احساسات کو کام میں لا کر ظاہری
حالات پر دھوکہ نہ کھائیے۔ میں پھر ایک بار خدا کو حاضر و ناظر جان کر اقرار کرتا ہوں۔ کہ
... قسم کے جرائم سے بالاتر اور پاک ہے۔ اسکی جو بدگمانی کی جائے۔ وہ غلط

دو جو برائیاں اس سے منسوب کی جائیں جھوٹ ہیں۔ دیکھئے پھر آپ کے چہرہ پر بے عہداری اور خسر و گری کی جھلک نمودار ہوتی ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ استحقاق کے لئے قصود ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ اس سے کوئی گناہ... کوئی جرم کبھی سرزد نہیں ہوا... عین اس وقت دروازہ کے قریب کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ دروازہ ٹینگم نے دروازہ کھول دیا۔ اور سر رلیف داسنگم اندر داخل ہوا۔

ارل نے جلدی سے پوچھا ”فرمائیے اب ہارجیانہ کی طبیعت کیسی ہے؟“
سیروٹ نے جواب دیا ”وہ بہت سخت بہا ہے...“

”بہا ہے آرتھر نے گھبرا کر کہا ملے بد معاش یہ سب تیری ہی کارروائی ہے!“ اس نے رین فورڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی فرط غضب سے ٹکا کس کر اس کی طرف بڑھا۔

مذرا اپنے غصہ کو سنبھالے رہزن نے گرج کر کہا ”آپ نہیں جانتے میں کس پر ہاتھ اٹھا رہا ہوں؟“

سر رلیف نے آگے بڑھ کر ارل کا بازو پکڑ لیا۔ اور اسے پیچ بٹا کر کہنے لگا ”مہنیں سے کچھ نہ کہئے۔ میں نے اپنی بھتیجی سے گفتگو کی تھی۔ اس وقت ڈاکٹر لیسلز بھی پاس بیٹھے ہیں اور اگرچہ وہ بیمار ہے تاہم ذہنی طور پر سکون کی حالت میں ہے۔ اس کے درجہ کی۔ کہ اس شخص کو بغیر کسی طرح کا خور پیچائے چلے جائیگی اجازت دیجائے“
ارل کا غصہ فرو ہو گیا اور اس نے کہا ”سر رلیف مجھے لیڈی ہیٹ فیلڈ کے احکام کی تعمیل میں عذر نہیں۔ سر رین فورڈ نے سن لیا۔ تمہارے متعلق کیا کہا گیا ہے؟“

اتنا کہہ کر آرتھر نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ کیونکہ اس کے دل میں ایک عجیب اور مبہم سا شبہ ورنہ صرف شبہ بلکہ انتہا درجہ کی بے اطمینانی پیدا ہو گئی تھی۔ سوچتا تھا کہ اگر فیلڈ نے واقعی لیڈی ہیٹ فیلڈ کو خود تروہ یا اس سے گستاخی کا سلوک کیا۔ تو کیا وجہ یہ وہ اسے بغیر سزا پائے جانے کی اجازت دیتی ہے۔ کیا یہ ا غلب نہیں کہ اس نے اسے کوئی بری چیز پہنچائی ہو؟ مگر سوال یہ ہے۔ ایک ایسے مشتبہ چلن کے شخص اور ہارجیانہ ہیٹ فیلڈ جیسی خاتون میں کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ وہ ایسا کیا کام ہو گا۔ جوان دونوں کو ایک دوسرے کے پاس لانے اور ہارجیانہ پر ایسا عجیب اور زبردست اثر پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوا؟

یہ سب خیالات ارل کے دل میں حیرت خیز تیری کیساتھ پیدا ہوئے اور اسکی طبیعت میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔

ناظرین کو متعجب نہ ہونا چاہیے۔ اگر ہم یہ بیان کریں کہ اس کے دل میں ایسی اطمینان جو ہم شبہ کی حد تک پہنچتی تھی پیدا ہو گئی۔

جیران تھا آخر یہ رین فوڈ کون ہے؟ کیا وہ اس سے مختلف ہے۔ جو کچھ نظر آتا ہے؟ کیا اس کا تعلق کس طرح پر سیاہ نقاب کی اس داستان سے ہے۔ جس کے متعلق ارل کو

معلوم تھا۔ کہ اس کا جارجیا نہ کے دل پر خاص اثر ہوا اور جسے وہ اسکے ظاہری نمونہ جارجیا کا موجب سمجھتا تھا۔ جس کی وجہ سے ابتدا میں جارجیا نے اس سے شادی کو نیسے انکار کیا

تھا۔ جس قدر وہ اس سوال پر زیادہ غور کرتا تھا۔ اس قدر وہ اسکی پیچیدگیوں میں الجھتا جا رہا تھا۔

ہر تازہ خیال سے اور بھی زیادہ جیران کو ابوالا اور تاریکی میں ڈالنے کا موجب ثابت ہوتا تھا جب اس نے مڑ کر اس مقام کی طرف دیکھا۔ جہاں رین فوڈ کھڑا تھا۔ تو معلوم ہوا وہ

غائب ہے۔ اب اس کو میں صرف ارل اور مریم و انکم دونوں موجود تھے۔

آرتھر بروٹ کی طرف بڑھ کر اور گہرے جذبات کے زیر اثر اس کا ہاتھ ہتھی انداز سے ہمو

کہنے لگا کہ آپ نے دیکھا جارجیا کی حالت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا مدہاں میں نے بغور دیکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اُسے کوئی سخت

صدمہ پہنچا ہے۔ سخت حیرت زدہ ہو کر ارل آف ایننگم کہنے لگا "خدا جانے یہ راز کیا ہے۔ میں باوجود بڑی

کوشش کے اسے سمجھنے سے قاصر ہوں؟" مریم و اننگم بھی کچھ کم حیرت زدہ نہیں تھا۔ اس نے کہا "میں خود جیران ہوں۔

معاملہ واقعی پراسرار ہے۔" ارل نے بے صبری سے کہا "کیا آپ نے اس کے متعلق جارجیا سے کوئی سوال نہیں

کیا اس نے کوئی کیفیت بیان نہیں کی؟ کیا اس نے نہیں بتایا۔ اس کا اضطراب... اس خوفناک وحش... اور خوف کی اس حرکت کا باعث کیا تھا جس کے ساتھ اس

آنکھیں کھولیں؟" مریم و اننگم نے جواب دیا "میں نے ان سب معاملات کی نسبت سوالات پوچھے۔

لیکن جب دیکھا۔ اس سے اٹھا اس کا اضطراب بڑھتا ہے۔ تو میں نے ان پر زور دینا سیکھا۔
 نہ سمجھا چنانچہ میں نے اسے اطلاع دی کہ آپ نے اس شخص کو جس کا نام مجھے آپ کی زبانی
 رین فورڈ معلوم ہوا تھا۔ اور جس کی نسبت مجھے شبہ تھا کہ اس نے میری بہن کی تصانیف چھینی
 تھی بدوک لیا ہے۔ تو وہ مضطرب ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ میری طرف سے آپ محض درخواست
 کیجئے کہ وہ اسے جانے دیں۔ کیونکہ اس کے خلاف مجھے کوئی وجہ شکارت نہیں۔

میرت ہے!... سخت حیرت ہے! ارل نے دلی زبان سے کہا
 سر رلیف نے سمجھایا۔ ”میرے پیارے آر تھراس طرح گھبرائے سے کیا حاصل ہے
 صبر اور سکون سے کام لو۔ کل تک جار جانیہ کی طبیعت بعض بات لگی اور وہ یقیناً اس نام
 میں مفصل حالات بیان کر سکے گی“

دوکل!... کل! امیر نکور نے سخت اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ ”فسوس! یہ اس شخص کا
 اتنا کو برداشت نہیں کر سکتا۔ سر رلیف آپ نہیں جانتے۔ یہ ایک دن کا وقفہ میرے لئے
 ایک صدی سے زیادہ تکلیف و ذلت ہو گا۔ کیا کوئی ایسی صورت نہیں ہے کہ میں جار جانیہ
 سے مل لوں۔۔۔ خواہ ایک منٹ کے لئے ہی بھی۔ کیا ایسا کرنا نامناسب ہو گا؟“
 میری حالت پر رحم کیجئے۔ اور ڈاکٹر بلڈ سے پوچھئے۔ کیا میں ایک منٹ کیلئے مریض سے مل سکتا
 ہوں؟ یا کم از کم انہیں سے کہئے۔ وہ مجھ سے آکر مل لیں۔“

بیرونٹ جو ایک نیک دل شخص تھا۔ اس فرض کی انجام دہی کے لئے روانہ ہوا۔ اور
 چند منٹ کے عرصہ میں ڈاکٹر کو ساتھ لیکر واپس آیا۔ ڈاکٹر سے ہی ارل نے اسی قسم کے
 سوالات پوچھے جو سر رلیف دالنگم سے پوچھ چکا تھا۔ اور کہنے لگا۔ ”ڈاکٹر صاحب خیر کیا
 اس بارے؟ آپ اسے کس طرح حل کر سکتے ہیں؟“

ڈاکٹر نے اس کا یہی جواب دیا کہ ”میں کچھ بیان نہیں کر سکتا“ لیکن اتنا ضرور معلوم ہوتا تھا
 کہ ڈاکٹر کے اس جواب میں اتنی صداقت نہیں جتنی نیک بنا و صاف باطن بیرونٹ کے
 جواب میں تھی۔ کیونکہ ڈاکٹر کو اس پر اسرار قلب کی نسبت بعض شبہات تھے۔ جس کی میدی میں
 فیڈ اور اس شخص کے درمیان قائم ہونا ظاہر تھا۔ جبکہ اُسے یہ مجھ مضطرب کونے والی
 ثابت ہوئی۔

یہ نہ عانتے ہوئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ یا مجھے کیا کرنا چاہئے۔ ارل غصہ دلاتے

میں کہہ رہے تھے کہ میں نے فورڈا افسوس ہے کہ میں نے اس آسانی سے چلے جائیگا
موتھ دیا

میں نے فورڈا ڈاکٹر کے حیرت زدہ ہو کر کہا میرے تو اس شخص کا نام ہے جسے ہونٹوں
کے سر پر بیٹھ گیا تھا۔ مال بٹھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا
اس کی وجہ سے اس نے فورڈا کو ہرگز نہیں دیا۔ اگر تھرتے تھے کہ یہ میں ان غلوں
پر زور دیتے ہیں کہ اس انداز سے کہا۔ گویا وہ اس نام کو سخت قابل نفرت سمجھتا تھا
میں نے فورڈا ڈاکٹر کو یہ پر ایک بار شجب ہو کر کہا کہ میرا خیال تو یہ تھا۔ اس شخص
کا نام فورڈا ہے۔

اس نے فورڈا کو یہ دیکھا کہ فورڈا کو اس طرح میں کہتے ہیں کہ فورڈا کو یہ نام
تھیں کہ فورڈا اس جیب ڈاکٹر کے لئے اس کے بلاتے ہیں نہ ہر خوری کی ولولت کا علاج
کہنے لگے۔ تو اس نے فورڈا کو یہ نام معلوم ہوا تھا۔

اس نے فورڈا کی طرف سے فورڈا کی نظروں سے دیکھ کر کہنے لگا تو کیا آپ نے فورڈا
سے فورڈا میں؟

ڈاکٹر نے فورڈا کو یہ دیکھا کہ فورڈا کو اس کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کو اس کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ

اس نے فورڈا کو یہ دیکھا کہ فورڈا کو اس کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ

ڈاکٹر نے فورڈا کو یہ دیکھا کہ فورڈا کو اس کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ

اس نے فورڈا کو یہ دیکھا کہ فورڈا کو اس کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ
فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ فورڈا کے ساتھ

دی تھی۔ اور اس کے بعد اس مضمون کو نازک سمجھ کر ترک کر دیا گیا تھا۔ واقعی سوال بہت نازک تھا۔ اور مجھے یہی وہ راز تھیں اس ایفون آئینہ دوسکے زیر اثر معلوم ہو گیا۔ ورنہ اس کا علم ہونا غیر ممکن تھا۔ مجھے یقین ہے۔ خود لیڈی ہیٹ فیلڈ کو ہرگز یہ معلوم نہیں کہ میں اس کے راز سے واقف ہوں۔ لیکن اس اینگھم کی عقل کو کیا سو گیا ہے۔ کہ سب باتیں جان ہو ا وہ بین فورڈ کی آمد کا مطلب سمجھنے سے قاصر ہے۔ میں اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھ گیا۔ دراصل رین فورڈ ہی وہ مرد ہے۔ اور اب وہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو مجبور کر کے روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ تعجب ہے۔ اینگھم میری طرح ایک صاف معاملہ کو نہیں سمجھ سکتا۔ حالانکہ اس قدر واضح ہے۔ عیسے دو اور دو ملانے سے چار ہوتے ہیں۔ یہ سوچتے ہوئے ڈاکٹر نے اطمینان کیا تھا۔ دونوں ہاتھ ملے شروع کئے۔ حالانکہ جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ برزن کی آمد کے مدعا کی نسبت اسے سخت غلط فہمی ہوئی تھی۔ پہرہ سوچنے لگا۔ یہ رین فورڈ عجیب خصلت کا انسان ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔ اسی نے لیڈی ہیٹ فیلڈ کو راستے میں ٹوٹا تھا۔ لیکن اُسے برسرِ عدالت ایسا کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس شخص کی صورت ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بڑا جانا باز آدمی ہے۔ اور ہر قسم کے خطرات میں پھٹنے سے نہیں گھبراتا۔ کم بخت پر لعنت ہو کہ اس رات میری تجربہ گاہ میں گھس آیا۔ اودہ! اگر اینگھم کو اس حسین بیہودہ استھری ڈینا کی نسبت میری طرح سب حالات معلوم ہوں۔۔۔ بخدا یہ حوریں کتنی مکار ہوتی ہیں! استھر کی صورت دیکھئے۔ نہایت بھولی اور پاکباز نظر آتی ہے۔ اگرچہ باوجود اس کے۔۔۔

وہ ابھی خیالات میں تھا۔ کہ ایک خادم نے کمرہ میں داخل ہو کر اطلاع دی۔ کہ لیڈی ہیٹ فیلڈ کو ان کی خواب گاہ میں پہنچا دیا گیا ہے۔ اگر آپ چاہیں۔ تو ان کی حالت دیکھ سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اس کمرہ میں گیا۔ اور ایک مسکن دوا کا نسخہ لکھ کر پیش آمدہ واقعات کا ذکر کئے بغیر دواں سے رخصت ہو گیا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا۔ جارحانہ کی ذہنی حالت جس قدر ممکن ہو سکون پذیر ہو جائے۔

باب ۳۴ ہمارا دوست فرینک کے کس

اس اثنا میں ٹامس رین خود ڈبڑی اڑا کر وہ دلی کیسا تہہ بیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان پر
تھمت ہو چکا تھا۔ کیونکہ جیانا کو ایک امر خاص کی نسبت اطلاع دیئے کے متعلق وہ
فرض جس کی انجام دہی کے لئے وہ اس مکان میں پہنچا۔ اس کی طبعاً فیاض روح کے لئے
حقیقت میں تکلیف و ذنا بت ہوا تھا۔

بیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان سے نکل کر وہ چند ہی قدم چلا تھا کہ اسے راستہ میں
فرینک کرٹس ملا۔ بازار میں گئے ہوئے ایک لمپ کی روشنی میں رین فورڈ کا چہرہ پورے
طور سے نمودار ہوا۔ تو ہمارے اس گتسخ اور خود پسند نوجوان دوست نے فوراً اسے
پہچان لیا۔ اور گھبرا کر کہنے لگا: ”اے کپتان سپارکس۔ اچھا ہوا آج ہماری پیر ملاقات ہو گئی۔
خدا تم خوش نصیبی تھی۔ کہ میں اپنے دوست ڈیوک کی دعوت میں شریک نہ ہوا۔ ورنہ ہماری
موجودہ ملاقات کا لطف اہتہ سے نکل جاتا۔ بتاؤ اگر میں تمہیں آئین سے پکڑ کر شہر و غل
مچا دوں تو کیا ہو؟ کوئی طاقت ہے جو مجھے ایسا کرنے سے باز رکھے؟“

منوٹ ...! مسٹر کرٹس خوفزدہ ہی وہ طاقت ہے جو تمہیں شہر و غل سے باز رکھے گی۔
ٹام رین نے اوسان بحال کر کے کہا: ”اور پھر کرٹس کا بازو اپنے بازو میں لے کر کہنے لگا: ”اڈا
تھوڑی دیر سے ساتھ ساتھ چلے آؤ۔ میں چند منٹ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ تم اپنے ہاتھ
میرے کوٹ کی جیب میں ڈال کر دیکھ لو۔ اس میں بپتوں موجود ہے۔ وہ سارا دیکھنا
ہو۔ تو وہ دوسری جیب میں ہاتھ ڈال کر اطمینان کر سکتے ہو۔ میری عادات یقیناً تم پہنچتی
واقف ہو چکے ہو۔ اور باآسانی سمجھ سکتے ہو۔ کہ تمہاری طرف سے ذرا ایسی غداری ہوئی۔ تو میں
سختی سے اس کے تدارک سے باز نہ رہوں گا۔ اگر تم نے مجھے گرفتار کر لیا تو ذرا ہی کوشش
کی۔ تو میں سر بازار تمہیں گولی مار کر مار دوں گا۔“

”ہم نہیں نہیں! کپتان سپارکس یہ کس کم بخت کا ارادہ ہے۔ کہ تمہیں ضرر پہنچائے“ فرینک
نے جو سکر پاؤں تک کانپ رہا تھا۔ رہزن کے بازو میں بازو ڈال کر چپتے ہوئے کہا۔
”وہ دوست میں تو ہمیشہ تمہارا ملاح رہا ہوں۔ اور میری دلی خواہش ہے۔ کہ تمہارے ساتھ سفر
میں ایک بوتل پیوں۔ بتاؤ گلوٹر کی طرف پیلیں! چپٹ کی طرف ... ۹۔“

رفیقہ نے قطع کلام کر کے کہا کسی کی طرف ہی ہتھیں۔ اگرچہ میں تمہاری اس غنائت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مدکپتان صاحب اس کا مضائقہ نہیں میں نے اخلاق کا سبق فرانس میں سیکھا تھا۔ جہاں اس کے لئے مجھے بہت سے عمدہ موقعے حاصل تھے۔ شاہ فرانس کی مجھ سے بہت محبت تھی۔ اور بیگمات دربار کی نسبت تو... بس کچھ پوچھتے ہی نہیں۔

طام خشک ہوج میں کہنے لگا ”ہنیں... اور مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ تمہارے چچا کا ان دنوں کیا حال ہے؟ کیا اسے اس دن کا وہ خوشگوار واقعہ اب تک یاد ہے؟ نا! نا! نا! رہزن نے زور کا قبضہ لگا کر کہا۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ اس کی افسردگی دور ہو کر پیرا طینان کی حالت پیدا ہو رہی ہے۔

”سمر کر سٹوفر کا ذکر کرتے ہو؟“ فرینک کرٹس جھلا کر کہنے لگا ”اوہ! اس بڑے بیوقوف کا نام میرے سامنے نہ لو۔ میں نے ہمیشہ کے لئے اس سے بے تعلقی کر لی ہے۔ کپتان سپارکس اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کبھی اس سے نہ بولوں گا۔ میں اس کمبخت کے نام پر صحت سمجھتا ہوں۔ اس نے اپنے آپ کو ذلیل کیا۔ اور اس خاندان کو بھی بے قدیم زمانہ سے نیکنامی کی شہرت حاصل تھی۔“

طام طنز کے ہجو میں کہنے لگا ”میرے خیال میں تو سمر کر سٹوفر کو اس بات کا فخر تھا کہ میں نے ادنیٰ درجہ سے اس حد تک ترقی کی ہے۔“

فرینک بولا ”بیشک وہ ایسی بکو اس کیا کرتا تھا۔ لیکن دراصل لوگوں کو دھوکا دینے کی یہ بھی ایک چال تھی۔ ورنہ حقیقت میں اس کا تعلق فرانس کے ایک مشہور خاندان بلانڈولی کے ساتھ ہے۔ اس خاندان کے لوگ کج سے قریباً تین ہزار سال پیشتر سکاٹ لینڈ میں آباد ہوئے۔ اور وہاں ان کا نام بلنڈ ایول مشہور ہو گیا ہے۔ قریباً ڈیڑھ ہزار سال کا عرصہ گزرا۔ اس خاندان کی ایک شاخ انگلستان میں آکر آباد ہوئی۔ اور ان کے نام بدلتے رہتے بلنڈ ایول بنا جو مرغ ہو کر بلنڈ ویل بن گیا۔ پھر نامعلوم کن حالات میں ان کے نے چار سو سال پیشتر ویل کا لفظ ہی گرا دیا گیا۔ اور یہ نام صرف بلنڈ رہ گیا۔ اس سے تم اندازہ کر سکتے ہو کہ سمر کر سٹوفر کی کس نفسی کے باوجود اس کا تعلق ایک مشہور اور قدیم گھرانے سے ہے۔“

رین خورڈ کہنے لگا۔ دوست تم شجرہ نسب تیار رکھنے میں کمال رکھتے ہو۔ خوب ہو اگر
کوشش کر کے میرا لٹس کلچر میں کوئی آسامی حاصل کر لو۔ میرے خیال میں اس ملک
اند براؤن جو نر۔ طاسن اور سمند نام کے جتنے لاکھ لوگ بستہ ہیں۔ تم ان سب کا تعلق
ذی اسی کوشش کر کے آسامی کے ساتھ کسی قدیم خاندان کے ساتھ قائم کر سکو گے۔

فرنیک نے کہا۔ دیکھو کپتان سپارکس تمہارے الفاظ اپنے اندر طنز کی بور کھتے ہیں
میں بے میرے اندر بعض نقص ہوں۔۔۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میں مگر ٹھوکی بے
دیکھیں پرنس کرنا میری عادت میں داخل نہیں۔ ایسی باتوں سے مجھے دلی نفرت ہے۔
نام بولا۔ خیر جانے دو۔ ذکر تمہارے چھاسر کر سٹو فر کا تہذیبو وہ سب لکھا گیا ہے؟

فرنیک نے لکھے میں کہنے لگا۔ خاک کر تہ ہے۔ نشانہ نہیں معلوم نہیں۔ کہ وہ لیڈر
فیلڈ کی لکھو چار لٹ کے ساتھ گرٹا گرین کو ڈال رہا ہے۔ ملعون بڑھا خیال کر دو۔
کتنی بڑی حماقت ہے! لیکن مضائقہ نہیں۔ میں اب اس سے بے تعلقی کر لوں گا۔ میں
اس سے کلام تک نہیں کروں گا۔ یہ امر میرے لئے کیا کم باعث اطمینان ہے؟
رین خورڈ صبرت زدہ ہو کر کہنے لگا۔ کیا کہتے ہو وہ لیڈر ہیٹ فیلڈ کی خادمہ کی تہ
گرٹا گرین کو فرار ہو گیا؟

وہاں خادمہ کی تہ با کرٹس نے تختہ میسر لہجہ میں کہا۔ خدا قسم بڑی بدولت
صورت ثابت ہوئی۔ لیکن کیا ہوا میں اس سے بھی بدلے چھوڑوں گا؟
اس کا نام ہے پوجا۔ آخر یہ واقعہ کب ظہور میں آیا؟

وہ صرف چند دن گذرے۔ اور وہ دونوں ابھی تک ماہ حمل کے سفر سے واپس ہی
آئے۔ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ سر کر سٹو فر کو ضرور اس واقعہ پر انصاف ہوتا ہوگا۔
لیکن کیا ہوا۔ میں اس بحث کو عاق کر دوں گا؟

رین خورڈ مذاقہ لہجہ میں بولا۔ میری رائے میں یہ بے تعلقی تمہارے لپٹے لپٹے ہی
سبب ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ تمہیں تخرق دینا بند کر دیگا؟

فرنیک کہنے لگا۔ اس کی کسے پروا ہے۔ کیا تمہاری رائے میں لندن جیسے شہر میں ایسی
قدیم کم موجود ہیں۔ جن میں سے ایک مجھ جیسے بچہ جو ان کی تہ شادی کر کے
لے۔ خدا قسم۔ میرا حال میں ہی ایک مالدار بیوہ سے تعارف ہو چکا ہے۔

اس کے پاس اتنی دولت ہے کہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اسکا متوفی شوہر کوئی نواب تھا۔
 سچ ہے کہ چٹا شوہر اس کے پانچ بچے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اس کی پانچزار پونڈ
 کی سالانہ آمدنی ہی ایک خالص کٹش رہتی ہے۔ یہ بے تیاں میں پانچ بچوں کے مقابلہ میں
 پانچزار پونڈ سالانہ کی رقم زیادہ اہمیت رکھنے والی ہے۔ کیوں دوست تمہاری کیا
 رائے ہے؟

ہرزن نے کہا: ممکن ہے ایسا ہو لیکن یہ بتاؤ۔ سر کرٹوفر اور اس خادمہ کے عشق کا واقعہ
 کیونکر ظہور میں آیا؟

کرٹس بولا۔ میں تمہیں سب حالات واقف کئے دیتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ سر کرٹوفر لڈی
 ہیڈ فیلڈ کی پہلی س مورڈانٹ کے ساتھ فرار ہونے کی تجویز کر رہا تھا جس کا مجھے درپردہ
 علم ہو گیا۔ میں نے سر کرٹوفر کو چکے دیے کا فیصلہ کیا۔ اور اس خادمہ چارلٹ کو رشوت
 دیکر اس سازش میں شریک کر لیا۔ میں نے اس بد بخت کو پانسو پونڈ نقد اور ایک سوئے
 کی گھڑی اس غرض سے دی کہ وہ مس جو لیا مورڈانٹ کا ہمیں بدل کر سر کرٹوفر کی
 سفری چٹائی میں سوار جائے۔ اور اس پر وہ کو سینٹ آلبینز تک قائم رکھے۔ وہاں پر میں
 اپنے چند دوستوں کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے پہنچ جاتا۔ اور جب معاملہ کی حقیقت
 ظاہر ہوتی۔ تو سر کرٹوفر کی ہنسی اڑا تا۔۔۔

ٹام نے پوچھا: پھر کیا بات ہوئی۔ کہ الٹی آستیں تمہارے گلے پر ہیں؟
 وہ کہنے لگا: میں اپنے دوستوں کو ساتھ لیکر سینٹ آلبنز کے ہوٹل میں بیروں
 انتظار کرتا رہا۔ مگر نہ کہ نہ سر کرٹوفر اور نہ چارلٹ نمودار ہوئی۔ ہم نے ہوٹل میں بہت مہینے
 کھانا پکویا تھا۔ اسے کھاتے اور شراب پیتے ہوئے ہم نے رات جگا کیا۔ مگر جب ساری رات
 گزر گئی۔ اور دو سران بھی ختم ہونے کو آیا۔ اور اس وقت تک نہ سر کرٹوفر اور نہ چارلٹ
 کسی نے ہی صورت نہ دکھائی۔ تو میں حیران ہو کر دل سے کہنے لگا: خدا معلوم کیا اتفاق
 پیش آیا ہے۔ کہ وہ اب تک نہیں آئے۔ ہوٹل میں ردپے کی ادائیگی بجائے خود ایک غو
 طلب مسئلہ تھا۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو بطور ضمانت وہیں چھوڑ کر لندن کو ہیڈ
 آیا۔ سوئے اتفاق سے ان میں سے اس وقت کسی کے پاس بھی ردپیہ نہ نکلا۔۔۔ تم جانتے
 ہو کبھی کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا ہے۔۔۔ خیر لندن میں واپس آکر میں جس سطرٹ

میں اپنے بچے کے مکان پر پہنچا۔ وہاں میرے نام کا ایک خط بڑا ہیہ ڈاکل یا رکھا تھا معلوم ہوا کہ اسے سر کرٹوف نے کسی نہائی مقام سے لکھا ہے۔ میں نے دل میں ہچا ہنر کوئی غیر معمولی واقفیتیں آیا ہو گا۔ اور آخر قوت بھی یہی لکھا کیونکہ خط کھڑکڑکھا۔ تو لکھا تھا میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے ایک بڑی ٹکٹا اور خوش طبع عورت سے میرا تازہ کر دیا اس نے میرے نام اور دولت میں شریک ہونا منظور کر لیا ہے۔ خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہم اب گرینا کربل فرما رہے ہیں واپس آتے ہوئے سینٹ آلفرنس کے ہوٹل میں ٹھہریں گے۔ اس وقت اگر تم اپنی جگہ سے مل جاؤ تو موجود رہنا۔ کیا تم یہاں سے تم دیکھ سکتے ہو کہ یوسف اس میں بخت نے محض مجھے چڑھنے کیلئے لکھا اور غلام اس خط کی سحر میں اس بخت چارلٹ کا بھی ہاتھ تھا۔ لیکن خدا قسم میں اس دولت سے بے تعلقی ہو گیا ہوں اور دیکھو نگا میری قابل فخر ہوگی۔۔۔ کیونکہ تمہارا ایک کینسر اس بڑے بیوقوف سے شادی کرتے میری جچی کا دھبہ حاصل کر چکی ہوگی۔۔۔ اس معاملہ میں کیا کہتی ہے؟

ٹام رین نے لکھا بڑا ہی بڑا خط واقف ہے۔ لیکن یہ دیکھو کہ سر کرٹوف پہلے تمہیں نے اسے حد انتہا تک پہنچایا۔ اور اسی نے اس کا کام پراٹا اڑا دیا۔ کیا حال میں تمہاری سسرانہ سے ملاقات ہوئی ہے؟

کرٹوف بولا یہ نہیں بالکل نہیں لیکن کیا تم اس سے واقفیتا اپنے معاملات کو حد انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ وہ ہمارے ڈاک کا مضافہ نہیں میں خوش ہوں کہ میرے بیوقوف چچا کو اس رقم کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لیکن ان کے لئے فراہم کیا نہیں سب نہ تھا میری رائے میں تم اس وقت شاید دلیر سے معاملہ ملے ہوئے تھے؟

ریفرورڈ نے پوچھا تمہیں یہ کیونکہ معلوم ہوا کہ دلیر کا اس معاملہ سے بے تعلقی تھا؟

فرینک کہنے لگا اس بات کو سمجھنا چندان دشوار نہیں کیونکہ یقیناً تم نے ان کے لئے کو ان خود اغوا نہیں کیا لیکن خیر اس معاملہ کی اب مجھے پراہمیں اس زمانہ میں میں ایڈلٹس کو دہا پسند کرتا تھا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ دنیا میں دلیری ہی خوبست اور بدست سی عورتیں موجود ہیں اسکے علاوہ اب میں یہ بھی سمجھ گیا ہوں کہ سر کرٹوف نے اسے اس کی سزا کیسا کھڑکھٹ پٹ میری شادی کر کے مجھے الگ کر دیے کا خواہشمند تھا۔ وہ بخت اپنی شادی کی فکر میں تھا۔ اور اس کا ارادہ تھا کہ مجھے چند سو پونڈ سالانہ کی خفیہ رقم پر مال دے گا۔

ٹام بولا: ”بہر حال اب بھی یہی ہوگا۔ یا ممکن ہے۔ تم نے اپنے چچا کے ساتھ جو حال کھیلنی۔ اس کی وجہ سے معاملہ آدرا بھی زیادہ بگڑ جائے گا۔“
 فرنیک کہنے لگا: ”بالکل نہیں۔ اگر بلنٹ کی تجویز کامیاب ہو جاتی۔ تو میں ایک جینیئر لڑکی سے شادی کرنے پر مجبور ہوتا۔ اور وہ جو کچھ مجھے دیتا۔ اسی پر زنا عت کر لی جاتی۔ اب کہ یہ تجویز ناکام رہی۔ میں ہر طرح آزاد ہوں۔ اور شادی کے ذریعہ اپنے لئے اچھی پوزیشن پیدا کر سکتا ہوں۔ یوں تو میری اپنے دوست ڈیوک کی بھلتی رہی۔ آنکھ ہے۔ لیکن وہ چونکہ فدا بیزارج ہے۔ اس لئے میں نے سوچا اپنا دل اس کی نذر کر دینی بجائے سٹر کرٹ کے آگے پیش کر دوں۔ یہ وہی بیوہ ہے۔ جس کا میں نے تم سے پہلے ذکر کیا۔“

ٹام نے کہا: ”کچھ شک نہیں۔ ہم بہت مزیدار ہے۔ لیکن کیا تمہارے چچا نے اپنے دکیل سے ان دونوں پرنسپل کے متعلق تحقیقات کیلئے کہا تھا؟“
 فرنیک کرٹس نے جواب دیا: ”بالکل نہیں۔ جہاں تک میرے چچا کی ذات کا تعلق ہے۔ تم اطمینان رکھو۔ کہ وہ اس معاملہ کو بالکل ہی نظر انداز کر چکا ہے۔ اور وہ دلداسکی مرضی کے بغیر کوئی کارروائی کرنے کیلئے آمادہ نہیں ہو سکتا۔“
 یہ دونوں باتیں کرتے ہوئے چیرنگ کو اس میں تنہج چکے تھے۔ اور اب چونکہ ٹام نے کا دل سٹر کرٹس کی محبت سے اکتا گیا تھا۔ اس لئے اس نے علیحدہ ہونے کی خواہش ظاہر کی۔

کرٹس کہنے لگا: ”مختصر اچھی سے کہا جا رہے ہو۔ میرے مکان پر چلو ایک بوتل شراب پر کچھ گفتگو کریں گے۔ کپتان صاحب تمہارے جیسے دلیر اور جبری مرد سے باتیں کر کے طبیعت بہت خوش ہوتی ہے۔ میں تمہارے جیسی طبیعت کے آدمیوں کو بہت پسند کرتا ہوں۔ البتہ ایک واقعہ کی یاد۔۔۔“

”اس دن دھنرا پرنسپل دالے معاملہ کی جو سٹرک پر پیش آیا تھا؟“ ٹام نے ہنس کر کہا۔
 ”سٹر کرٹس اطمینان رکھو۔ یہ میرا پیشہ نہیں وہ تو میں نے تم سے مذاق کے طور پر اڑائے تھے۔ بعینہ اس طرح جیسے تم نے اپنے چچا سٹر کرٹس کو فریب تھ مذاق کیا؟“
 فرنیک کہنے لگا: ”کپتان صاحب بغیر وہ ایک موقع اسی قسم کا پیش آ گیا۔ کہ تم مجھ سے دھنرا پرنسپل چھین کر لگے۔ لیکن اتنا میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ مجھ پر غلبہ پانیوالے

تم ہی پہلے آدمی ہو۔ اس لئے یہ نہ سمجھنا۔ میں بزدل ہوں؟
 ”دادا! یہ کون سیوقوف کہتا ہے؟“ ٹام نے کہا ”میں جانتا ہوں۔ تم اتنے ہی بہتر
 ہو جس قدر صاف گو۔ شب بخیر۔ اب میں چلتا ہوں۔ لیکن اتنی تا کہ دیگر نا ضروری
 سمجھتا ہوں کہ میرے پیچھے پیچھے نہ آنا۔ دندنہ میری عادت ہے۔ پیچھے مڑ کر کسی کو
 ساتھ ساتھ آنا دیکھ لوں۔ تو اس کا سر ہچوڑ دیا کرتا ہوں؟“
 اتنا کہہ کر رینن سٹریٹ کی طرف چلنے لگا۔ اور فرنیٹ کرٹس ایک سکارا لے کر دوکان
 میں داخل ہوا۔ تو اپنے آپ سے کہہ رہا تھا ”ملعون! پاجی! یہ گستاخی کیا معنی
 رکھتی ہے۔ خدا قسم۔ اگلی بار جب وہ مجھ سے ملا۔ تو۔۔۔“

مگر ان خیالات کا سلسلہ یہیں پر ختم ہو گیا۔ اور اس نے اسکا فیصلہ نہیں کیا کہ
 اگر اگلی بار کیتان مجھ سے ملا۔ تو میں کیا کر دوں گا۔ ایک دھڑکنے سے کینے کا وہ اس
 جودل میں پیدا ہوا تھا۔ جلدی ہی فرو ہو گیا۔

ٹام رینن سٹریٹ اور فلیٹ سٹریٹ کے راستہ چلتا ہوا برج سٹریٹ میں سٹر کلیسن
 دلیز کے مکان پہنچا۔ وہ اس وقت گھر پر ہی تھا۔ اور اس سے بڑے تپال کیا تھا ملا۔
 کینے لگا۔ کیتان سٹریٹ میں آکر خوش آمدید کہتا ہوں خصوصاً اس لئے کہ آپ میرے پاس
 ایک آدھ گھنٹہ بیٹھنے کے ارادہ سے لشرف لائے ہیں میری بھوپھی کی عادت ہے کہ وہ
 لڑکیوں کو ضرور اپنے ساتھ گرجا میں لیجاتی ہے۔ کہ خود میں نے ساتھ جانا منظور نہیں کیا۔
 کیونکہ آپ جانتے ہیں۔ میں نقاب پوش ہو کر نہیں بیٹھ سکتا؟ پھر اس نے ہنس کر
 کہا ”اگر ایسے موقع پر سٹریٹارز یا اسکے دوستوں میں سے کوئی مجھے شناخت کرنے تو
 یقیناً سب کی نظریں ان نمیبوں پر بھی جا پڑیں۔ جو میرے ہمراہ ہوں۔ ان حالات میں
 میرا ارادہ آج اولڈ برنسٹن سٹریٹ کو جانے کا نہیں تھا۔ اچھا ہوا کہ آپ آگئے۔ ہم
 تھوڑی دیر گفتگو کرینگے جس سے طبیعت بہلتی رہے گی۔۔۔“

رینفورڈ نے قطع کلام کر کے کہا ”میں آپ کے ہاں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہر سکتا۔
 اور امر واقعہ یہ ہے کہ میں بہت جلد انگلستان سے رخصت ہونے والا ہوں۔“
 ”انگلستان سے؟“ کیرلس نے متعجب ہو کر کہا ”اسکا مجھے بہت افسوس ہے۔
 خصوصاً اس لئے کہ اب ہمارے تعلقات دوستانہ ہونے لگے تھے۔“

رہنمود ڈبولہ میں لار سے مجبور ہوں۔ اور تیاری کیلئے میرے پاس بہت کم وقت باقی ہے۔ میں اس وقت آپ سے ایک خاص کام کیلئے ملنے آیا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں کہ آپ ایک اہم معاملہ میں مجھے کچھ مدد دے سکتے ہیں۔“

کلیئر نے جو پورٹ شراب کی ایک بوتل کھولنے میں مصروف تھا، کہنے لگا: ”اس بارہ میں آپ کیلئے کسی شبہ کی گنجائش نہیں میری خدمات سے جس وقت آپ چاہیں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔“ پھر اس نے میز پر دو گلاس کھڑکے انہیں شراب سے پُر کر کے دیے۔ ”کہاؤ“ دیکھتا ہوں کیا کس میں آپ کا پیر جاننا ہوتا ہے؟ میں ہوں کیونکہ آپ ہی کی فیاضانہ امداد سے ایلن لکس سے میری شادی عنقریب ہو جائیگی۔ یہاں تک کہ اس کا اعلان دوبارہ ہو جائے۔ اگلے مہینے کل کے دن سینٹ جان کے گروہ واقع ہینڈ سکویر میں یہاں شادی ہو جائیگی۔ شادی کی دعوت میری پھوپھی کے مکان پر ہوئی۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی ضرور اس میں شریک ہونگے۔ خدا کیلئے الکار نہ کیجئے گا۔“

رہنمود خوش ہو کر کہنے لگا: ”مجھے ایک ایسی اہم شادی میں شریک ہونے سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ جبکہ تعلق کسی قسم کے مالی معاملات سے نہیں ہے۔ لیکن مجبوروں کے حالات مجبور کرتے ہیں۔ کہ میں اگر ہمیشہ کیلئے نہیں تو کم از کم محفوطے عمر کے کیلئے اس ملک سے رخصت ہو جاؤں۔ اور اسی وجہ سے میں ایک خاص شادی کے لیے پاس چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جس کا نام میں نے کسی اتفاق سے سنا ہے۔ کسی اتفاق سے میری بدولت چل جائے۔“

انہا کہہ کر رہنمود نے وہ چھٹی لکائی جو سنوئی ساہ والٹس کی جیب سے نکلی تھی۔ اور ولبر سے اسے پڑھنے کی درخواست کی۔

جب وہ اسے پڑھ چکا تو رہنمود اس سے کہنے لگا: ”آپ نے دیکھ لیا اس چھٹی سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس کے نام لکھی گئی ہے جس کے لیے اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ میری حفاظت میں ہے۔ بعض اتفاقی حالات کی بدولت وہ میرے پاس آ گیا ہے۔ اور وہ عورت جس نے اسے اپنا بچہ بنا رکھا تھا، مر چکی ہے۔“

دلبر نے پوچھا: ”کیا آپ کا والد اس بچے کو بھی ساتھ لے جاتا رہا ہے؟“

”ہاں لیکن میں یہ کہہ چکا ہوں کہ اس خط لکھنے والے کا نام میرا ہے۔“

”کیا ہے۔ یا کس درجہ سے مجھے تک خط پہنچ سکتا ہے اگر اس عرصہ میں آپ نے اس معاملہ

میر کوئی نئی بات دریافت کی۔ تو مجھے دہاں مطلع کیجئے گا۔ لیجئے اسکی چنداں امید تو نہیں
تاہم احتیاطاً یہ انتظام ضروری سمجھا ہے۔“

ولیرز بولا دکتان صاحب آپ کا خیال درست ہے مگر اطمینان رکھیے آپ نے جو کام میرے
ذمہ ڈالا ہے میں اسے بوجہ عن کو ارفلگا۔ اگر اس خط کے متعلق مجھے کچھ حالات معلوم
ہوئے۔ تو میں ضرور آپ کو ان سے مطلع کروں گا۔ لیکن کیا آپ ایک روز شام کی وقت میری
بھوپھی کے ہاں شریک حاضر ہوں منظور نہ کیجئے؟ میری بھوپھی اودھ دنوں ایڈریل
آپ سے ملنے کی کوشش ہونگی۔ منسٹر سٹریٹ کی طرف ملنسار اور نیک خان ہے۔
”دہاں اور وہی نما“۔ بہن نے تو مشردی سے کہا۔

ولیرز کہنے لگا ”مجھے یہ بیان کر کے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ وہ بڑی پابند سب
عورت ہے۔ اس کی خیانتی کا ہر طرف شہر ہے۔ اور ہر خاص عام اسکی نفیس سے
بہرہ ویاپ ہوئے ہیں۔“

”نام رہیں نے پوچھا۔ ”کیا وہ حسین عورت ہے؟“
ولیرز تجنب کی کہ اپنی میں کہنے لگا دکتان صاحب اس میں ذہنی اور جسمی دونوں طرح
کی خوبیاں ہیں۔ اور اس سے ملنے والے کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ وہ بڑی عابدہ اور محل
خاتون ہے۔ اور اسکا دل بھی انسان کی بہتری کو سرگشت پیش رکھتا ہے۔“
ولیرز بولا ”منسٹر ولیرز مجھے صاف صاف بتائیے صاف کرنا لیکن میں عموماً ان شخصوں
کو پسند نہیں کرتا۔ جو دلی زنا طبیعت رکھتے ہوں شاید میرے اندر یہ ذاتی عیب ہو۔
بہر حال میں اس کمزوری کیلئے معذور ہوں۔ اور میرا عقیدہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ
ساکن پائی ہی گہرا ہوتا ہے۔ میں نہیں چاہتا۔۔۔“

ولیرز اب ذرا گرم ہو گیا۔ اور قطع کلام کر کے کہنے لگا ”دکتان صاحب اس بات کو
پیش نظر رکھیے۔ کہ آپ میری بھوپھی کا ذکر کر رہے ہیں۔ جو ایک بڑی نیک کردار
اور قابل عزت خاتون ہے۔ مانا کہ میں آپ کا بہت احسان مند ہوں۔ اور آپ کے
بارے میں کثرت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ تاہم۔۔۔“

”نام بولا ”منسٹر ولیرز میرا کیا مطلب سمجھتا ہوں۔ آپ نہیں جانتے کہ کوئی ایسے سامنے
منسٹر سٹریٹ پر نہ لایا ہوا بات منہ سے نکالے بغیر ممکن ہے۔ میرا طرز عمل غیر فاسد

ہوتا ہم چونکہ میں ان سادہ لوح لڑکیوں کو اپنا آبائی مکان چھوڑنے پر تیار نہ کر کے معاملہ میں کسی حد تک شریک کار تھا۔۔۔

”بجدا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟“ کلیرنس نے بڑی تشویش کے لہجہ میں کہا: ”دیکھنا سارے معلوم ہوتا ہے۔ ضرور اس معاملہ کی تہ میں کچھ بات ہے۔ آپ ذرا زیادہ صاف گوئی سے کام لیجئے۔ مجھے آپ کی نیت پر شبہ نہیں آتی دوستی کا قائل ہوں تاہم بہتر ہو کہ معاملہ جو پردہ لازم ہے۔ صاف ہو جائے۔“

رہن کہنے لگا: ”مشرور دیرین حیران ہوں۔ اس داستان کو آپ کے دیر کس طرح بیان کرنا جو یقیناً آپ کیلئے سخت رنجہ ثابت ہوئی لیکن اس کے ساتھ ہی ان لڑکیوں کے متعلق اور خود آپ کے متعلق بھی جو عنقریب ان میں سے ایک کیسا تھڑا دی کرنا چاہتے ہیں میرے فرض کا لقا ضایہ ہے کہ۔۔۔“

کلیرنس نے اپنے دوست کو پھر دیکھ کر کہا: ”آپ تامل نہ لیجئے اور پوری مہاسیانی سے کام لیجئے۔ اگر کسی بدگوئی سے میری بھو بھوی کے متعلق آپ کے سامنے بدگلائی کی ہو تو ان واقعات کو میرے سامنے پیش کرنے میں آپ کی نیت پر حرف لانا نہیں چاہتا۔ آپ چونکہ صاف باطن راستگو آدمی ہیں۔ اسلئے میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ ان طبعی صفات سے کام لیکر مسائل کی صحیح نوعیت ظاہر کرنے میں تامل نہ کریں اور صرف لفظوں سے بچے تباہی کہ آپ کو میری بھو بھوی سے متعلق اس قدر بدگلائی کیوں ہے؟ کیونکہ میں آپ کو یقین دلاؤں گا کہ آپ کو اس معاملہ میں بہت ہی غلط اطلاع پہنچائی گئی ہے۔“

”بجدا۔“ لیکن اگر اس کے برعکس میں آپ کا اطمینان کر اؤ گے۔۔۔“

”تو پھر میں سمجھوں گا۔ آپ نے ایک دست کا درجن ادا کیا۔“ دیر زوردار لفظوں میں کہنے لگا: ”مگر میں جانتا ہوں۔ آپ کسی طرح اس بارہ میں میرا یقین نہیں کر سکتے کہ میری بھو بھوی حقیقت میں وہ نہیں جو بظاہر نظر آتی ہے۔ بہر حال مزید اطمینان کیلئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس بات کا یقین دلا دیں کہ میری بھو بھوی ایڈیلائیڈ اور اسکی نہیں تھی یا غلط بننے کیلئے موندل نہیں۔ تو میں ان کیلئے کوئی ادھ مقام سکونت تلاش کرنا اپنا فرض سمجھوں گا۔“

”اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ایڈیلائیڈ سے۔۔۔“

اب صرف چند ہی دن رہا۔ عرصہ ہی ہے۔

جینے بعد میں اسکی لکڑی۔۔۔

یہی دیکر۔۔۔

یہ ہلورڈ روز امنڈ کی بطور ایک بھائی کے حفاظت کرنے کا حقدار۔۔۔

سن جاؤں گا۔“

رنیفورڈ نے کہا: ”مسٹر ولیرز کے الفاظ دانائی اور دوراندیشی پر مبنی ہیں لیکن دیکھئے میں کسی ایسی انتہائی کارروائی کو پسند نہیں کرتا جس کی وجہ سے آپنی بھوتھی ناراض ہو۔ اور شاہیاد باس مہتمم کے حالات پیش آجائیں کہ آپکی شادی کے پیشتر ہی ان رٹرنڈ کو ان کے والد کے مکان پر اپنی دنیا پرے میں آپکو صرف احتیاط کے طور پر خبردار کرنا چاہتا ہوں۔“

کلیرنس بھیڑتی سے کہنے لگا: ”لیکن آپ اپنے شبہ کی وجہ تو بیان کریں معاف کیجئے۔“

آپ کی گفتگو سے میرے اندر سخت اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔“

رنیفرن نے کہا: ”میں اس بات کو جانتا ہوں۔ اور یہ بھی یاد رکھئے کہ میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ دورشتہ داروں یا دوستوں میں نفاق پیدا کر کے خوش ہوں۔ اگر وہ معصوم رٹرنڈ کی عزت کا سوال درپیش نہ ہوتا۔ تو میں شاید سرسلنگس کے متعلق کسی معاملہ کا ذکر آپکے دربار کو نہ کیا ہی پسند نہ کرتا۔ خواہ اس معاملہ کا تعلق کسی قابل نفرت ظاہر داری کی نقاب کشائی کے قریب سے ہی کیوں نہ ہوتا۔“ رنیفورڈ نے گرجوشتی سے کہا۔

کلیرنس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور اس نے پوچھا: ”کیا آپ یہ فقرات میری بھوتھی کے متعلق کہہ رہے ہیں؟“

”ہاں۔ لیکن گھبرائیے نہیں میں آپ سے جھگڑنے کیلئے نہیں آیا۔ اس کے علاوہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ سارا معاملہ صبر اور سکون کے ساتھ سنوں گا۔“

کلیرنس بولا: ”اس قدر سکون جو میں نے آپکے دربار اختیار کئے رکھا ہے کسی آدمی کے سامنے قطعاً غیر ممکن ہوتا۔ مگر آپ جس طرح بھی ہو اس ناگوار سوال کو جلد طے کیجئے۔“

رنیفرن نے کہا: ”میں ایسا ہی کر رہا ہوں۔ کیا آپ سرسہری کو ڈنی کو جانتے ہیں؟“

”ہاں۔ وہ میری بھوتھی کے محسن ہیں۔“

”اور اس کے آشنا بھی؟“ رنیفورڈ نے سرسہری سے کہا۔

ولیرز چونک کر اپنی نشست سے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: ”کیا ان پارکس۔ کیا آپ اس احسان کی بنا پر جو آپ نے مجھ پر کیا۔ اپنے آپ کو اس بات کا حقدار سمجھنے لگے ہیں کہ...؟“

”مسٹر ولیرز شب بخیر میں چلتا ہوں۔“ رنیفرن نے قطع کلر کے کہا: ”اگر کسی معاملہ کو صبر اور سکون کے ساتھ سنئے۔“ یہ بھی معنی ہوئے ہیں... اگر آپ اس شخص کو جو نا جائز

عزیزہ کے بغیر دوتا نہ شو دینا چاہتا ہے۔ اس سلوک کا مستحق سمجھتے ہیں۔۔۔
اب کلیرنس نے ریفرڈ کو جو اپنی جگہ سے اٹھ کر بٹھا ہو گیا تھا، دوبارہ اسی نشست پر بٹھا دیا۔ اور کہنے لگا۔ ”میرے دوست میں اس بیجا جوش کیلئے معافی چاہتا ہوں۔ لیکن یہ بیان اس قدر فوری... اتنا غیر متوقع اور ایسا عجیب ہے...“

”اگرچہ باوجود اسکے صرف یہ حرف صحیح ہے“ ریفرڈ نے زوردار لہجہ میں کہا۔ ”اور یہ ضروری ہے کہ آپ اس سے خبردار ہوں۔ مجھ سے پوچھئے تو میں منسٹر سٹنگسی کو اسکے ناجائز عشق پر قابلِ ملامت سمجھتا ہوں۔ نہ اسکے آتش کو دہشتہ کہنے پر لائق نہ اس کی نفرت انسانی کا تقاضا یہی ہے۔ لیکن جب میں دیکھتا ہوں کہ دو معصوم یا کبار زمیندار اس کی نگرانی میں ہیں جن میں سے ایک آپ کو میجر عزیزہ سے تو میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ کو اس عورت کے حقیقی خصلتوں سے خبردار کر دوں۔ اس اطلاع سے آپ کو جو سخت پہنچا۔ وہ قدرتی ہے۔ لیکن بہتر تھا کہ آپ میری زبانی معذوم کر لیتے۔ آپ کی بھڑکھی وہ نہیں جو وہ ظاہر ہوتی ہے۔ بجائے اسکے کہ معاملہ بعد از وقت ہو جاتا۔ اور آپ کی اپنی بوری یا رنڈ اسٹ اس کے زیر اثر پگڑ جاتی“

کلیرنس بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ٹھہرنے لگا۔ پھر پینڈنٹ سے بعد اس نے لکھا لکھا کہ ”دیکھتا ہوں سپا ریس جو سمجھ آپ نے کہا۔ شاید صحیح ہو میں پھر کہتا ہوں کہ مجھے آپ کی نیت پر شبہ نہیں لیکن معافی فرمائیے میں اس الزام کا ثبوت دلایا کرنا فزوی سمجھتا ہوں جس کی بدولت اس عورت کے متعلق میرے خیالات میں عظیم تبدیلی پیدا ہونا ضروری ہے۔ رہتے میں آج تک نیکی اور اعلیٰ کامیابی سمجھتا رہا“

رہنر نے جواب دیا۔ ”اس الزام کا ثبوت میں آپ ہی کے ذمہ دار ہوں۔ واپس مہیا کرنا میرا فرض تھا۔ نقد دینی کرنا آپ کا کام ہے۔ کیا آپ اسے کبھی سے سنا ہے کہ آج سے چار یا پانچ سال پیشتر ایک رٹے نے جسے آپ کی بھو بھئی نے رات کی وقت پناہ دی تھی۔ اس مکان میں چوری کی...“

ولیر نے کہا۔ ”ہاں مجھے وہ واقعہ اچھی طرح یاد ہے منسٹر سٹنگسی نے خود مجھ سے اس کا ذکر کیا تھا۔ بد معاش! نا شکر!...“

”مام بین قطع لہام کر کے کہنے لگا۔ ”وہ کتنا بھی بُرا ہو۔ لیکن مجھے جن حالات کا علم ہو چکا

ہے۔ آنٹی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اس نے میرے سامنے سب واقعات راست طور پر بیان کئے تھے چنانچہ اس کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ اس بات جب وہ سنسکرتی کے مکان میں بنا لگزیں تھا۔ تو اس نے محض اتفاقاً طور پر ایک لیا دافوہ دیکھا جسکی لبت اس بارہ میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ سرسہری کو رٹنی اور سنسکرتی میں مردوزن کے گہرے تعلقات قائم ہیں۔

”مگر کیا آپ ایک دوسرے کی بات کو قابل تسلیم سمجھتے ہیں؟“

رہزن نے کہا ”تقصید یقی ثبوت ہے“
 کلیئر نے شک کے لہجہ میں پوچھا ”کیا ان سپارکس آپکا اس لٹکے سے کیونکر تعلق ہوا؟“
 وہ بولا ”فرض کرو کہ وہ لٹکا اپنی آڑتہ علیحدہ سے تائب ہو چکا اور مجھے ایک ایسی مٹ کیوجہ سے جو اس نے اتفاقاً طور پر سرنگام دی تھی اس سے ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اس نے اپنی سرگزشت کے دوران میں اس آٹو کا بھی ذکر کیا اور جب میں نے اس سے زیادہ توجہ سے سوالات پوچھے تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ آپ ہی کی بھوپھی کے مکان پر پیش آیا تھا۔“

ولیر زبولا ”میں سخت حیران۔۔۔ متعجب اور حجب ہوں جب میں اس بات پر غور کرتا ہوں کہ میری بھوپھی آج تک کسی کے لئے ایک لمحہ اور مہربان رشتہ دار ثابت ہوئی ہے۔ اور اسی کی مدد سے میں قابل ہوا ہوں کہ اپنی عزیز بیٹلاس کیلئے ایک موزوں مقام سکونت تلاش کر سکوں۔ تو اس عورت کی نسبت یہ معلوم ہونا کہ ظاہری عبادت اور فیاضانہ طبیعت کی تہ میں وہ حقیقتاً ایک نہایت ادب اش عورت ہے۔ اتنا بڑا عدد ہے کہ برداشت نہیں ہو سکتا۔“

رینیفورڈ نے کہا ”میں ہمہ گنہگار ہوں۔ اس کے ثبوت کا موقعہ خود پیدا کر لیجئے۔ میری رائے میں بہتر ہوگا کہ کسی وقت سنسکرتی سے ملکر اس بارہ میں اشارہ کیجئے۔“
 ”کیجئے۔ اور پھر دیکھئے۔ اس پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے؟“

ولیر نے کہنے لگا ”میں کل صبح سیدھا اسی کے پاس جاؤں گا، معاملہ نہایت تشریفاتی ہے۔ اور جب میں اس سوال پر فرد اسکون کے ساتھ غور کرتا ہوں۔ تو اعتراف کرنا پڑتا ہے۔۔۔ لیکن یہ نہیں اس ناگوار فکر کو جانے دیجئے۔“

یہ الفاظ اس نے باوجود اپنے احتیاط کردہ سکون کے بڑے اضطراب سے کہے۔

لہجہ میں کہے۔

رین فورڈ نے پوچھا ”جو کچھ میں نے آپ سے کہا۔ اسکی وجہ سے آپکے دل میں کوئی نا افسوس تو باقی نہیں رہی؟“

ولیر نے بہن کا ہاتھ بڑی گرجوشی سے ہلایا اور کہنے لگا ”بالکل نہیں آپ نے اس کام کو جتنی دوسانہ پیرایہ میں سر انجام دیا ہے اب بھنایا ہے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟“ نام بولا ”ایک نایت ناگوار مرض تھا۔ جسے میں نے پورا کر دیا۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ اگر ہمیشہ کیلئے نہیں تو کم از کم ایک طویل عرصہ کے لئے۔“

”الوداع؟“ کلیئر نے کہا ”خدا کرے دوسرے ملک میں آپ خوشحال رہیں۔“
”خدا حافظ!“ رین فورڈ نے کہا ”دعا ہے کہ ایڈیلٹس کے ساتھ آپ کی زندگی خوشی سے بسر ہو۔“

اتنا کہہ کر بہن تیزی سے قدم اٹھانے لگے کہ وہ سے باہر نکلا۔ ولیر نے سے غصے میں ہی اسے غیر معمولی محبت ہو گئی تھی۔ اور اس سے جدا ہونیکا اُسے سخت رنج تھا۔ ولیر بھی اس الوداعی نظارہ سے کچھ کم متاثر نہیں ہوا کیونکہ اسکی طبیعت کو بھی اس شخص سے لگاؤ پیدا ہو چکا تھا جس نے اس قابل یادگارات کو اسکی ایک اہم حدت سر انجام دی جب انکی اول مرتبہ ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تھی۔ اسکی علاوہ رین فورڈ طبعاً اس قدر فیاض اور ولیر تھا کہ گرجوش طبیعت کہنے والے پر اعتقاد کلیئر نے اس سے محبت ہونا قدرتی سمجھا جاسکتا ہے۔

باب ۴۵ انصاف کا آہنی ہاتھ

آدھی رات کا وقت تھا۔ اور ایکس فیلڈس کے علاقہ میں بالکل منانا چھایا ہوا تھا کہ ایک لکڑی شخصوں کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ جو یکے بعد دیگرے بریلز میں بٹکے شرب ایک ٹکلی سے نکلے۔ ٹکلی کی نگر پریک کر انہوں نے کچھ مشورہ کیا۔ یہ چھ آدمی تھے پانچ مرد ایک عورت۔

عورت کہنے لگی ”یہی وہ ٹکلی ہے۔“

مسٹر ڈائیس ہر غرساں اپنے مضبوط دندے کی موٹھ سے ناک کو رگڑ کر کہنے لگا۔
”سنسن بنس۔ خوب پہچان لو۔ کیا یہی وہ سگی ہے؟“

چاند کی روشنی میں اس کے چہرہ پر عزمِ صمیم کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔
سنسن بنس نے کہا۔ ”ہاں اور وہ مکان صمیم رہتا ہے۔ اس طرف کانواں مکان ہے“
ڈائیس نے کہا۔ ”بس میڈم اب تم جاؤ۔ تمہاری خدمات کی ضرورت باقی نہیں رہی
میرے آدمی اپنی اپنی جگہ پر تیار ہیں۔ اور جب کسی ملزم کو گرفتار کرنا ہو۔ تو وہ
غیر معمولی پھرتی اور ہوشیاری کا اظہار کیا کرتے ہیں۔ شبِ بخیر میڈم۔“
”شبِ بخیر صاحبان۔“ اور اتنا کہہ کر سنسن بنس جلد جلد قدم اٹھاتی ایک طرف کوچی
مسٹر ڈائیس اب اپنے جوار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ”دیکھو بنگھم... اور باقی جوانو
تم بھی سنو۔ ہمارا ایک بڑے ہوشیار اور خطرناک آدمی سے واسطہ پڑنے والا ہے۔
ایسی ہوشیاری سے کام لینا چاہیے کہ شکار ہاتھ سے نکلنے نہ پائے۔ بنگھم تم ان آدمیوں
میں سے ایک کو سا تھ لیکر مکان کے چھلی طرف چلے جاؤ۔ میں باقی سپاہیوں کے
ساتھ سامنے کی طرف سے داخل ہوتا ہوں۔ پاؤں کو گھٹا تک ہم میں سے کوئی رکتی قسم
کی حرکت نہ کرے گا۔ اور اسے میں بچے اسیر ہے۔ تم اپنی جگہ پر سرجے جاؤ گے۔“
مسٹر بنگھم نے کہا۔ ”بہت اچھا“ اور وہ ایک سپاہی کو سا تھ لیکر مکان کے عقبی حصہ
کی جانب روانہ ہوا۔

اس اثنا میں ٹام بین فورڈ حسین بیہودن کے قریب ہر قسم کے خطرات سے بچنے
آلام کی منید سویا ہوا تھا۔ دونوں کے پلنگ پاس پاس کچھے ہوئے تھے۔
ننھا چابی والٹس کمرہ کے ایک کونہ میں خوشیاں گڑ گڑتے کچھوٹے پر سورہا تھا۔ شمع ٹوٹا
تھی۔ اور سوائے سوئیوٹونکی سانس کی آواز کے اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔
حسین بیہودن کی شغافی زنبوئی رنگت کے مقابلہ میں ہرن کا چہرہ غیر معمولی
طور پر سرخ نظر آتا تھا۔ دونوں خوبصورت تھے۔ گو اس خوبصورتی کے عارض جہاں
تھے۔ ایک کے بال پرناغ کی طرح سیاہ دوسرے کے قریب زرد۔ شمع کی ہلکی روشنی
میں دودھ کی طرح سفید کچھوٹے پران کے بالوں کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا تھا کہ سفید زین
پر آبنوس اور طلا کی نقش کاری کی گئی ہے۔

مگر سننا۔ یہ کیا آواز تھی جو یکایک اس کمر کی خاموشی کو توڑنے کا موجب بن رہی تھی۔ کس لئے رہن بے خبری کی غمخیز سے یکایک چونک پڑا۔
 اُس نے آنکھیں کھول لیں اور چونکا ہو گیا۔ اسکی حرکت سے یہودن بھی بیدار ہو گئی۔ اُس نے بھی کان لگا کر سننا شروع کیا۔ یکایک اس نے اپنا ایک خوشنما بازو
 ٹام رہن کی گردن میں جس سے اُسے بچہ محبت تھی۔ ڈال دیا۔
 چند منٹ تک غور سے سننے کے بعد ریفرڈ کہنے لگا: ”کوئی شخص عقیبی دروازہ کو
 توڑنے کی کوشش کر رہا ہے“ انا کہہ کر وہ جھٹ پلنگ سے نیچے اُترا۔
 ایک منٹ سے بھی کم عرصہ میں اُس نے کپڑے پہن لئے۔ اور سیٹول ہاتھیں
 سیکر کھڑکی کی طرف بڑھا۔

لیکن عین اس وقت عقیبی دروازہ اس سے بہت زیادہ زور کے ساتھ جو جھم
 اور اُس کے ساتھی کا ارادہ تھا۔ کھل گیا۔ آواز سے ٹام رہن کیلئے یہ اندازہ کرنا
 مشکل نہ تھا کہ آدھی رات کی وقت یہ منگامہ کیا معنی رکھتا ہے۔
 حسینہ کے قریب آکر وہ جلد جلد لیکن مؤثر لہجہ میں کہنے لگا: ”میری جان کسی
 نے مجھ سے غداری کی ہے۔۔۔ اگر میں سچ گیا تو بہت جلد تمہیں اسکی اطلاع دوں گا
 ۔۔۔ اگر کڑا گیا تو اُس محبت کی قسم دیتا ہوں۔ جو تمہیں مجھ سے ہے کہ جیلنا نہ میں
 مجھ سے غلنے کی کوشش نہ کرنا۔۔۔ الوداع! اے جان جان الوداع!“
 وہ بڑی محبت کے ساتھ اس سے بغلیکیر کر حسینہ یہودن اس طرح سبکیاں
 رہی تھی۔ گویا اس کا دل ٹوٹا جا رہا ہے۔

پھر اُس نے یکایک اپنے آپ کو اُس حسینہ سے جدا کیا۔ کیونکہ زمین پر کسی کے چر
 کی چاپ اب بالکل حریب سائی دے رہی تھی۔ بے تحاشہ کمر سے نکل کر وہ ایک
 اور زمین پر جو چھت کی طرف جاتا تھا۔ چڑھنے لگا۔ ادا ایک چور دروازہ کھول
 کر مکان کی چھت پر پہنچ گیا۔

پولیس کے آدمی بھی اُس کے پیچھے پیچھے تھے۔ ڈائیکس اور اسکے ساتھی عین اُس
 وقت مکان کے صدر دروازے سے داخل ہوئے۔ جبکہ نگہم اور اسکے ہمراہی نے عقیبی دروازہ
 کو توڑا۔ ساری جماعت ٹھیک اس وقت دوسری منزل میں پہنچی جبکہ ریفرڈ نے چھت

پر پہنچ کر چیدہ سوارہ بند کیا۔
دروازہ بند ہونے کی آواز سن کر ڈائیکس کہنے لگا ”وہ چھت کی طرف نکل گیا ہے۔
بنگھم تم دو آدمیوں کو ساتھ لیکر مکان کے پچھلے حصہ کی نگرانی کرو۔ سامنے کی طرف سے
اُس کا فرار غیر ممکن ہے کیونکہ مکان اتنا بلند ہے کہ وہ گلی میں کودنے کی جرات نہیں
کر سکتا۔ رہیں چن آدمیوں کے ساتھ اس کے پیچھے جاتا ہوں۔“

اتنا کہہ کر ڈائیکس اس قدر تیزی کے ساتھ چکی اس کا بھدا جسم اجازت دے
سکتا تھا۔ زمین پر چڑھنے لگا۔ چیدہ سوارہ چونکہ اوپر سے بند نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اندر کی
”ف“ گنڈی لگی ہوئی تھی۔ اسلئے اُسے آسانی سے کھول لیا گیا۔ اور سر اُسران اندر
جسکے اندر پھرتی کی بجائے دلیری کا عنصر زیادہ تھا۔ جدوجہد کر کے اُس تنگ سوراخ کے
راستہ چھت پر پہنچا۔ کام آہستگی اور دقت سے ہوا۔ لیکن آخر کار ڈائیکس ایک تنگ
مسقف راستہ پر پہنچ گیا جسکے ایک طرف دھنٹ اونچی دیوار بنی ہوئی تھی۔ اس را
پر جلنا خطرناک ضرور تھا لیکن ڈائیکس ایسا آدمی نہ تھا۔ جو فرض کی انجام دہی
میں مشکلات سے ڈر جاتا۔ اپنے ساتھیوں کو آواز دیکر کہنے لگا ”جو اذہمت کر کے بڑھے
آدمی اس طرف کو جاتا ہوں۔ تم دوسری طرف کو ہو جاؤ۔“

چنانچہ ڈائیکس اُس راستہ کے ایک طرف کو بھاگا۔ اور اس کے ساتھی جو اب تنگ چو
دروازہ سے نکل کر چھت پر پہنچ چکے تھے۔ دوسری طرف کو بھاگے۔
آسمان پر چاند بڑی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ لیکن اسکی روشنی میں ماس
رین غور و کمین نظر نہ آیا۔

لیکا ایک پاس کے مکانات کے پچھلی جانب بنے ہوئے ایک احاطہ سے خوشی کا نعرہ بلند ہوا۔
ڈائیکس اس مقام سے جہاں پہلے بھاگا تھا جگہ لگا کر کہنے لگا ”دیکھو کیا بات ہے؟“
بنگھم کی آواز سنائی دی۔ ”تم نے اُسے پکڑ لیا۔“
اس کے ساتھ ہی ایک جگہ دفر حیح اُس بھاگنے والے کی آواز سنائی دی۔ جو اس تلاش
کے دوران میں کھولی گئی تھی۔ یہ حیح تھین بیہوش کی اُس فہنی اذیت کو ظاہر کرنے
والی تھی۔ جو اس خبر کو سن کر اس کے اندر پیدا ہوئی۔

اب ستر ڈائیکس اور اس کے ساتھی پھر اس چور دروازہ کے راستہ پہنچے اترے۔

دوسری منزل پر پہنچ کر ڈائیس ایک سی سی سے کہنے لگا ”تم جا کر شکم کو بند دو۔
رنیفورڈ بڑا خطرناک آدمی ہے۔ جتنے زیادہ آدمی اس کی حراست کیوقت
موجود ہوں۔ اتنے ہی کم ہیں۔“

شخص مذکور چلا گیا۔ اور ڈائیس نے آستکی سے خوالہ گاہ کے دروازہ پر دستک
”کون ہے؟“ اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ جو بہت ملائم اور سربلی تھی لیکن
اب اس کے اندر انتہائی رنج و کرب کے آثار پائے جاتے تھے۔
ڈائیس کہنے لگا ”دیٹیڈ میوٹ کیجئے میں اپنے فرض سے مجبور ہوں۔ آپ کپڑے
پہن لیں تو میں محض احتیاطی کسٹول اور ملازمین کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔“

اندر سے آواز آئی ”دو کیا تم اس صدمہ کو جو مجھے پہلے ہی تمہاری کارروائی سے پہنچا
ہے۔ ناکافی سمجھتے ہو کہ اب اسے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہو؟“

اسکے ساتھ ہی کسی کے سہمگیاں لینے کی آواز سنائی دی جس میں اب ایک
چھوٹے بچے کی آواز بھی شامل ہو چکی تھی۔
ڈائیس کہنے لگا ”میڈم میں آپ کو کسی طرح کی تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ مگر کیا کون
فرض سے مجبور ہوں۔“

اس آواز میں مالک مکان بھی منکارسہ سے بیدار ہو کر موقع پر پہنچ گئی تھی۔ وہ گفتگو
میں حصہ لیکر کہنے لگی ”مجھے اُمید ہے۔ تم اس خانوں کو کوئی بیجا تکلیف نہ دے گے لیکن
میں پوچھتی ہوں معاملہ کیا ہے۔ اور اس طرح آدھی رات کیوقت تمہارا ایک عزت دار
مکان میں گھس آنا کیا معنی رکھتا ہے؟ میرے خیال میں تم کو کچھ نہیں ہوا۔“
ڈائیس عین اُس وقت جبکہ مالک مکان کی شرح کی روشنی اس کے چہرہ پر پڑی۔ جسے
اُس نے قریب پہنچ کر جلا بٹھا۔ اور کہنے لگا ”دیٹیڈ میڈم میں پولیس کا آفسروں۔
اور میرے ساتھیوں نے ابھی تھوڑی دیر گزری۔ ایک شخص ٹامس رنیفورڈ کو جو
رہن ہے۔ اس مکان میں گرفتار کیا ہے۔“

”رہن؟“ بیوہ مالک مکان نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ کیونکہ اُسے آج تک اپنے
کرایہ دار کی عزت داری کی نسبت شبہ کا کوئی موقع نہ ہوا تھا۔ بڑی دیر اندیش عورت تھی
اور جب تک کرایہ وقت پر ملتارہے وہ کسی کے معاملات میں دخل انداز ہونا پسند نہ

کرتی تھی۔

”ہاں رہن“ ڈائیکس نے جاہلیا ”لیکن میں اس سبب میں زیادہ وقت صرف کرنا نہیں چاہتا۔ اس کمرے کے اندر ایک خاتون موجود ہے مقدمہ منگین ہے اور میں تلاشی لینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اسلئے بہتر یہ کہ تم اندر جا کر اسے کہہ دو کہ معاملہ خاموشی سے طے ہو جائے۔ تو اچھا ہے۔ میں اسے تنگ کرنا نہیں چاہتا کیونکہ قانون اس کے خلاف نہیں اور اسے کسی طرح کا اندیشہ نہیں اپنی نسبت میں اس بات کا اطمینان ملتا ہوں۔ کسی خاتون کے سامنے میں بڑی ہی عاجزی کے ساتھ پیش آتا ہوں“

بیوہ مالکہ مکان نے بد نصیب حسینہ کو کہہ کر دروازہ کھلوا دیا۔ اس عرصہ میں بیوہ کپڑے پہنتی چکی تھی۔

حبس وقت ڈائیکس اور مالکہ مکان کمرے کے اندر داخل ہوئے تو بیٹوں نے سیاہ نقاب پہن رکھی تھی چارہلی کو گویں لیکر وہ اسے لشقی آمیر کلمہ بتاتے لگی حالانکہ خود سخت اضطراب کی حالت میں تھی۔ لیکن اس سچ کا غم اس سے بھی دیکھا نہ جاتا تھا۔ وہ یہ تو نہیں جانتا تھا کہ اصلی معاملہ کیا ہے۔ مگر اتنا ضرور سمجھتا تھا کہ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش آیا ہے۔ ڈائیکس نے کمرہ میں پہنچ کر ایک الماری کھولی ایک ٹرنک میں ہاتھ ڈالا دو تین بھٹیوں کا سامان فرش پر الٹ لیا۔ مگر اس سے زیادہ تلاشی لینا بیسود سمجھا کیونکہ وہ ایک تجربہ کار اور سنا آدمی تھا۔ اور اچھی طرح جانتا تھا کہ سر کرسٹوفر بلنٹ کا وہ روپہ جو بیفورد نے فرنیچر کمرے سے اڑایا تھا یا ہر گاہ کوئی حصہ یہاں موجود ہوگا۔ واضح رہے کہ یہی وہ الزام تھا جس کی بنا پر بیفورد کو گرفتار کیا گیا۔

تلاشی اسلئے ضروری تھی کہ حبس وقت مقدمہ پیش ہو گا تو محکمہ پولیس کی طرف سے یہ سوال ہونا یقینی تھا۔ آیا ملزم کے مکان کی تلاشی لی گئی اس سرسری کارروائی کے بعد ڈائیکس صرح جھوٹ لے کر بغیر کہہ سکتا تھا کہ ہاں میں نے ملزم کے مکان کی تلاشی لی تھی۔ چنانچہ وہ صرف ایک منٹ کے عرصہ میں اس کام سے فارغ ہو گیا۔ اور پھر دروازہ سے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا ”مدیٹم مہربانی سے میری طرف سے کسی آدمی کو دروازے میں جگہ نہ دیجئے“ اس نے مالکہ مکان کو بھی یقین دلایا کہ تمہارے مکان کو میرے اوپر سے سہتیلوں کے لیے محتاج گھس لے اور ایک دھور دروازہ ٹوڑنے سے جو نقصان پہنچا ہے اس کی

ضرورت لانی کی جائے گی۔

اب ہم بد نصیب یہودن اور مالک مکان کو اس حالت میں چھوڑ کر سڑک ٹمکیس کے پیچھے چلے ہیں۔ مکان کے عقیقی دروازہ سے نکل کر اُس نے دو تین چھوٹی چھوٹی بار بجھا دیں جو مختلف مکانات کی فاضل تھیں۔ اور آخراً اس مکان میں پہنچ گیا۔ جہاں انھیں ادا کئے ہمراہی ٹام رین کو زبردستی لے ہوئے تھے۔

بعد ازاں معلوم ہوا کہ دلیر رین نے یہ معلوم کر کے کہ میرا ٹری سرگرمی سے تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اور یہ نہ چاہتے ہوئے کہ میرے فرار کی بدولت سارے ہمسائے بیدار ہو جائیں۔ یہی بہتر سمجھا کہ پانی کی ایک ٹامی کی مدد سے جو مکان کے کچھلی طرف لگی ہوئی تھی۔ نیچے اتر جائے۔ جس وقت وہ نیچے اتر رہا تھا تو آدھا فاضل طے کرنے پر اس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ اور وہ فرش زمین پر گر پڑا۔ اُس نے اٹھ کر فرار ہونا چاہا۔ لیکن اس کے داہنے ٹخنے میں موج آگئی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکا۔ اور اس کے چپہ منڈ بعد کچھ اور اس کے ساتھ تھیں نے آکر اسے گرفت کر لیا۔ اس نے وہ جگہ دیکھ کر حیرت منی۔ جو اس کی گرفتاری کی خبر سنکر یہودن کے منہ سے نکلی تھی۔ اور وہ حج ... افسوس ٹام رین دو تیرے فیاض دل میں تیرے کبیر لگی۔

لیکن نہ اُس نے زبان سے کوئی لفظ نکالا۔ نہ کسی قسم کی مزاحمت کی۔ حالانکہ سٹول اس کے پاس موجود تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ صرف فطرتاً کشت و خون سے متفرقت تھا بلکہ محسوس کرتا تھا کہ میری حالت اب اتنی نازک ہے کہ ان ذریعوں سے بھی فرار میں مدد نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اگر وہ پولیس کے سارے آدمیوں کو بھی جان سے مار دیتا۔ تو بہر حال اپنے زخمی ٹخنے کی وجہ سے اس وقت تک وہاں سے کہیں نہ جاسکتا تھا کہ اس پاس کے لوگ جمع ہو کر اسے گرفتار کریں۔

فی الحقیقت ابھی سے ہمسایہ کے سارے گھر میں لوگ بیدار ہوئے شروع ہو گئے تھے۔ جا بجا کھڑکیاں کھل رہی تھیں۔ اور ان میں روشنی نمودار ہونے لگی تھی۔ یہ خبر جنگ کی آگ کی طرح آناٹا پھیل گئی۔ کہ ایک شہور رین کو پولیس لوں نے گرفتار کر لیا ہے۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ رین کی سڑک کے عقیقی حصہ پر اس واقعہ سے کتنا غصہ پیدا ہوئی۔ لوگ اس خبر کو بہت دلچسپ واقعہ سمجھتے تھے۔ لیکن اس مکان کے ایک کمرہ میں

ایک جیسے رنج و غم سے مضمحل ذہنی اذیت سے بیابان بھیجی تھی۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اسے نام رہن۔ تجھ سے اسے بید محبت تھی!

جس مقام پر بہت رپا ہیوں کے نزع میں گھرا ہوا اپنے پستول ان کے حوالہ کرنے کے بعد ایک پیپر کو اسٹارٹ کر اس پر بیٹھا تھا۔ وہاں پینچر ڈائیکس کہنے لگا "میرے دوستوں میں اب بہت جلد حوالات کی طرف چلنا چاہیے۔ کیوں سٹرین فورڈ کیا حال ہے؟ میں کسی شخص کی شکایات کو دیکھتا ہوں تو نہیں ہوں۔ لیکن میں جانتا تھا کہ کسی نے کسی بذر ضرورتیں قابو میں سے لے لوں گا۔ پھر دراجھک کر اس نے آہستگی سے اس کے کان میں کہا "مجھے مجبوراً تمہارے گھر کی ملاشی لینا پڑی۔ لیکن میں وہاں صرف ایک منڈیل بٹیر اور آئندہ اس خاتون کو ہرگز تکلیف نہ دوں گا۔ اس نے جو کہ تقاب پسینی ہوئی تھی اسے مجھے معلوم نہیں وہ کون تھی۔ اور اگر مجھے سٹرین فورڈ نے پوچھا تو میں اسے بلا بھی ظاہر کر دیتا۔ لیکن اپنے دل میں میں ضرور جانتا ہوں۔ یہ وہی حسین یودن ہے۔ جو ہیروں کی چوری میں پکڑی آئی تھی؟"

رین فورڈ زوردار لہجہ میں کہنے لگا "تم غلطی پر ہو۔ اگرچہ اس نے کہ تم نے اسے شائستگی کا سلوک کیا ہے۔ میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

ڈائیکس بولا "سٹرین فورڈ اطمینان رکھو۔ میں ہرگز کوئی ایسی بات کرنا نہیں چاہتا۔ جو تمہیں بلا وجہ رنج پہنچائے۔ بہادر آدمی کسی حال میں ہو۔ تعریف کا مستحق ہے اور میں تمہیں بہادر سمجھتا ہوں۔ وہ خاتون کون ہے۔ اس سے میں سروکار نہیں۔ بہر حال ہاں ہاتھوں اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ کیونکہ قانون تمہارے خلاف اس کے خلاف نہیں تمام کہنے لگا "ایک بات میں اور پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرے خلاف یہ کارروائی کس کی ہے؟"

اس نے جواب دیا "ایک وکیل نے جس کا نام ہارڈ ہے۔ بس اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

نام کے سینہ سے ایک بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ ادا اس نے پوچھا "میرے خلاف ان کے کیا ہے؟"

ڈائیکس نے جواب دیا "الزام سر کر سٹو فر بلنٹ والے معاملہ کی نسبت ہی ہے مگر تو"

اب میں ہارس مگر ہوش کی حالات کی طرف چلنا چاہیے۔
مسطر ڈائیکس اور بنگھم نے بڑے اخلاق کیساتھ دین فورڈ کو اپنے بازوؤں کا سہارا
پیش کیا۔ اس طرح پر یہ جلوس اس مکان سے باہر نکلا۔ جس کے صحن میں گرفتاری عمل
میں لائی گئی تھی۔ مکان کے رہنے والے مرد۔ عورتیں اور بچے نیم پر ہنہ حالت میں اس
خوفناک رہزن کو دیکھنے کے لئے زمین پر جمع ہو گئے تھے۔ جس کی باہمی صورت کو دیکھ کر
عورتوں کے دل میں بے اختیار ہمدردی پیدا ہو رہی تھی۔

اس کے نصف گھنٹہ بعد ٹام رین کو ہارس مگر لین کے جیلخانہ کی فوجداری حالات
میں پہنچا دیا گیا۔ لیکن جیسا کہ ہارس نے ناظرین غالباً سمجھ گئے ہوں گے۔ اب اس کے دل میں
نسبتاً اطمینان پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ سب زیادہ فکر اسے اس بات کی لگی ہوئی تھی کہ کہیں
میری گرفتاری ہمیں یونز کی موت کے التزام میں عمل میں نہ لائی گئی ہو۔

اپنے دل سے محض یہ کہنے لگا تھا کہ مجھے بہر حال سزا کے موت دی جاتی ہے
تو میں چاہتا ہوں کہ وہ کسی اور جرم کی بجائے رہزنی کے جرم میں ہو۔ لیکن اب اسے ٹام
فکر صرف میری نسبت ہے۔ اے افسوس! میرے بعد تیرا کیا حال ہو گا؟

جیلخانہ کی تاریک کوٹھری میں اگلے قدم کے بستر پر بیٹھ ہیے ان تفکرات میں محو اس
سنے اپنا چہرہ ٹھنڈی لگے ہوئے ہاتھوں میں چھپا لیا۔ عین اس وقت چاند کی ایک شعلہ تلخ در
کوٹھری کے راستہ کو ٹھٹھری میں داخل ہوئی۔ اور اس شعلہ کی روشنی میں آنسوؤں کے
وہ قطرے پچھتے نظر آئے جو اسکی انگلیوں کی راد سے نیچے ٹپک رہے تھے۔

لیکن یہ آہ و زاری اپنی سناستی کے لئے نہ تھی۔ کیونکہ اسے ٹام رین۔ تو لاکھ مجرم ہو
بہر حال بزدل نہیں تھا۔ اور تیسرے دل میں حقیقی فیاضی کا جو ہر بریدہ اتم ہو جو تھا۔

خوفناک ملاقات

باب ۴۶

اس سے دوسرے دن گیارہ بجے کے قریب لارڈ ڈائیکم نام رات بخوابی اور بیٹے
چینی میں بسر کر نیچے بعد لیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان پر گیا۔ اور اسے نشہ نگاہ میں پہنچا
دیا گیا۔ جہاں پر چار جیانا اس کے استقبال کو تیار تھی۔

اس نے صبح کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اگرچہ رنگت نہایت زرد تھی۔ تاہم وہ اس وقت حد سے زیادہ خوبصورت نظر آتی تھی۔

اپنا ہاتھ ارل کی طرف پھیلا کر... جسے اس شوق سے ہاتھوں سے ٹکانا چاہا۔ لیکن جارجیانے اسے ملائمت لگراستقلال کے ساتھ کھینچ لیا۔ وہ کہنے لگی "میرے عزیز دوست آج سے میں تمہیں اسی لفظ سے مخاطب کیا کروں گی۔"

صہار جیانے ارل نے چونک کر کہا "آج پہر وہی سرد مہری کیا معنی رکھتی ہے؟" وہ بڑے پردہ دار موثر لہجہ میں بولی "آؤ تھوڑے جلد۔ میری طبیعت لچبی نہیں۔ اور اعصاب ابھی ٹھک کر رہے ہیں۔ اس لئے میرے تعلق کسی بے عبری کا اظہار نہ کرنا مجھے لازم تھا۔ کہ اس ملاقات کو کل پر مبنی کرتی۔ لیکن میں نے اسے ایک ضروری فرض سمجھا۔ کہ معاف کی جلد سے جلد تو صبح کر دی جائے۔"

ارل اس کو کھینچ کر بیٹھنے کے لئے کہا "تمہید بہر حال میرے لئے ناموافق نظر آتی ہے۔"

اپنے جلد بات پر قابو پانے کی پورے طور سے کوشش کرتے ہوئے اس حینہ نے کہا "آؤ تھوڑے جلد میں معلوم نہیں۔ کہ مجھے تم سے کس قدر محبت... کتنی عظیم محبت ہے۔ تمہارے عشق کی خاطر تمہاری بیوی بننے کے لئے مجھے اگر کاسہ گدائی اللہ میں لیکر ساری دنیا میں آوارہ پیرا پڑتا۔ تو وہ بھی منظور تھا۔ تمہاری خاطر میں عزت۔ دولت اور سوسائٹی۔"

غرض ان سب چیزوں کو جن کی ہم عورتیں قد کرتی ہیں۔ خیر باد کہنے کو تیار تھی تمہاری صحبت میرے لئے تمام دنیاوی ترغیبات سے زیادہ اتر کر کہتی ہے۔ ان حالات میں تم اندازہ کر سکتے ہو۔ میں کس قدر ذہنی تکلیف اور دلی رنج کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آؤ تھوڑے جلد کے لئے ہم دونوں صرف دوستوں کی حیثیت میں ایک دوسرے کے شکار رہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔"

معاذے راجح خدا! ارل نے عالم اضطراب میں کہا۔ وہ حیران تھا۔ کیا جارجیانہ پر پہر کوئی دمہ توں پیدا ہو نہ لایا ہے۔ اس وقت میں وہ اس وقت بخیر لگی کیساتھ آؤ تھوڑے جلد کر رہی ہے۔ فرمان واقعات کا تعلق اس کے واقعہ سے ہے۔ جو اب میری خوشی میں رکاوٹ پیدا کر رہا ہے۔

میں رہتا تھا۔ جارجیا نے موثر لہجہ میں سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا: ”آئندہ کے لیے ایک دوست کے زیادہ سے زیادہ برادر و خواہر کی حیثیت میں شناسا رہ سکتے ہیں۔ مگر اطمینان رکھو کہ میں ہمیشہ تمہاری عزت و محبت کر نیوالی بہن بننا پسند کرتی ہوں۔ مجھے تم سے بڑے دوست ہے اور تمہارے فیاضانہ طرز عمل کی بدولت میں اس واقعہ کے باوجود تمہاری مشکوٰۃ جوئی کا دورہ حاصل کر لیتی جس کی نسبت ... لیکن نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ زمانہ ماضی کا ذکر پھر چھیڑ دوں۔ اگرچہ یہ بھی امر واقعہ ہے کہ میری زندگی کا عرصہ میری ایک باپا اب بیچھے اس طرز عمل پر مجبور کر رہا ہے جو میں اس وقت اختیار کرنے لگی تھی وہی انشوائس کا واقعہ جسے تم نے اپنی طبعی فیاضی اور قابل تفریق و تیز نظری کی بدولت نظر انداز کرنا منظور کر لیا تھا۔“

ابلی کہنے لگا: ”جارجیا نہ تم ناحق میری اتنی تعریف کر رہی ہو۔ مجھے تم سے محبت ہے خدا جانتا ہے۔ کس قدر گہری محبت۔ تم خود اس محبت کا اعتراف کر چکی ہو۔ اور باوجود ان باتوں کے کہ پھر تم میری شاعری امید کو بھانسیکے لئے تیار ہو۔ اگرچہ میں اب بھی قطعی طور پر مایوس نہیں لیکن الہی! آخر یہ زمانہ التوا کب تک ختم ہوگا۔ وہ وقت کب آئیگا۔ جب میں تم سے کرم سارے اثرات سے بالاتر ہو کر ...“

”افسوس کہ اب وہ وقت کسی نہیں آسکتا۔“ ابلی بیٹھ بیٹھنے دہی آواز سے کہا۔

اور اس کی بات پر ہی اس کی پکوں پر آنسوؤں کے چند قطرے نمودار ہوئے۔

ابلی بڑے جوش کیساتھ کہنے لگا: ”میں اسے جارجیا نہ اس قدر مایوسی کو دل میں جگہ نہ دوں۔ کچھ سے چند دن پیشتر جب ہمارے درمیان گفتگو ہوئی۔ اور جب اٹھائے بیان میں میں نے تم سے کہا تھا کہ میں اس تنقید اثر کی نوعیت سے واقف ہوں۔ جو تم پر عادی ہے۔ تو گویا میں نے بہتیں اس بات کا اطمینان نہیں دلا دیا تھا کہ ایک با محبت شاعر کی حیثیت میں ہمیشہ تمہاری راحت کا خیر گیر رہوں گا۔“

جارجیا نے قطع کلام کر کے کہا: ”یہ درست ہے۔ اس وقت میں نے ہی تسلیم کیا تھا کہ تم محبت کا ایک ایسا ثبوت دینے لگے ہو۔ جو کسی مکی مروءت کی عورت کو نہیں دیا۔ پس یقین جانو کہ میں تمہاری ذہنی عظمت۔ فیاضی اور شرافت کی قائل ہوں۔ کیونکہ اس ... اس خوفناک دہک راز کو جانتے ہوئے ہی تم نے ہر قسم کے تعصبات کو دل سے

دور کر دینے کا فیصلہ کیا۔ تم نے ان باتوں کو نظر انداز کر دیا۔ جہتیں اکثر ایسے حالات میں نہایت بے وفائی بھی ضرور پیش رکھتے ہیں۔۔۔

ارل سمجھنے لگا۔ پیاری چار بیانا۔ تم اس راز کو بلاوجہ اس قدر اہمیت دے رہی ہو۔ کون ایسا مرد ہے جو ایک نیک حسین و پاکیزہ اور بلند عمر کے محبت رکھتا ہو اور اسی بات سے اس کے عشق سے دست بردار ہو سکتا ہے۔۔۔

چار بیانا پھر قطع کلام کر کے کہنے لگی۔ ”آرکھر۔ ہر ایک دل تمہارے برابر فیاض نہیں ہو سکتا۔۔۔“

ارل نے کہا۔ ”چار بیانا۔ میں یقین کرتا ہوں۔ تم ہر گز مجھے اس قسم کی ذہنی اذیت نہ دیتیں۔ اگر تم ہر گز بگاڑ اس دہشت کی وجہ سے ایک۔ اشیانہ کا حالت طاری نہ ہو جایا کرتی ہو۔ تبیں کئی سال گزرے۔ محسوس ہوئی۔ اور جس کے اثر سے تم آج تک پورے طور پر بحال نہیں ہو سکتیں۔ لیکن بہر حال میری اس قدر تعریف کرنا بے سود ہے۔ میں تمہیں سمجھ گستاخی اتنی سی بات کے لئے میرا اس قدر شکریہ کیوں ادا کر رہی ہو۔ کہ میں جانتا ہوں۔ زمانہ ماضی میں تم جو دہشت طاری ہوئی۔ اس کی بانجری کو میں نے اپنی محبت میں حائل نہیں ہونے دیا۔“

”آرکھر۔ چار بیانا۔ ایک اس سکون کو جسے اب تک اس نے قائم رکھا ہوا تھا۔ ہاتھ سے دیکھ کر کہنے لگی۔ ”تو کیا تمہیں اس راز کا پورے طور سے علم نہیں ہے۔۔۔“

ارل لیڈی ہیٹ فیڈل کے لہجے سے متعجب ہو کر کہنے لگا۔ ”بیشک علم ہے۔ اور میں اس واقفیت کا ثبوت ہی دے چکا ہوں۔ تمہارے چچا نے اسے واقعات میرے روبرو بیان کئے تھے۔ مگر سچ پوچھو۔ تو اس میں کوئی واقعہ قابل تشویش نہیں ہے۔ سارا معاملہ اس قسم کا ہے۔ جس کی داستانیں بڑے دنوں کی راتوں میں بچوں کو سنانی جاتی ہیں اور اگر اس واقعہ کی بدولت تمہارے اعصاب پر ایسا غیر معمولی اثر پیدا نہ ہوتا۔ تو یقیناً۔۔۔“

چار بیانا پریشان ہو کر کہنے لگی۔ ”آرکھر۔ آرکھر۔ کیا تم مذاق کر رہے ہو یا آجنگا ہیں ایک دوسرے کی نسبت عداوتی برپا ہے۔“

ارل نے کہا۔ ”چار بیانا۔ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ میں ایسا آدمی نہیں ہوں۔ کہ تمہارے متعلق کسی ذوق سے ذریعہ تضحیک بناؤں۔ درانعام فی کا سوال۔ میری رائے میں یہ سب درست نہیں۔ کیونکہ اس روز تمہارے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ وہ ہر لحاظ سے مکمل اور اطمینان بخش تھی۔“

بیڈی ہیٹ فیڈل مضطرب ہو کر کہنے لگی "ہیں۔ نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے غلطی ہوئی ہے۔
ہمیں کھنڈ یہ امر معلوم ہے کہ..."

ارل کہنے لگا "اب اس کا ذکر پھر ایک مرتبہ چھڑ گیا۔ تو بہتر ہے کہ اسے آج پورے طور
سے سٹل کر دیا جائے۔ میں یقینی طور پر کہتا ہوں کہ میں اس واقعہ کو ذرا ہی اہمیت نہیں
دیتا۔ اور جب ہماری شادی ہو جائے گی۔ تو ضرور ہی نہیں کہ پھر کبھی اس کا ذکر کیا جائے۔"
"اگر ہماری شادی ہو جائے جارہی ہے۔ تو ذہنی اذیت کی حالت میں دونوں واقعہ
مٹا کر کہا۔"

"ہاں میری جان" ارل سلسلہ بیان کو جاری رکھ کر کہنے لگا "واقہ صرف اس قدر ہے
کہ کراچ سے قریب سات سال پیشتر جبکہ تم ہیملنگ شاہ کی مالیوری لاج میں ٹھہری ہوئی تھیں۔"
"ہائے وہ ایک زمانہ باافسوس و غمناک مکان" جارجیانہ نے بڑی بیچینی کیساتھ
کہا۔ اور اگرچہ وہ دل سے ارل کے سلسلہ بیان کو منقطع کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اس کے
میں میں طوفانی سمندر کی طرح تلاطم تھا۔ وہ ان دو بے حور جلوں سے زیادہ ایک لفظ ہی
زبان سے نہ کہہ سکی۔

آرٹھر نے یہ معلوم کر کے کہ وہ کس قدر مضطرب ہے کہا "تم مالیوری لاج میں ٹھہری ہوئی
تھیں۔ اور سو اے نوکر دوں کے کوئی مرد موجود نہ تھا۔ ایک رات کوئی شخص نقب لگا کر مکان
میں داخل ہوا..."

وہاں وہی جس نے سیاہ نقاب پہنی ہوئی تھی "جارجیانہ ملکہ کہنے لگی۔
"اور جس کا نام ہی سیاہ نقاب مشہور تھا" لارڈ ایلیگھم نے کہا "یہ شخص اس مکان میں
گھس آیا اور..."

"وہ اس خدا کے لئے باقی داستان کو جانے دو" بیڈی ہیٹ فیڈل نے اپنا چہرہ دونوں
ہاتھوں میں چھپا کر چیختے ہوئے کہا۔

"میرری جان تم اس قدر اضطراب کو دل میں جگہ نہ دو" ارل جارجیانہ کے بالکل قریب
بیچ کر سکون بخش لہجے میں کہنے لگا "واقہ اگرچہ دردناک ہے۔ لیکن اس کی بدولت اب
تمہارے دل پر کوئی اثراتی نہ ہوا چاہئے۔ میرری جان... میرے محبوب... میرے
خوش نصیب... ذرا اس بات پر غور کرو۔ کہ اتنے سے واقعہ پر اس قدر بے چین ہونا

طفلانہ حرکت نہیں۔ تو اور کیا ہے؟

وہ طفلانہ! جار جیانہ نے کانپتے ہوئے کہا۔

دل کہنے لگا کہ میں اس لفظ کے لئے معافی چاہتا ہوں لیکن میری کوشش ہے کہ جو کچھ ہو چکا۔ اس کے اثر کو تمہارے دل سے محو کر دوں۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ اس طرح کا واقعہ بعید زمانہ میں پیش آیا۔ اور بددیہات کے اکثر مکانات میں پیش آیا کرتا ہے۔ شہزادہ کو اس ذہنی کو اس وجہ معطل کر نیکاح موجب ثبات ہو۔ خود کہ وہ کچھ سات سال چلے گا۔ کوئی چوہ یا ڈاکو تمہارے مکان میں گھس آیا۔ تو پھر اس سے کیا ہو گیا۔ تمہارے چلنے سے کیا ہوتا کہ کئی مہینوں تمہاری صحیح اندامی کی نسبت فکر پیدا رہی۔ لیکن میری بھاری میں ابچا کرتا ہوں۔ کہ اب جبکہ ہم پھر اس رنج دہ واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں تو اپنی طبیعت کو اس قدر بچھین نہ ہونے دو۔ تم بعض اس لئے بار بار میرا شکریہ ادا کرتی ہو۔ اور میری تعریف کر رہی ہو۔ کہ میں ایک ایسی عورت سے شادی کرنے لگا ہوں۔ جس کے حواس کو کئی سال تک صدمہ رہا۔ اور جس کی نسبت فتور دماغ کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ میری پیاری جار جیانہ۔ بس یہی وہ راز ہے۔ جس کے لئے ہم تاحق اس قدر اضطراب کا اظہار کرتی ہو۔ اور بار بار میرا شکریہ ادا کر رہی ہو۔

”اٹ ہمیں کس قدر غلط فہمی ہوئی! بد نصیب عورت نے بحال پریشان دہی زبان سے کہا۔ میرا راز! اے افسوس اس کا تو ہتھیں علم ہی نہیں۔“

لیکن دل اس کے ان آخری الفاظ کا مطلب پوری طرح پھر ہی نہ سمجھا۔ اور چونکہ شب گذشتہ کے واقعات عارضی طور پر اس کے دل سے محو ہو چکے تھے۔ اس نے جار جیانہ کو مطمئن کرنے کی امید سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر لبوں سے لگایا۔ اور پیارا اور محبت کی باتیں کرنے لگا۔

لیکن اس کے تعجب اور قلبی اذیت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ جس وقت جار جیانہ اس کی نرم آغوش سے یکایک پرے ہٹ کر سخت اضطراب اور بھینکنے کے ہجوم میں کہنے لگی۔ وہ نہیں آرہی نہیں نہیں میسے راز کی خبر ہی نہیں۔ اور نہ تم اسے آئندہ کبھی جان سکو گے۔ اس نے اس کی نسبت سخت مخالطہ ہوا۔ اور میں نے اس روز بعض اس خوفناک مخالطہ کے غیر اثر سے شادی کرنا منظور کر لیا تھا۔ لیکن اچھا ہوا کہ خدا نے وقت پر دونوں کو خبردار کر دیا۔

اندھیری پانی صیبت کی تخیل میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہ گیا تھا پھر وہ یاس آمیز سکون لے
 بچہ میں کہنے لگی "آرٹھر آج سے ہماری آپس میں جدائی ہوئی ہے۔ میرا اور تمہارا تعلق زیادہ سے
 زیادہ بہن بھائی کی حیثیت میں رہے گا۔ کیونکہ تم سے شادی کرنا میرے لئے قطعا غیر ممکن ہو
 گا۔ لیکن یہ سنا جا رہا ہے۔ یہ ظلم ناقابل برداشت ہے۔ تم سختی کرتی ہو لیکن منہ منگی کے
 ساتھ نکلیا یا تم سے کہ اب پھر ایک مرتبہ تم مجھے اللہ... غیر یقینی حالت... راز اور شک
 کے مارج سے گزارنا چاہتی ہو۔ کیا میں یہ امید کروں کہ چند دن کے عرصہ میں پھر تم آج
 کے لفظوں پر پشیمان ہو کر اس سخت فیصلہ کو واپس لے لو گی؟ لیکن نہیں۔ مجھے تم سے کتنی ہی
 محبت ہو۔ معاملہ اب حد انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ میں تمہارا عاشق رہا ہوں کہ یہی اس سلوک کو
 برداشت نہیں کر سکتا۔"

جار جیانہ کہنے لگی "آرٹھر میں تم سے معافی کی طلبکار ہوں۔ لیکن تم میرا مطلب چوب
 طور پر نہیں سمجھے۔ مجھے نہ کسی ذہنی نشور کی شکایت تھی۔ اور نہ ہی میرے ظاہر و باطن میں
 اختلاف ہے۔ ایک سٹنڈ غلط فہمی جس کی تصور واد میں خود اپنے آپ کو تسلیم کرتی ہوں۔
 مجھے تمہاری منگوہد ہشت پر آادہ کرنے کا موجب ہوئی۔ مگر وہ غلط فہمی اب رفع ہو گئی ہو
 کج کی گنگو نے مجھ کو متاثر کر دیا ہے۔ کس طرح یہ متاثر ہم دونوں کی خردی کو برباد کرنے
 کی منزل کے قریب پہنچ چکا تھا۔ لیکن اگر ایسا نہ ہی ہوتا تو ایک اور وجہ اس قسم کی پیدا ہو سکتی
 ہے۔ جس کی بدولت ضروری ہے۔ کہ ہم ایک دوسرے کو آئندہ اس روشنی میں نہ دیکھیں
 جس میں آج تک دیکھتے رہے ہیں۔"

لارڈ ایلیگم نے کہا "مگر تمہارا اشارہ کل شام کے واقعات کی طرف ہے؟ میں پوچھتا
 ہوں۔ اس رینفورڈ کے تمہارے ہاں گھنٹے کا گھنٹا کیا تھا کیا اس نے تم سے گستاخانہ سلوک
 کیا؟ کیا اس نے تم سے اتصال بالجبر کی کوشش کی؟ اگر ایسا ہو..."

وہ نہیں۔ سو بار نہیں۔ جار جیانہ نے جواب دیا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رہزن کا ذکر
 کرتے ہی پھر اس کے دل میں سخت اضطراب پیدا ہو چکا ہے۔ "میں نے کل رات ہی تمہیں
 کہنا سنا تھا کہ اس نے مجھ سے کوئی گستاخی کی۔ نہ کسی قسم کا ضرر پہنچایا..."

ادل قطع کلام کو کہنے لگا "ہاں وہ جو اس کے اس کی موجودگی تمہارے دل میں
 پہنچتی پیدا کرنا جو جب ثابت ہوئی۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ اب پھر اس کا ذکر کرنے سے..."

میں سمجھ گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ رین فورڈ ہی سمپٹ شاہ کا وہ مشہور بہن تھا۔ جو لوگوں میں سیاح
تقاب کے نام سے مشہور رہا۔

بیڈی ہیٹ فیڈل نے نوجوان امیر پر انتہائی ذہنی اذیت کی نظر ڈالی۔ جس کا ارادے
دل پر بہت گہرا اثر ہوا۔ اگرچہ باوجود اس کے وہ نہیں ٹانہ کہ میں کچھ شے لی دیکھتا ہوں۔
ہر چند کہ اس کا دل دردناک جذبات کے زیر اثر پیچیدہ تھا تاہم سچی الامکان پُر سکون لہجہ
اختیار کو کے اس نے کہا مہاراجا نہ معاملہ ایک خوفناک راز کی صورت اختیار کر چکا ہے جیسا
کہ تم نے ابھی مجھے بتایا۔ میں یہ سمجھنے لگا ہوں۔ کہ تمہاری ذہنی حالت میں کسی طرح کا فتور نہیں
اور نہ تم میری نسبت کسی نا اہل درباری سے کام لے رہی ہو۔ نہیں میرے خیال میں سمپٹ شاہ
کے واقف کی یاد سے تمہارے دل میں جو خوف اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ وہ خوف اندھ بھنی
جو کل رات رینفورڈ کی موجودگی میں تازہ ہوئی۔ جو بلاشبہ وہی شخص ہے جو سیاہ نقا کچے نام سے
مشہور تھا۔ وہ اذیت اور خوف۔ آدھروں زیادہ زور دار لہجہ میں کہنے لگا۔ مہاراجا تاکہ چلا
جائے۔ اس کا موجب حقیقت میں وہ نہیں جوتیں سمجھا۔ بلکہ کچھ اور ہے۔ تم کہتی ہو میں
تم سے شادی نہیں کر سکتی۔ اور یہ کہ تمہیں اب تک غلط فہمی رہی۔ تم یہ بھی چاہتی ہو کہ آئندہ ہم
بھائی بہن کی حیثیت میں رہیں۔ اور باوجود اس کے تمہیں مجھ سے استفادہ نصیب ہے۔ کہ اگر
کوئی خوفناک پُر اسرار رکاوٹ نہ بیچ میں حائل نہ ہوتی۔ تو تم ضرور مجھ سے شادی کر لیتیں۔ لیکن اگر
نہ بیچ تمہیں مجھ سے مجبوری ہے۔ تو تم چھپرہ رحم کرو۔ اور مجھے اس خوفناک راز سے باخبر کرو۔ جو ہمارا
ذہن پر حاوی ہے۔ اگر وہ راز یہ نہیں ہے۔۔۔

وہ کچھ کہتا کہ بتا رہا تھا کہ گیارہ اس کے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہو گیا تھا۔
مہاراجا نے اس کی طرأت پشت کے سسکیاں دیکھ کر رہی تھی۔

چند منٹ کی خاموشی کے بعد لیل نے بڑی سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔ اگر وہ راز اس سے

کو میرے دل کے بچہ کو ہلکا کرنے کے لئے تمہارے رخساروں پر شرم کی کرنی پیدا کر دے۔
تو خیر میں مجھ پر نہیں کرتا۔ کہ تم میرے دو بیروانی ذہن اختیار کرو۔

مہاراجا نے ایک لمحہ اس کے سامنے وہ راز انور ہو گئی اور کہنے لگی کہ تم میرے دل کے
راز کو نہیں کر سکتی۔ اور اگر تم اس کی وجہ معلوم کرنا چاہو۔ تو میرے دل کے راز کو
پہلے اس شخص کو دے دو۔ جو ہمارے درمیان ہوئی۔ تم ضرور دے دو گے۔ تو میرے دل کے راز کو

پر آمادہ ہوں ...

”بس جا رہی ہے بس“ ارل نے اسے اس کی موجودہ حالت اٹھاتے ہوئے کہا۔ میں کسی حالت میں اہٹاں شرمنا کرنا نہیں چاہتا۔ پھر وہ زیادہ انصرنگی اور بخندگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ جیسا تم کہتی ہو۔ آئندہ ہم ایک دوسرے سے بھائی بہن کی حیثیت میں سلوک کریں گے۔“

اتنا کہہ کر اس نے اس کے ہاتھ کو آہستگی کے ساتھ اپنے لبوں سے پھوٹا اور کمرے سے نکلنے کو تھا۔ کہ جا رہی ہے یہاں تک کہ کسی خیال کے زیر اثر اسے روک لیا۔ اور کثیف کھوٹی آواز میں کہنے لگی۔ ”تمہارے دل میں میری نسبت کچھ بھی نہیں ہو لیکن یقیناً تم مجھے خطا سمجھتی ہو۔“

یہ آخری الفاظ اس کی زبان سے اس طرح ادا ہوئے۔ گویا اس کا دل گھٹا جا رہا ہو۔ ”دہنیں۔ اسے ضرور سیدہ عورت نہیں“ جوان امیر نے گرجو شئی کے لہجہ میں کہا۔ ”میرے دل میں اب روشنی پیدا ہوئے گی ہے۔ اور میں اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔“

بیڈی ہیٹ ٹیلڈ دبی زبان سے لولی آؤ تھرا تا یا در کھنا کہ ایک دافدار جو کہ اندر پا کر بازو سے موجود ہے۔ اور میں نے جو کچھ تمہارے سامنے بیان کیا ہے۔ اور تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ مجھے ایسا کہنے میں کتنا بہاری عدم پہنچا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تمہارے دل سے جس کی میں ہمیشہ قدر و منزلت کرتی رہی ہوں۔ یہ خیال دور کر دوں۔ اس روز دارالہجہ میں قطع کام کر کے کہنے لگا۔ ”اسے بہن اس کا زیادہ کہنے کی ضرورت نہ ہے۔ آج سے تو میری بہن اور میں تیرا بہائی ہوں۔ اور ایک بہائی کی حیثیت میں میں اس شخص سے تو دنیا تک انتقام ہونی چاہتا ہوں۔ میں نہیں ضرور پہنچاؤں۔ اسی مطلب کیسے میں اب تمہارے رخصت ہونے لگا ہوں۔“

”ممنہ تم“ جا رہی ہے وہ وحشت آئینہ زاروں سے ارل کے پرکھوں اور مصد پروردگی میں دیکھ کر کہہ۔

ارل نے جواب دیا۔ ”ہاں جا رہی ہے جس شخص نے ہمیں اس قسم کا جھک ضرور پہنچایا۔ وہ میرے خون کا انتقام ہے۔ یہ محفوظ نہیں رہ سکتا۔ خصوصاً اس لئے کہ اس کا اثر انہی بھی پر پڑا ہے۔ اگر اس عجمی شیطان رفیعہ ٹوکی ذات عجم میں حاکم نہ ہوتی۔ تو یقیناً تم اب بھی

”کون ہے“ ارل نے بے صبری سے پوچھا۔

”...“

”وہاں وہ کون ہے؟ صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہتی ہو؟“

”مبارا اپنا بھائی!“

رین فورڈ کا راز

باب ۴

”میرا بھائی“ ارل آٹ اینگلو نے سخت متعجب ہو کر چونک کر کہا ”جارجیانہ وہ میرا بھائی ہے یا نہیں یہ خبر ممکن ہے۔ اگرچہ یہ عجیب ہے کہ میرے والد نے... لیکن نہیں... کیونکہ وہ بچہ چھوٹی عمر میں ہی مر گیا تھا“

یڈی ہیٹ فیلڈ اس نظارے سے خود اس قدر مضطرب ہو چکی تھی کہ شکل اپنے جذبات کو فرو کر سکی۔ اس نے کہا ”میں اس کی نسبت نہ کوئی تعذیل بیان کر سکتی ہوں۔ نہ شہادت دے سکتی ہوں۔ جو کچھ مجھے معلوم ہے... جس قدر اُس نے مجھے بتایا۔ وہ یہی راز ہے۔ جو میں نے تم پر ظاہر کر دیا۔ ہر حال آر تھر۔ اس سے تمہیں معلوم ہو گیا۔ کہ اور وجود کے علاوہ جو مجھے تم سے شادی کرنے یا تمہیں میرے عشق پر ثابت قدم رہنے میں مانع آئے۔ یہ وجہ بچا ہے“

”خود...“

ارل اس گفتگو سے متعجب ہو کر اور یہ نہ جانتے ہوئے کہ میں اسے امر و اتعہ سمجھ رہا تھا کہنے لگا ”پھر تم نے شروع میں ہی کیوں مجھ سے اس کا ذکر نہ کر دیا؟“

جارجیانہ بولی ”اُس نے کہ رین فورڈ خود اسے بظاہر پردہ راز میں رکھنا چاہتا تھا اس نے مجھے یہ نہیں کہا۔ کہ میں یہ راز کسی پر ظاہر نہ کروں۔ لیکن اس کے اظہار اور اس خبر کی نوعیت اس قسم کی تھی کہ یہ ہمارے لئے کسی حال میں اچانک بخش نہ ہو سکتی تھی۔ افسوس میں نہیں جانتی کہ میں نے کیا نکل رہا ہے۔ آر تھر میں تم سے معافی چاہتی ہوں۔ لیکن امر و اتعہ یہ سب کہ میں ہرگز یہ ذکر تمہارے سامنے نہ لاتی۔ اگر تمہاری طرف سے انتقام کی اس قدر پُر زور خواہش کا اظہار نہ ہوتا...“

ارل قطع کلام کر کے کہنے لگا ”جارجیانہ میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ اور اب میں تمہارا“

خیاضانہ طریق عمل کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن ایک سوال اس بار وہ میں ابھی تم سے پوچھنا باقی ہے۔۔۔

”وہ کیا؟ میڈی ہیٹ فیڈ نے سوال کیا۔ آج کل دن ایک دو سے پر راز کی باتیں ظاہر کرنے کا ہے۔ لیکن میں جانتی ہوں۔ بھائی ادھہن میں کسی طرح کی ملازمت نہ ہوتی تھا۔ ارل نے کہا۔ سوال جو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس رہنمائی کی واردات کے متعلق ہے۔ جو سو نسلو کے قریب پیش آئی تھی۔ میں پوچھتا ہوں۔ وہ رہنمائی جس نے تم سے اور مس موڈ انٹ سے نقدی چھینی۔ کیا وہ ریفرور ڈی تھا؟“

جارجیانہ بڑے اضطراب کی حالت میں کہنے لگی تو ہی تھا۔ لیکن اگر تم اس دروغ صفتی کی وجہ سے۔ جو میں نے برسرِ عدالت اسے بیان کے لئے کی۔ مجھ سے نفرت اور حسرت نہ کرنا۔ اس نے مجھے تھکمانہ لہجہ میں رتھ لکھا تھا۔ کہ جس اس مقدمہ کے متعلق ہر قسم کی کارروائی سے دست بردار ہو جاؤں۔ اور میں ڈرتی تھی۔ اگر میں نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ تو شاید وہ میرا راز فاش کر دے۔ اس سے آرتھر تم سمجھ سکتے ہو۔ اپنی شہرت اور نیکی نامی کو ایک ایسے شخص کے رحم پر دیکھ کر۔۔۔ لیکن ایسے موقع پر انسان اگر ذلت اور بدگوئی سے بچو کیلئے حلف دروغی پر مجبور ہو جائے۔ تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟“

ارل نے رحم آمیز لہجہ میں کہا۔ وہ ضرور رسیدہ خاتون میں نہیں اس کے لئے قصور وار قرار نہیں دیتا۔ انسان شکل اور تکلیف کی حالت میں وہ باتیں کر گزرتا ہے جن کی اس توقع نہیں ہوتی۔ جارجیانہ تم اگر اپنی طبیعت کو سامکن کر سکو۔ تو مقور ٹی ویر میرے پاس بیٹھ کر وہ باتیں سکو۔ جو میں تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ اگر یہ ٹامس ریفرور ڈی واقعی اس تعلق کی اولاد ہے۔ جو میسر والد نے۔۔۔

وہ کچھ کہتا کہتا رک گیا۔ اور اس نے اس نامہ سے اپنا ماتہ پٹائی پر پھیرا گویا اپنے مضطرب خیالات کو جمع کرنا چاہتا ہے۔

جارجیانہ صفو پر بڑھ گئی اور ارل اس کے قریب ایک کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگا۔ اس ٹامس ریفرور ڈی کی پیدائش کی نسبت مجھے جو حالات معلوم ہیں۔ وہ میں تمہارے روبرو بیان کرتا ہوں۔ ذرا غور سے سننا۔ میرے والد ارل آجمانی نے دو تہا دیاں کیں۔ پہلی شادی تیس سال کی رہا۔ جو بی بی تھی۔ اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ حالات جو میں نے سننے

میں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ لیڈی اینگھم فیئشن ایبل میٹن پرستی کی زندگی کی بہت دلدادہ تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہستی کا مقصد صرف ویسٹ اینڈ کے شاندار مقبوضوں میں نمودار ہونا ہی سمجھتی تھیں۔ چوں کہ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور ان کے شوہر یعنی میرے والد ہمیشہ سیاسی امور میں منہمک رہا کرتے تھے۔ اس لئے ان کا آپس میں زیادہ پیار اور محبت نہ تھی۔ لیڈی اینگھم کو تھار بازی کا شوق تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں اچھے گھرانوں کی خواتین جو اکھینڈ فیئشن ہیں داخل سمجھتی تھیں۔ اور یہ خرابی کسی حد تک اب ہی پائی جاتی ہے۔ اس ذریعہ سے لیڈی اینگھم نے بہت سارا پیسہ ضائع کیا۔ جس کا اثر والد کی دولت پر پڑنا یقینی تھا۔ چنانچہ جب انکی عمر چالیس سال کی ہوئی۔ تو معلوم ہوا وہ بہت مفرط ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ لیڈی اینگھم کے متعلق لوگوں نے اس کا بدگونی کی شرح کر دی۔ اور ان طرح طرح کے شراب انعامات اس کثرت سے لگائے جانے لگے کہ آخر والد نے انہیں طلاق دینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں اس واقعہ کا گہر ذکر نہ کرتا۔ کیونکہ یہ ایسے بیانات کو دہرنا بہت پسند کرتا ہوں جن کا ایک ایسی خاتون کی یاد پر مضرت ہو۔ جو مدت وراثت گزری۔ اپنے بے فعال کی جوابدہی کے لئے ضائق عالم کے حضور میں پہنچ چکی ہے۔ لیکن میں نے یہ ذکر اس لئے ضروری سمجھا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ یہ ثابت کر سکوں۔ کہ اس کے بعد میرے والد نے اس سے جو سلوک کیا۔ اس میں وہ کسی حد تک انصاف کی تحفہ مفرط نہ ہو۔ بلکہ طلاق کا فیصلہ کر لیا گیا۔ لیڈی اینگھم کے نام جاں داد کا کچھ حصہ ملے ہو گیا۔ اور میرے والد جو طبعا مفرور آدمی تھے۔ آرکائیڈ میں اپنی مختصر سی جاں داد پر اس لئے چلے گئے کہ بظاہر وہ پبلک زندگی کے تفکرات سے سبکدوش ہو جائے تھے۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے اخراجات میں کفایت نہ ماضوری سمجھتے تھے اور انگلینڈ میں رو کر یہاں کر کے شروع میں ہوتی تھی۔ دس سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور میرے والد کی عمر پچاس سال سے اوپر تھی۔ کہ وہ لندن کو واپس آئے۔ اب ان کی جاں داد سے قرض کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا۔ لیڈی اینگھم اس وقت تک زندہ تھی۔ لیکن چونکہ اس کی آمدنی محدود تھی۔ اور صحت بھی خراب ہو چکی تھی۔ اس لئے اکل تازہائی کی زندگی بسر کرنا ہی تھی اس کے علاوہ وہ عبادت گزار بن چکی تھی۔ اور بظاہر اس کا ارادہ یہ تھا کہ فیئشن ایبل زندگی کے پر آشوب نظاروں کی طرقت نمودار نہ رہے۔

میں اس بارے کے واقعات بیان کر رہا ہوں۔ جسے اس سال کا عرصہ گزرا ہے۔

اور جب کہ میں اپنی بیباک بوجھاؤ اس زمانہ میں والد کی ملاقات ایک نوجوان اور نہایت حسین لڑکی سے ہوئی۔ جس کا نام آکٹیویا مینز تھا۔ اور جو بھری سامانِ فردخت کر نیوالے ایک شخص پر کی جس کا نام جیمز یونز مشہور تھا۔ سوئی بہن تھی۔ جو کیفیت میں نے سنی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آکٹیویا بڑی حسین لڑکی تھی۔ اور اگرچہ اس کا زندگی کے ادنیٰ طبقہ سے تعلق تھا۔ تاہم اس کے احوال اور طرز گفتگو بہت سست تھی۔ میں ان تفصیلات میں نہیں پڑنا کہ وہ انکی اس سے کون حالات میں ملاقات ہوئی۔ مختصر یہ کہ انہیں اس سے گہری محبت ہو گئی اور لڑکی کا بھائی یعنی یونز بھی اس میں مانع نہیں کیا۔ ششیدہ حالات پایا جاتا ہے کہ یہ ملاقاتیں آکٹیویا کو پسند نہ تھیں۔ کیونکہ اس کی اپنے ہی طبقہ کے ایک نوجوان سے محبت تھی اور وہ خود بھی اس سے گہری محبت کیا کرتا تھا۔ بہاؤ ایک نکلن ہے۔ میں والد کے طرز عمل کی نہایت ثابت کر نیکی کو شش کر دیکھ کر اگرچہ میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ اس بد نصیب لڑکی کیساتھ انکی طرف سے جو سلوک ہوا۔ وہ شرافت اور مردانگی سے بعید تھا۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے میرے دل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔ لیکن میں تمہارے لئے یہ روایات ایسی داستان بیان کر رہا ہوں کہ ملی صداقت کو چھپایا یا اسے غلط معنوں میں پیش کرنا مجھے منظور نہیں۔ لیکن باوجود ان سب باتوں کے تم مجھ سکتی ہو۔ کہ ایک ایسا مرد بہر حال کچھ نہ کچھ رعایت کا مستحق ضرور سمجھا جاسکتا ہو جو کسی سال سے اپنی بیوی سے علیحدہ ہو چکا ہو۔ اور اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان وفاداری کا رشتہ اگرچہ قانوناً موجود ہو۔ لیکن دونوں کا اخلاقی رشتہ ضرور منقطع سمجھا جاسکتا ہے غرض یہ کہ والد کی اس جوان حسینہ سے بید محبت تھی۔ اگرچہ وہ اپنی طرف سے اپنی اظہارِ محبت نہ کرتی تھی۔ یہاں تا کہ وہ ان ملاقاتوں کی خوش نہ تھی۔ حالانکہ بہت سی بچہ طبقہ کی عورتیں امر کی طرف سے اظہارِ محبت ہوتے دیکھ کر اپنے لیے بایں نظر سمجھتی تھیں۔ مگر وہ ان کے اظہارِ عشق سے بہت ناخوش تھی۔ اور انہیں ایک کرتی تھی۔ کہ یہ مجھے بھی وہی نہ کریر۔

لیکن باوجود اس کے کہ ان کی آمد و رفت بدستور جاری رہی۔ میں کا پہلا شوق نہایت خفیف تھا۔ تاہم کہ جس نوجوان سے آکٹیویا کو محبت تھی۔ وہ اس بات کو تسلیم کرتا تھا کہ میں نے لگا کر اس سے چاہئے۔ والے سے سرد ہری کا سلوک کرتی ہو۔ مجھے معلوم نہیں کہ آکٹیویا کے عاشق نے اسے اس طرز عمل کے لئے کبھی لاسیت کی۔ اور اس پسند اپنی طرف سے کیا کیا۔ اور اپنی پیش کیے۔ لیکن بہر حال اس کے میں ہمارے واسطے اس کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہ ہو گا۔ خیر کچھ دن

گزنے پر ایک ایکٹیویا کا نوجوان عاشق کسی طرف کو چلا گیا ہے۔ اور ایک قد چھوڑ گیا جس میں
تہا۔ میں آئندہ کبھی تمہاری صورت نہ دیکھوں گا۔ مجھے نہایت رنج و افسوس کے ساتھ اپنے دل کے
جسم کی داستان بیان کرنی پڑتی ہے۔ لیکن اس بات سے کہ ایکٹیویا کے ساتھ انہیں بے حد
محبت تھی۔ اسکی خاطر وہ ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کرنے کو آمادہ تھے۔۔۔

لیڈی ہیٹ فیڈل کہنے لگی "پیارے آر تھر تو اپنے دل کو رنج نہ پہنچاؤ۔ میں اچھی طرح سمجھتی
ہوں۔ ایک ایسے ناگوار مضمون کے بیان سے تمہیں کتنا صدمہ پہنچتا ہو گا۔"

لاڈلینگھم نے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہا "مختصر یہ کہ ایکٹیویا کو والد نے روپیہ کی دس
خیر دیا۔ اور اس کے ناموس کی بے حرمتی کا افسوس ک فضل ان کے اہتوں مکمل ہوا۔ یہ الفاظ
ارل نے بہت دبی زبان سے کہے۔ جس سے معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے والد کی فضا کو اچھی
طرح محسوس کر رہا ہے۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس نے اپنے بیان میں اس فضل کی اہمیت کو
کم کر کے بیحد کوشش کی تھی۔ پھر اسی طرح افسوس کہجہ میں وہ کہنے لگا "ہاں یہ افسوس کہ فضل وہ نہیں
آیا۔ اور اس مصیبت زدہ لڑکی کے سوتیلے بھائی نے اپنی بہن کی عزت و حرمت کو روپیہ پر نشانہ کر لیا
وہ غریب پہلے ہی اس شخص کے کسی نامعلوم مقام کو چلے جانے سے جس سے اسے دلی محبت تھی۔

سخت و بچہ تھی۔ اس واقعہ نے اس کے مصائب کو حد انتہا تک پہنچا دیا۔ چنانچہ جسروز اس کی
عزت برباد کی گئی۔ وہ اپنے بھائی کے مکان سے کسیرف کو چلی گئی۔ اور جہیزوں اس کا سرخ
ہر چل سکا رشیال یہ تھا کہ اس نے خود کو کشتی کر لی ہے جس سے والد کی طبیعت بہت ہیچین ہو
گئی تھی۔ اپنی ایام میں ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ اور اگرچہ اس نے اپنی زندگی ہمیشہ پرکھ
وہنا ہر عشق میں بسر کی تھی۔ تاہم آخری ایام میں پورے طور سے عاید اور پارسا بن گئی
تھی۔ اسے دفن ہونے پر نہایت غم تھا۔ کہ والد کو کسی نامعلوم طریق پر یہ خبر مل گئی
کہ ایکٹیویا کہاں رہتی ہے۔ انہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حال ہے۔ انہوں نے اسے ایک

عسرت زدہ مکان میں ڈھونڈ لیا اور دیکھا کہ وہ سخت مصیبت زدہ اور مفلوک سماں ہے اور
اسلامی کا کام کر کے روزی کھاتی ہے غریب ایکٹیویا کے پاس ان دنوں بھی قوم کی ایک لڑکی چکانا
میرزا۔ تھا رہا کرتی تھی۔ اس کی ایکٹیویا کو بہت بڑی محبت تھی۔ جس زمانے کا میں ذکر کر رہا ہوں
ایکٹیویا کی عمر ۱۵ سال سے کم اور میرزا کی ۱۵ سال کے قریب تھی۔ اس افسوسناک داستان کا
یہ رسائی نصف بہت کچھ راز میں مخفی ہے۔ لیکن اتنا یقینی ہے کہ والد کی دن تک ایکٹیویا سے

رہے۔ اور انہوں نے کئی گھنٹے اس کی صحبت میں بسر کئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب وہ انکی صحبت کو قدرے پسند کرنے لگی ہے۔ اور دو تین موقعوں پر وہ چند گھنٹے اکٹھے غائب بھی رہے۔ اسکے بعد پھر وہ یکایک والد کو کسی قسم کی اطلاع دے بغیر کہیں چلی گئی اور اپنی روانگی کی اطلاع انہی سہیلی میرانڈہ کو بھی نہ دی کیونکہ جب والد نے دیکھا کہ مکان پر صرف میرانڈہ موجود ہے۔ اور آکٹیویا غائب ہے۔ اور انہوں نے اسکا پتہ معلوم کرنا چاہا تو میرانڈہ تسلی بخش جواب نہ دے سکی۔ والد کو آکٹیویا کے دوبارہ فارغ ہوئے سخت ناگوار تھے۔ اسی طرح ایک سال اور گزر گیا۔ اور مصیبت اور افلاس نے بد نصیب آکٹیویا کو مجبور کیا۔ کہ وہ اپنے سوتیلے بھائی کے مکان پر پناہ گیر ہو میرانڈہ اپنا خیال ہے کہ وہ ہرگز اس مکان پر جہاں اسکی بھیمتی کی گئی۔ واپس نہ جاتی۔ لیکن وہ اُس غریب بچے کی خاطر ایسا کرنے پر مجبور ہوئی۔ جواب اسکی گود میں تھا۔ یہ لڑکا اس نعلنی سے پیدا ہوا۔ جو اسکے والد کے درمیان قائم تھا۔ یوں کہنا چاہیے۔ کہ جب پہلی ہی مرتبہ والد نے اسے نشہ آور دوا پلا کر اسکی بھیمتی کی۔ تو اس بچے کا عمل ٹھہر گیا لیکن جس روز وہ اپنے بھائی کے مکان پر پہنچی۔ تو اسکی حالت نہایت زار تھی۔ بستر مرگ پر لیٹے ہوئے اس نے والد کو بلوایا۔ وہ فوراً اطلاع پاکر بیٹے گئے۔ اسکے پاس ٹھہر کر بچے کو گود میں لیا۔ اور اس بچے اور میرانڈہ کے ساتھ دیر تک محبت کی باتیں کرتے رہے۔ کسی عجیب اتفاق کے زیراثر عین اسوقت میرانڈہ بھی آ پہنچی۔ وہ آکٹیویا کی نسبت پوچھنا چاہتی تھی کہ اسکا پتہ کسی کو معلوم ہے مکان پر پہنچی تو دیکھا کہ بستر مرگ پر پڑی ہے۔ بد نصیب آکٹیویا نے اُن سب شخصوں کو جنہوں نے اُسے ضرر پہنچایا تھا معاف کر دیا۔ اور نہ صرف سوتیلے بھائی کو اسکی خطا معاف کی۔ بلکہ والد کو برکت دیکر بچہ الٹی گود میں دیدیا۔ والد کہنے لگی یہ بہتاری امانت تھی جو تمہیں کو سونپ جاتی ہوں والد نے باقی شخصوں کو اٹھا کر اس سے تنہائی میں کچھ گفتگو کرنی چاہی لیکن بد معاش بونز اور فادامیرانڈہ کو کمرہ سے نکلے بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ والد کے منہ پر ایک خوفناک چیخ نکلی۔ یہ دونوں دھڑک دھڑک کر پھر کمرہ میں پہنچے۔ تو دیکھا کہ آکٹیویا مر چکی ہے۔

آر تھر کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہہ رہے تھے۔ وہ انہیں پوچھنے کے لئے رُک گیا خود جا جیسا نہ کی آنکھیں بھی ہمہ روی کے آنسوؤں سے تر تھیں۔

ذرا وقفہ کے بعد آر تھر نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا ”جب والد صدمہ کے اثر سے

جائی ہوئے۔ اور پھر ایک بار دنیاوی محاللات کی طرف توجہ دینے لگے۔ تو انہوں نے پہلے
تو اکیسویں صدی کے خزانے کا اہتمام کیا۔ اور اسکے بعد سچے کو میراٹھ کے سپرد کر دیا گیا میراٹھ
کی موجودگی میں ایک ہزار نوٹ انہوں نے انجمن بونز کو دیکر مددایت کی کہ یہ رقم سوڈن پر لگا دو
اور اس سے سچے اور میراٹھ کی پرورش کیا کرو میں یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اکیسویں
صدی کے انتقال پر اسکے کپڑوں سے کمانڈرات کا ایک چھوٹا سا پلندہ موندے پٹھان رنگ کے کاغذ
میں لپٹا ہوا رہا تھا۔ ان کاغذات پر بھی انجمن بونز نے والد کی عدم موجودگی میں قبضہ کر لیا۔
معلوم نہیں وہ کاغذات کیا تھے لیکن انشا معلوم ہوا ہے کہ جب بونز نے انہیں پڑھ کر
بڑے جش کی حالت میں نظر دیکھا۔ اور اس نے انہیں بڑی احتیاط سے مقل کر دیا۔

ایک سال اور گزر گیا۔ اور اس شخص میں دالہ کئی بار اس سچے کو دیکھنے کیلئے گئے۔ جو
میراٹھ کی سوڈن پر لپٹا تھا لیکن اس زمانہ میں انکا جانا ایک شائع ہو گیا کیونکہ وہ بار
شادی کرنا چاہتے تھے۔ ۲۹ سال گذرے۔ انہوں نے انجمن بونز سے سیفورد سے دوبارہ
شادی کی۔ اور اسکے تین سال بعد میراٹھ پر لپٹا لیکن یہی لادت سے پیشتر شادی کے قریب
۳۰ سال بعد بونز نے میراٹھ کو کسی بہانہ سے رخصت کر دیا۔ اور وہ پھر اپنے قبیلہ میں شامل ہو گئی
بچہ بونز کے پاس ہی رہا۔ اسکے چند ماہ بعد میراٹھ ایک اور جیسی قبیلہ سے ملی۔ تو اسے یہ
دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ وہی سچہ ٹامس ایک اور جیسی عورت اکیسویں صدی کے قبضہ میں ہے۔ اس
بارہ میں کہ یہ سچہ نہی ہے۔ ذرا بھی شک شبہ کی تائید نہ تھی۔ کیونکہ اسکے دائیں طرف کند
پر ایک خاص نشان پر لپٹا تھا۔ اب ان دونوں نے ایک دوسرے سے جو گفتگو کی۔ تو
اس سے معلوم ہوا کہ اکیسویں صدی کو یہ سچہ گرول سٹریٹ ہٹن گارڈن کے ایک بھری سان بچہ
دالے انجمن بونز نامی لے دیا ہے۔ سچہ دیتے وقت اس نے ۲۰ نوٹ بطور معاوضہ دئے تھے۔ وہ
وہ یہ خرچ ہو گیا۔ اور اکیسویں صدی میں لپٹا تھا کہ میں نے ناحق اس سچے کا بوجھ اپنے اوپر لیا۔
میراٹھ کو اس سچے سے محبت تھی اس نے سچہ کو اپنی حفاظت میں لینے کی درخواست کی جسے
ایکیشیا نے منظور کیا۔ سات سال بعد میراٹھ نے اس سچہ کی پرورش کی اور اسے اپنے
بچے کے برابر عزیز سمجھتی رہی لیکن اسکے بعد وہ ایک بہت بیمار ہو گئی۔ اُسے نہ بیان ہو گیا
وہ حسب ہوش آیا۔ تو اسے بتایا گیا کہ لڑکا اسی عارضہ سے فوت ہو گیا ہے۔ جسکے زہر اثر
دیکھی دن ایک نہانگی اور موت کے درمیان لٹکتی رہی تھی۔“

ارل پھر چہرہ مرٹ کیلئے رک گیا۔ اور اس وقفہ کے بعد اس نے اپنی داستان کا سلسلہ ان لفظوں میں ختم کیا۔

”جارجیانہ جیسا کہ تمہیں معلوم ہے، والدہ کا میری پیدائش کے صرف ایک سال بعد انتقال ہو گیا تھا۔ اسکے بعد والدہ میری پرورش کرتی رہیں۔ ۱۹ سال کی عمر میں میں گسٹورڈ پہنچا۔ اور اس شہر کے مصافحات میں مجھے جیسیوں کی ایک جماعت نظر آئی، انہوں نے کہا، ہم بہتہ لاپتہ و کچھ کرشمات کا حال تانہیں، میں نے محض تماشے کی خاطر انکی باتیں سننا منظور کر لیا جس جوان عورت نے یہ کام شروع کیا اس نے سب سے پہلے میرا اصلی نام بتایا لیکن میں متفقہ کہ یہ جیسی چونکہ کئی دن سے اس شہر کے اس پاس آ رہے ہوئے ہیں اس لئے کسی سے میرا نام سن لیا ہوگا لیکن جو بوقت اس نے میرا نام لیا، ایک درجہ سی عورت جو قریباً ۱۸ سال کی تھی حیرت زدہ ہو کر چونکی وہ دیر تک میرے نہ کہ کبھی گنتی رہی اور اسکے بعد کہنے لگی کیا آپ ارل آف ایننگھم سے صاحبزادے ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو اس نے بعض الفاظ اس قسم کے کہے جن سے میرے اندر تعجب پیدا ہوا اور میں نے اس سے پوچھا تمہارا ان لفظوں سے کیا مطلب ہے میں نے اسے علیحدہ لی کر ایک نوٹ اسکے ہاتھ میں دیا، اور پوچھا تمہارے ان لفظوں کا مطلب کیا ہے اس نے دو پرہیزگے واپس پھیرا اور آخر بڑے اصرار و انکار کے بعد اس نے مجھے آکٹیو یا میگزین کی وہ سرگزشت عین نے تمہارے بعد بیان کی سب سے سنی زبان حالات میں جاریہ قسم سمجھ سکتی ہو کہ ممکن ہے ٹامس ریفرورٹ میرا سونپا بھائی ہو لیکن اگر ایسا ہے تو میرا مذکور اسکے سابقوں سے اس سچے کی موت کی نسبت جو خبر دی تھی، وہ ضرور غلط ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بات کہ والا حاصل ہے کہ جس جیسی عورت نے مجھے آکٹیو یا کی داستان بتائی وہ وہو میرا بڑا ہی تھی۔ اسکے کچھ عرصہ بعد والدہ کا بھی انتقال ہو گیا، لیکن میں نے انکے دو برو والد کی اس ایک خطا یا آکٹیو یا کی مصیبتوں کا ذکر بھی نہیں کیا۔“

اس عجیب و غریب داستان کو ختم ہوئے تقریباً دو گزری تھی، کہ کمر کا دروازہ کھلا اور سر رلیف دانت گھم اندر داخل ہو کر کہنے لگا ”جارجیانہ سٹر ریفرورڈ جو حالت اس مکان

لے جیسی کوچی جن مقامات میں جاتے ہیں، انکے باشندوں کی نسبت طرح طرح کے حالات معلوم کرنے کے لئے تعلق، انکے طریقوں کا ذکر تفصیل کیسا کہ فسانہ لندن سلسلہ اول کی چھٹی جلد میں سیکہ لی گئی کی سرگزشت کے دوران میں کیا گیا ہے۔ ۱۲

میں آیا اور تمہاری دہشت کا موجب بنا تھا۔ آج مبتلائے مصیبت ہے۔
 ”کیوں۔ اُسے کیا ہوا؟“ لارڈ ایلنگھم نے جلدی سے پوچھا۔
 بیرونٹ نے جواب دیا۔ ”موسے رہنرئی کے ازام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ کیونکہ
 اُس نے ہمارے دوست سر کرسٹوفر بلنٹ کا روپیہ چھینا تھا۔“
 ”گرفتار کیا؟ اسل نے جارجیانہ پر عریضہ لکھ کر حیرت سے کہا اس نظر کا مطلب یہ تھا
 کہ ہمارے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے۔ وہ سر رلیف دالنگھم کو نہ بتائی جاسکے۔
 سر رلیف نے کہا ”ہاں اُسے کل رات گرفتار کر لیا گیا۔ اور چونکہ آدمی خطرناک معلوم
 ہوا۔ اسلئے اُسے معمولی حالات کی بجائے ہارس مونگر لین کے جیل خانہ میں رکھا گیا ہے۔ آج
 صبح بورڈ میں صاحب محبطیٹ کے روبرو اُس کا بیان ہوا۔ اتفاق سے میرا اس وقت انہی
 مذاہات میں تھا۔ اسلئے مجھے یہ کیفیت معلوم ہو گئی۔ ذلیل استغاثہ مسٹر ہارڈ کے کہنے پر
 اُسے ایک ہفتہ کیلئے حالات میں رکھا گیا ہے کیونکہ سر کرسٹوفر بلنٹ لندن میں نہیں ہیں
 مجھے اس غریب کیلئے بہت ہی رنج ہے کیونکہ جو کیفیت میں نے سنی اس سے معلوم ہوتا
 ہے کہ بڑا شجاع اور جبار آدمی تھا۔“ پھر یہ دیکھ کر کہ جارجیانہ کی رنگت بالکل زرد ہو گئی
 ہے اُس نے کہا ”میں معذرت چاہتا ہوں۔ اس شخص کی نسبت جس نے تمہیں اس قدر
 خوفزدہ کیا۔ مجھے کوئی تعریفی کلمہ زبان سے نہ لگانا چاہیے تھا۔ لیکن...“
 لارڈ ایلنگھم نے اس گفتگو کو منقطع کرنے کیلئے سر رلیف اور جارجیانہ سے رخصت
 چاہی۔ آخر الذکر کہے ہاتھ ملائے ہوئے وہ دہلی زبان سے کہنے لگا۔ ”میں ابھی جا کر
 جیل خانہ میں اُس سے ملتا ہوں۔“
 مکان سے نکل کر وہ پاس کے اڈے میں ایک کرایہ کی گاڑی پر سوار ہوا۔ اور
 گاڑیان کو ہارس مونگر لین کے جیل خانہ کی طرف چلنے کا حکم دیا۔

بھائیوں کی ملاقات

باب ۴۸

لیڈی ہیٹھ فیلڈ اور اسل آف ایلنگھم کے درمیان جو ملاقات ہوئی۔ وہ نہا صی ہوں
 تھی چنانچہ جس وقت اسل ہارس مونگر لین کے جیل خانہ میں پہنچا۔ نو سوہ پہر کے تین بجے کا

وقت تھا۔

اس نے داروغہ جیل سے ٹامس بن خود سے ملنے کی اجازت چاہی اور اگرچہ ملاقات کو قید یونے ساتھ اپنی پھاٹک کے باہر کھڑے ہو کر گفتگو کرنی کی اجازت ہوتی ہے۔ تاہم لارڈ ایلنگھم کی وجاہت اور اس کے مٹل سکیں میں ازبیری مجسٹریٹ ہونے کی وجہ سے اسے رہن کی کوٹھڑی میں جانے کی اجازت دی گئی۔

رینیفورڈ مینر کے قریب جس پر اس کا کھانا بند بند پڑا ہوا تھا۔ اور اس میں سے اس نے ایک ٹوالہ بھی نہیں لیا تھا۔ بحالت فکر بیٹھا تھا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور اب پھر دہرانا چاہتے ہیں۔ کہ اسے بحالت موجودہ اپنی ذات کی نسبت ذرا بھی تشویش نہ تھی لیکن وہ اپنی زندگی کے معرض خطر میں ہونے اور آزادی کے کھوئے جانے کی وجہ سے اپنے متعلقین کی نسبت بہت فکر مند تھا۔ جس وقت ایل آن ایلنگھم اس کی کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ تو وہ متعجب ہو کر اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ایل اس سے مخاطب ہو کر نرمی اور افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ”مسٹر رینیفورڈ تم مجھے یہاں آتے دیکھ کر متعجب معلوم ہوتے ہو“

وہ کہنے لگا۔ ”میشاک فی لارڈ۔ آپ کی تشریف آوری سراسر خلاف توقع ہے۔“

”حالانکہ اگر وہ بات جو تم نے لیڈی ہیٹ فیلڈ سے کہی تھی۔ صحیح ہو۔ تو

میرا یہاں آنا فرض میں داخل تھا۔“

”آہ! تو کیا اس نے آپ کو وہ حالات بتائے ہیں؟“ قیدی نے چونک کر کہا۔

امیر مصوف کہنے لگا۔ ”جیسے اس کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ایک بہت

قریبی رشتہ دار ہو کر یاد دعوئے رکھتے ہو“ یہ کہتے ہوئے لارڈ ایلنگھم کی آواز میں دلی جذبات

کے زیر اثر کپکپی پیدا ہوئی۔ کیونکہ ہمارے ناظرین کو اس کی نسبت جو حالات معلوم ہوئے

ہیں۔ ان کی بنا پر وہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ وہ طبعاً ایک فیاض شخص تھا۔

رینیفورڈ نے جواب دیا۔ ”مائی لارڈ یہ امر واقعہ ہے کہ اگرچہ ہماری مائیں جدا

جدا تھیں۔ لیکن والد دونوں کا ایک تھا“

ایل نے جلدی سے پوچھا۔ ”کیا یہ صحیح ہے؟... کیا یہ حقیقت میں صحیح ہے؟“

رینیفورڈ سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ”اس وقت جب تک کہ کوٹھڑی میں جہاں

ایک امیر کبیر ایک مبتلائے مصیبت ہرن کے سامنے کھڑا ہے۔ میں اس خلاق عالم کو جو سب کا غیب دان ہے۔ حاضر و ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا کوٹ اُتار کر ایسی بازو کا نشان ادا کر دکھایا امیر موصوف کی آنکھوں سے آنسوئے قطرے بہہ پڑے تھے۔ اس نے عرف اتنا کہا۔ ”یہ بالکل درست ہے۔ اس میں شبہ کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔“ اور اس کے بعد امداد امیر اور حقیر ہرن جلیجی نہ کی کوٹھڑی میں ایک دوسرے سے بغلیکے ہوئے۔

آخر جب اس ملاقات کا جوش فرو ہو گیا تو آنکھ پر لگا۔ ”بھائی افسوس کہ آج اول مرتبہ ہماری ملاقات کیسے رنجیدہ حالات میں ہوئی؟“

دینے دینے کہا۔ ”آنکھ میری خاطر کسی سچ کو اپنے دل میں جگہ نہ دے میری قسمت کا بہت جلد فیض ہو جائیگا۔ اور انجام خواہ کچھ ہو۔ میں مردانہ دار اس کے لئے تیار ہوں۔“

لاڈلاہلینکھ نے اس کا ہاتھ بڑی لکچھوٹی کے ساتھ دیا اور کہنے لگا۔ ”ٹامس تم ایسا یوسان باتیں نہ کرو میرے پاس دو پیہ ہے میں تمہارے سنگینوں کو اس کے ذریعہ مقدار سے دست بردار ہونے پر آمادہ کروں گا میرا ذاتی اثر کبھی کچھ کم نہیں ہے۔۔۔“

دینے نے کہا۔ ”آدھڑا آگ میں تم سے یہ کہوں کہ تم دو پیہ اور آدھڑا دلوں چیزوں سے کام نہ لو۔ تو یہ کہ اس کی خاطر ہے۔ جسے کچھ سے بچ کر محبت ہے اور کبھی خاطر میں اپنی زندگی کو قربان کر دینا چاہتا ہوں وہ اپنی ذات کی کچھ سببوں پر دانا نہیں؟“

ادل نے کہا۔ ”دینے تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ تم میرا استغرضی طریقہ کی طرف اشارہ کرتے ہو لیکن ایک اور سنی بھی ایسی ہے جس کیلئے تمہیں زندہ رہنا اور آواز کی خوشی حاصل کرنا چاہیے۔ وہ تمہارا اپنا چھوٹا بھائی ہے۔ جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے۔ اس باپ کی قسم جو ہم دونوں کے جوہر کا خالق تھا۔ میں کبھی تمہارا ساتھ نہ چھوڑا کرتا۔“

دینے نے کہا۔ ”پیارے آدھڑا تمہاری عنایات مجھے اپنے بوجھ کے نیچے رہا ہی ہیں۔ اور باوجود اسکے میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر تم سارے حالات سے خبردار ہو۔ تو تم سمجھ لو کہ میں تمہاری ہمدردی کا بالکل ہی غیر مستحق نہیں ہوں۔ اس لئے مجھ جاؤ۔ تاکہ میں دکھا دوں۔ کہ اگرچہ میں ایک بڑا اور بڑا شخص ہوں۔ لیکن میرے اندر بھی اچھے جذبات موجود ہیں۔“

ارل نے کوٹھڑی کے اندر پڑی ہوئی دو کرسیوں میں سے ایک اپنی طرف پھینچ لی۔ دوسری پر ریفریڈورڈ پاس ہی بیٹھ گیا۔
اسکے بعد رہن کہنے لگا ”میں جانتا ہوں تم میری سرگزشت کے بڑے حصہ سے واقف ہو۔ کیونکہ سات آٹھ سال کا عرصہ گزرا۔ آکسفورڈ کے قریب تمہاری ایک حبسی عورت سے ملاقات ہوئی تھی جس نے تمہیں بتایا تھا۔“
ارل نے قطع کلام کر کے کہا ”بیشک دفادار میرا ندہ نے تجھے سارے حالات سے جو اسے معلوم تھے۔ واقف کر دیا تھا۔ لیکن اس زمانہ میں اس نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ تم عرصہ سے مر چکے ہو۔“

ریفریڈورڈ کہنے لگا ”یہ درست ہے لیکن تھوڑی مدت گذری میری اس سے ہمیشہ شائرمیں پھر ملاقات ہوئی تھی۔ اتفاقاً یہ طور پر ہمارے درمیان گفتگو شروع ہو گئی میری زبان سے بخیر میں ایک دو کلمات ایسے نکل گئے جنہیں منکر اس نے مجھ سے چند سوالات کئے۔ پھر وہ بھڑک افسردہ کی حالت میں کہنے لگی ”تم ذرا مجھے اپنا دایاں بازو دکھا کر کے دکھاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا کیا۔ اور اسکے بعد اس کی زبانی مجھے اپنی پیدائش کے متعلق سارے حالات معلوم ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب میرا ندہ بہت سخت بیمار ہو گئی تھی۔ اور اسے زہیاں ہونے لگا۔ تو حبسیوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ مجھ ہماری قوم سے نہیں ہے۔ اور اسے ایک بوجھ کا درجہ سمجھتا ہے۔ مجھے دس سے سسی اور تھا کہ پرہیز دینے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک مجھ کو پچھلے پاس جسکے باہر وہ ان دونوں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چھوڑ آیا۔ اسکے بعد مجھ پر کیا بتی۔ اسکے بیان کیلئے وقت نہیں ہے۔ میری سرگزشت بہت پر اسرار اور عجیب ہے۔ اور میں اسکا چند لفظوں میں ذکر نہیں کر سکتی۔ البتہ اس بات کا میں تم سے قرار کرتا ہوں۔ کہ اگر قانون کا تقاضا یہ ہو کہ میں اپنے جرائم کے نادان میں سرکاری جلاؤں کے ہاتھوں سے گذردوں تو میں اس سرگزشت کو تمہارے مطالعہ کے لئے مفصل لکھ کر چھوڑ جاؤں گا۔“
”وہاں اس ایسی باتیں نہ کر دو“ آکسفورڈ نے کہا ”دین اب بھی تمہیں بچاؤں گا۔“
خواہ مجھے اس کیلئے بادشاہ سلامت کے قدموں میں دوزخ ہو کر یہ نہ کہنا پڑے کہ ریفریڈورڈ برا اپنا بھائی ہے۔“

رہنمود ڈنٹے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا: "اسکی خاطر جسے مجھ سے محبت ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس میں کامیابی ہو لیکن میں اپنی داستان کا تھوڑا سا اور حصہ اس وقت بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں معلوم ہوتا ہے حبیب میرا نڈھ مٹیاب ہوئی۔ تو حبیبیوں نے ا میری نسبت غلط فہمی میں ڈالنے کیلئے میری موت کا قصہ کھڑ لیا۔ چنانچہ چند ماہ پہلے تک جب میری اُس سے گفتگو ہوئی۔ وہ اس دھوکا دہی کی نسبت بالکل لاعلمی کی حالت میں تھی۔ اس گفتگو کے بعد ان میں اُسے میری زندگی اور مجھے اپنی سرگزشت کا علم ہوا۔ میرا نڈھ نے مجھے یہ بھی بتایا کہ تجھ کو بڑا بھی نڈھ ہے۔ اور لندن میں بہت سا مال دولت رکھتا ہے۔ وہ اپنی دولت لندن سے گئی تھی۔ اور فح استعجاب کیلئے اس نے بونز کی نسبت لوگوں سے سوالات پوچھے اس ذریعہ سے جو کچھ اُسے معلوم ہوا۔ وہ اُس نے میرے سامنے بیان کر دیا اس وقت مجھے خیال آیا کہ بہتر ہے میں لندن جا کر کسی طرح اُس شخص سے ملوں۔ جو میرے ورثہ برقا لبض ہو چکا ہے اور ایسے موقع کا منتظر ہوں جسکی بدولت وہ رقم جو حاصل میری تھی میرے سود و رسود اس سے حاصل ہو جائے۔ مجھے میرا نڈھ کی زبان پر یہ بھی معلوم ہوا کہ میری غریب ماں کے کپڑوں میں لکھی موت کے بعد بعض کاغذات پائے گئے تھے جنکو بونز نے بڑے شوق سے پڑھا۔ اور حفاظت سے رکھ لیا تھا۔ اسلئے میں اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح ان کاغذات اور اس روپیہ کو جو حقیقت میں میرا ہے۔ اس سے حاصل کروں۔ اگر وہ کاغذات کسی طرح دلچسپ اور مفید ثابت ہوں۔ تو بہتر اگر نہ ہوں۔ تو پھر بھی ان پر فائدہ کرنے میں ہرج نہ ہوگا۔ اسی نیت سے میں لندن آیا۔ اور ملک نامی ایک پرانے دوست کی معرفت جو مجھ کو بونز کا بھی شناسا تھا میری اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ایک خاص طریق پر اسکے سامنے اپنی خدمات پیش کیں جسے اس نے منظور کر لیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ وہ میرے لئے کام بخوڑ کیا کرے۔ اور میں لوٹ مار کر کے لادوں۔ اسکی شرائط اس قدر جاہلانہ تھیں کہ میں انہیں مضحکہ خیز سمجھتا۔ اگر ان کی تہ میں مجھے اپنا مدعا درپیش نہ ہوتا۔ وہ موقعہ جس کی میں تلاش میں تھا اُنہیں سے پہلے مجھے مل گیا۔ مجھے اپنی کوشش میں پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کے جمع کردہ خزانہ سے میں بڑی رقم اٹھا لیا۔ اور وہ کاغذات بھی جنکا میں نے حوالہ دیا ہے۔ مجھے مل گئے۔"

ازل نے پوچھا۔ کیا وہ کار آمد کاغذات تھے؟

ٹام رین نے جواب دیا۔ ”آرتھر۔ وہ اس قدر بیش قیمت کاغذات ہیں۔ کہ انگلستان میں میری بجائے کوئی اور ہوتا۔ تو اس عظیم موقعہ سے جو اس طرح اُسے حاصل ہوا۔ ضرور فائدہ اٹھاتا۔ لیکن میری نگاہ میں ان کاغذات کی بدولت خیرگی پیدا نہیں ہوئی۔ اور نہ میں ان کی ترغیب میں آیا۔ میں جانتا تھا۔ کہ میں ایک بڑا نام۔ تباہ حال شخص ہوں۔ میرے افعال بدکا شمار نہیں۔ اس کے علاوہ آرتھر مجھے تمہارے ساتھ غائبانہ ہمدردی تھی۔ اور میں اہل تکلم کے قابل فخر نام کو داغ لگانا نہیں چاہتا تھا۔“

رفیورڈ نے جس موثر لہجے میں یہ الفاظ کہے تھے۔ اس سے متجرب ہو کر ازل نے کہا۔ ”پیارے بھائی۔ یہ ستم کیا کہتے ہو؟“

ذلیل رینن امیر کبیر سے مخاطب ہو کر بولا۔ ”میرا مطلب یہ ہے کہ گذشتہ چند دن کے عرصہ میں ایک ایسا عظیم الشان شرمیری رسائی میں تھا۔ اداب بھی ہے کہ جسے میں ہاتھ پھیل کر فوراً ہی حاصل کر سکتا ہوں۔ وہ شرم جسکے حاصل کرنے کو لوگوں کی عمریں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کیا یہ بتانا ضروری ہے کہ وہ شرم اہل تکلم کا قابل فخر لقب اور اس کی عظیم الشان دولت ہے۔“

”ٹامس۔ پیارے بھائی۔“ ازل نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک عجیب شبہ اس کے دل میں پیدا ہو گیا۔

رفیورڈ پھر کہنے لگا۔ ”ہاں میں اگر چاہتا۔ تو تمہارے خطاب اور تمہاری نعت و دہنوں پر قابض ہو سکتا تھا۔ لیکن مجھے ان میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں بات یہ ہے کہ۔ تجن بوز کے کاغذات میں ایک ایسا کاغذ ہے۔ جسکی بدولت میں ایک شخص کی ذات کو قربان کر کے لارڈ کا قابل فخر رتبہ اور دولت حاصل کر سکتا ہوں۔ لیکن ایسا کرنے کیلئے ضروری تھا۔ کہ تمہارے حق کو چھینا جائے کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کیلیویا مینز کی بیرو والد سے جائز طور پر شادی ہو چکی تھی۔ اور اس نے کوئٹس آف اہل تکلم کا رتبہ حاصل کر لیا تھا۔ اسلئے اے آرتھر میں جائز طور پر یہ سجدہ تمہارا اظہار بھائی بھائی“

”ادہ! میں یہ کیا سنتا ہوں۔“ آرتھر نے متعجب ہو کر کہا۔ اور اس سے تمہاری اتنی عظیم فیاضی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن پیارے بھائی یہ نہ خیال کرو۔ کہ تمہاری زبانی یہ سن کر

مجھے کسی قسم کا رنج پہنچا ہے۔ ہرگز نہیں یہ جاننا کہ والد نے دم آخر میں تمہاری ماں سے
الضاف کا سلوک کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے اپنے آپ کو اس سے کم خطا دار بنایا یا سمجھتا
کہ وہ باوی النظر میں معلوم ہوتے تھے میرے لئے اس قدر حقیقی اطمینان اور راحت کا موجب
ہے کہ میں دولت اور تہ سے دست بردار ہو کر بھی اسے حاصل کر سکیا ہوں۔
رینفوڈ کہنے لگا: ”آر تھر تمہاری طرف سے غیر معمولی فیاضی کا اظہار ہو رہا ہے لیکن
میں یقین دلاتا ہوں کہ وہ نشان امارت جو تمہاری پیشانی کو زیب دیتا ہے اور وہ دولت جسے
تم رفاه عام کے مشیما کا مول میں صرف کر رہے ہو تمہیں کو مبارک ہے۔ آر تھر مجھے نہ رتبہ
کی پروا ہے۔ نہ دولت کی چاہ۔ اور اگر ان میں سے کبھی کسی کی خواہش دل میں پیدا ہوئی بھی
ہو۔ تو وہ فصول اور بے اثر خواہش اس وقت کس کام کی ہے کیونکہ تم دیکھتے ہو میں جلی نہ کی کوٹھی
میں بیچراست پڑا ہوں بچہ پر ایک ناکالزام لگایا گیا ہے۔ اور میری زندگی خطرہ میں ہے۔
اگر تمہاری کوششوں سے میری جان بچ بھی گئی۔ تو کیا میرے لئے زندگی نہ ہوگا۔ کہ
اپنے آبائی وطن سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو جاؤں کیونکہ اگرچہ تم ان شخص کو جو اس قدر
کی تہ میں ہر دست کا ردائی سے دست بردار ہونے کیلئے آمادہ کرو۔ یا وہ معاملات
کو حد انتہا تک پہنچا دیں۔ اور تمہاری اپنی کوشش سے دم آخر میں میری جان بچ جائے
بہر حال میں اس ملک میں نہیں رہ سکتا۔ جو اس سے نکل کر میرے لئے اس ملک میں رہنے
ہوئے دوبارہ نیکنامی حاصل کرنا غیر ممکن ہے اور اگر مجھے سرائے موت دی گئی۔ اور پھر
تمہاری کوششوں سے معافی ملی۔ تو کیا اسکے ساتھ سرکاری طور پر بشرط عائدہ کی جائے گی
کہ میں اپنی بقیعہ انگلستان سے باہر سیر کر دوں۔ اسلئے اسے آر تھر اگر اطمینان کے قابل تھو
لقب کو حاصل کر سکی میرے دل میں خواہش بھی ہوتی۔۔۔ اگر میں اس طرح امارت کو
جو تمہاری پیشانی کو زیب دیتا ہے۔ حاصل کر سکی چاہ رکھتا۔ تو اسکے زیارت کوئی کوشش
کرنا سر اسر دیوانگی میں داخل تھا لیکن میں بچہ رکھتا ہوں کہ مجھے نہ دولت اور نہ رتبہ
کی پروا ہے اور اس کے ساتھ ہی نہ حالات اسکا اتفاق کرتے ہیں نہ طبیعت ہی یہ پہنچتی
ہے کہ جو اعزاز اور عدلت تمہیں حاصل ہے میں اس میں دخل انداز ہوں۔۔۔“
ارل کہنے لگا: ”انہوں نے تمہاری ملاقات بھائیوٹی عیشیت میں اس سے پہلے نہ ہوئی۔
ہم اس پر حیدر کی طرح کے جزم تم سے منسوب کیے جاتے ہیں تاہم امر واقعہ یہ ہے کہ تمہاری

طبیعت نہایت فیاض اور نہایت خیالات بہت بلند ہیں۔ آہ اب میں سمجھ گیا کیسے
 تم شب گزشتہ کو لیڈی ہیٹ فیلڈ کے مکان پر مضطرب نظر آتے تھے۔ اور کس لئے تم نے
 یہ بات کہی تھی کہ میں اس مکان سے نکلنے کی اجازت صرف تم سے بہت چاہتا ہوں۔
 کوئی اور سنا تو اس سے بزدل حال کرتا میری حماقت دیکھو کہ میں جوش میں آ کر تم پر
 اٹھا رہا تھا مگر کیا بات ہے کہ جو حالات تم نے بتائے ہیں وہ اس وقت ظاہر نہ کر دے؟
 ریفورڈ نے جواب دیا: ”اسے بھائی میری پیدائش کا لازماً تمہیں ہرگز میری اپنی زبان
 سے معلوم نہ ہوتا میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہیں معلوم ہو میرا ایک ایسا رشتہ دار ہے۔
 جس کے احوال کو دیکھ کر نامت محسوس ہوتی ہے۔ لیڈی ہیٹ فیلڈ کے مدبر وہ اٹھا۔
 اس غرض سے کرنا پڑا کہ۔۔۔“

لارڈ ایلنگھم اس ردی کے لمحہ میں بولا: ”یہ کچھ بھائی۔ ان باتوں کو جانے دو میں کسی حالت
 میں تمہیں ملاست نہیں کر سکتا۔ اگرچہ یاد جو اسکے تمہیں معلوم نہیں تھے اس وقت
 کے کس قدر محبت تھی۔ اور اب بھی ہے۔ انہوں نے اس بارہ میں میری امیدیں... لیکن آؤ
 ہم اس مضمون کو بدل دیں“ اس نے جلدی ہی تک کہ کہا: ”تم مجھے یہ بتاؤ میں اس
 سچ کو کم کر دے کیسے کیا کر سکتا ہوں۔ جو کہاری گرفتاری پر اسے محسوس ہوتا ہے جبکہ
 تم نے پیشتر حال دیا۔ کیا تم اس کے پاس کوئی پیغام پہنچانا چاہتے ہو؟“

ریفورڈ ایک لمحہ بھروسہ چکر کھینے لگا۔ ”ہاں بہتر یہ ہے کہ تم اس سے ملو۔ اسے میری طرف
 سے کہنا کہ وہ ان تمام کاغذات کو تمہارے حوالے کر دے جن میں ہمارے والد کی میری باپ
 کے ساتھ شادی کا ذکر درج ہے اور میری پیدائش کا بھی ذکر موجود ہے وہ میرے سارے معاملات
 سے خبردار ہے۔ پہلے میرا لڑا تھا کہ ان کاغذات کو اپنے پاس رکھوں کیسی خاص مطلب کو پورا کرنے
 کیلئے نہیں۔ نہ انہیں استعمال کرنے کی غرض سے۔ بلکہ اس ناقابل بیان خواہش کو پورا کرنے
 کیواسطے جو اب ان کاغذات مضبوط سے مضبوطی انسان میں پیدا ہو جاتی ہے میں چندن کے
 عرصہ میرا اس پاک سے جانے کی تیاری کر چکا تھا، اور سوچتا تھا کہ کسی غیر ملک میں پہنچ کر میں
 اپنی دلدل اور لذت کے متعلق ان کاغذات کو دیکھ کر غرش ہو کر لوں گا اسکے علاوہ شاید
 یہ خیال میرے ان کاغذ کو اپنے پاس رکھنے کا مقصد ہی ہو کہ میں اپنے آپ سے کہہ سونگا
 کہ ایک عظیم الشان خطاب اور شاہانہ دولت میری گرفت میں ہے۔ لیکن میں ان پر قاب

ہونا نہیں چاہتا کیونکہ میرا اس رتبہ کے لائق نہیں اور نہ مجھے عدلت کی پروا ہے۔ لیکن اب میرا انجام خواہ کچھ ہو مناسب یہی ہے کہ ان کاغذات کو تلف کر دیا جائے۔ وہ جسے آپ یہ کاغذات محفوظ ہیں۔ مجھ سے بچہ محبت کرتی ہے۔ وہ میری پرستار ہے لیکن اس میں ایک کمزوری ہے۔ جو پہلے بھی ایک موقع پر باعث تشویش ہو چکی ہے یعنی یہ کہ وہ بھر لیلیہ لباس قیمتی زیورات اور ایسے سامان نمودی بہت خواہشمند ہے جو اکثر عورتوں کے دلوں میں چکا چوند پیدا کرتا ہے۔ یہ جذبہ اسکے دل میں اس قدر درکار ہے۔ کہ اس کی باقی خویوں پر بھی حادی ہو جاتا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ وہ کاغذات اسکے فقہیہ نہ رہیں بہتر ہو کہ انہیں خرد تلف کر دیا جائے۔ تاکہ کوئی وقت ایسا نہ آئے کہ وہ کسی ناقابل خرد غریب کے زیر اثران سے کوئی بی کام لینے پر آمادہ ہو پس اگر تم میری دلی تشویش کو ایک حد تک رفع کر کے خواہشمند ہو۔ تو مہربانی سے خرد اس سے ملو جب تم وہ ساری باتیں جو ہمارے درمیان ہوئی ہیں۔ اسے بتاؤ گے تو وہ ضرور تمہیں وہ کاغذات دیدیگی اس لئے بعد تم نے انہیں پرھ کر جلا دینا۔۔۔“

لاڈو ایلنگھم نے کہا ”ٹامس میں ہر بات تمہارے کہنے کے مطابق کر دینگا۔ لیکن مجھے ان کاغذات کو جلا نیسے معذور سمجھو کہ تم اگر ضیاع ہو۔ تو مجھے بھی ایک حد تک انصاف پسند ہونا چاہیے میں ان کاغذات کو تمہارے لئے بحفاظت رکھوں گا۔ تاکہ شاید کبھی وہ دقت آئے جب تمہارا اندہ بدل جائے۔ اور تم ان کاغذات کو حاصل کرنا یا ان سے کام لینا ضروری سمجھو۔ میں خود تلخی کے لہجہ میں کہنے لگا ”کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ اگر قسمت میری یاد ہو تو میں اس نشان امارت کو جو تمہیں یہ دیتا ہے چھین لوں گا۔ آخر اگر واقعی تمہارا یہ خیال ہے۔ تو تم مجھ سے سخت نا انصافی کر رہے ہو۔“

امیر موصوف نے پرجوش لہجہ میں کہا ”یہ خدا شاہد ہے کہ میں عدا ایسا نہیں کرتا لیکن انصاف چاہتا ہے۔۔۔“

”خیر جیسے تمہاری مرضی ہو اسی طرح کرو“ رنیفورڈ نے اس گفتگو کو ختم کرنے کیلئے کہا۔ ”تم ان کاغذات کو حاصل کر لو کیونکہ میں جانتا ہوں اگرچہ اسے مجھ سے بچہ محبت ہے تاہم اس کی نسبت وہ تمہارے پاس زیادہ محفوظ رہیگی۔ ادب میں چاہتا ہوں کہ تم پر ایک ادا نہ ظاہر کروں۔ جو اس عورت کے متعلق ہے جس سے تم اب ملنے جا رہے ہو

وہ ایک حیرت خیز راز ہے ...

”اسحق کے متعلق“ ہم ازل نے جلدی سے پوچھا۔

”پھر وہی نام!“ ریفورڈ نے گھبرا کر کہا۔ ”اسحق کی کل بات میرے لئے نہیں اس بات کا یقین نہیں دلایا تھا کہ اسحق اتنی ہی پاکباز اور بے عیب ہے جتنا کسی عورت کیلئے ہونا ممکن ہے۔ وہ غریب تو میری صورت تک سے ناواقف ہے۔ غریب تم خود یہ معلوم کر سکو گے۔ کہ میں نے نہیں کسی مغالطہ میں نہیں ڈالا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں زیادہ عرصہ شش در پنج میں نہ رکھوں ...“

عین اس وقت ایک پہرہ دار کمرہ میں داخل ہوا اور کہنے لگا۔ ”اس ملاقات کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ وقت پہلے ہی بہت گزر گیا ہے۔ ادا اب سارے فیصلے کی کوٹھڑیوں کو منتقل کیا جا رہا ہے۔“

ریفورڈ نے آواز نہ کر کے بھائی سے کہا۔ ”مجھے اُمید ہے کہ تم کل پھر ملنے آؤ گے۔ اس وقت تم ٹکان نمبر ۵ بریڈن سٹریٹ لاکس فیلڈس کو جاؤ۔ وہ یہاں سے بہت دُور نہیں ہے۔ وہاں پر سنر ریفورڈ کا پتہ پوچھ لیا۔“

ازل نے اسکا ہاتھ اس انداز سے دبا یا۔ گویا یقین دلانا چاہتا تھا کہ تمہاری ہدایات پر ٹپے طور سے عمل کیا جائیگا۔ چونکہ پہرہ دار اب بہت بچپن نظر آتا تھا نوجوان امیر ملاقات کو طول دے بغیر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

مگر قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ اسحق ڈی ڈینا کے متعلق اس عجیب و غریب راز کا حل اس قدر جلد منکشف ہو جاتا۔ جتنا ازل آف المینگم کو اُمید تھی۔ بلیچ نے سے باہر نکلا۔ تو اس نے دیکھا کہ پھاٹک کے قریب ایک کریمہ نظر شخص ادھر ادھر آوارہ پھر رہا ہے۔ لمپ کی بدوشی میں امیر موصوف نے پھاٹک سے نکلنے وقت اس کا چہرہ دیکھا۔ تو وہ بہت نفرت انگیز نظر آیا۔

واضح رہے کہ جن واقعات کا اس باب میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ سب موسم سرما میں ظہور پذیر ہوئے تھے جبکہ شام کے چار بجے ہی تاریکی پھیلنے لگتی ہے۔ اور اس وقت قریباً چھ بجے کا وقت تھا۔ اور ہر طرف دھند چھائی ہوئی تھی۔ جیٹانہ کے پھاٹک سے نکل کر ازل جلد جلد قدم اٹھاتا ایک طرف سوچا۔ اور قریباً

نیں گز کے فاصلہ پر پہنچ کر اس نے ایک راہرو سے لاکس فیلڈس کا راستہ پوچھا۔
یہ شخص چونکہ اجنبی تھا۔ اس لئے راستہ نہ بتا سکا۔ لیکن فوراً ہی ایک اور شخص نے
اس کے ہڑھک کر کہا۔ دو جناب میں آپ کو راستہ بتاتا ہوں۔“

لارڈ ایلنگٹھم نے ہارس مونگر لین کی ایک کھڑکی سے نکلنے والی روشنی میں دیکھا۔
تو معلوم ہوا کہ یہ وہی بدنام شخص ہے۔ جسے اس نے جیل خانہ کے پھاٹک میں سے
دیکھا تھا۔ ایک لمحہ کیلئے اس نے اس کے ساتھ جانے میں تامل کیا لیکن فوراً ہی اپنے
مہم خطر سے شرسار ہو کر وہ شخص مذکور کے ہمراہ ہو لیا۔

وہ یہ کہہ کر پیچھے مڑا۔ ”آپ غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔ لاکس فیلڈس کو جانے
کا راستہ جیل خانہ کے چھلی طرف گویا ہے۔“

چنانچہ اس کو ساتھ لیا کر وہ ہارس مونگر لین کے راستہ پر پڑ پڑ کر کی طرف ہوا
لیکن جیل خانہ کی دیوار کے ساتھ ساتھ گزرتے وقت آرتھر نے دیکھا کہ دو تین اور
آدی تھوڑے تھوڑے فاصلے سے آوارہ پھرتے ہیں اور اسے بھی معلوم ہوا کہ ان کے پاس سے
گزرتے وقت وہ شخص جو اسے ساتھ ساتھ لے جا رہا تھا۔ ایک خاص انداز سے کھانسا۔
اب بادیو ڈری کو شش کے ریل کے دل میں ان خود تشویش پیدا ہونے لگی لیکن

پھر بھی نہ وہ پیچھے مڑا۔ نہ اس نے اپنے رہبر سے کسی طرح کا سوال پوچھا۔

لیکا کی کسی نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا۔ ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے اسے زور کا
دھکا دیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا گیا۔ اس نے ہائی
کیلے بہت جدوجہد کی لیکن اس کا رہبر بھی اُلٹا اُسی پر ٹوٹ پڑا۔ اب وہ چار طاقتور
شخصوں کے قابو میں تھا جن کی متفقہ قوت کا مقابلہ کرنا صریحاً غیر ممکن تھا۔

بادو اس کے اس نے امید کو ہاتھ سے نہ دیا اور ایک ارٹھمن کا ہاتھ منہ سے ہٹانے
میں کامیابی حاصل کر کے اس نے مدد کیلئے زور کی چیخ ماری لیکن اس کے ساتھ ہی کسی نے
پستول کا سر اڑے زور کیا اس کے سر پر تیر گیا۔ اور وہ ہمیشہ ہو کر گر پڑا۔

جب اسی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ کسی انتہا درجہ کے تاریک مقام میں پڑا ہوا اور
نیچے کوئی کھردرا سا بچہ بیٹھا ہے۔ اور ہر ادھر بازو پھیلائے۔ تو اس کا دایاں ہاتھ ایک
سخت پتھر کی دیوار کی طرف لگا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور اس نے بڑی احتیاط سے دونوں

ہاتھ دایس بائیں طرف پھیلائے۔ لیکن یہ خوفناک گریز اسرار حقیقت جلدی ہی اس پر واضح ہو گئی۔ کہ میں ایک تنگ قید خانہ میں محصور ہوں۔

لیکن یہ کونسا مقام ہے؟... کس شخص نے مجھے یہاں قید کیا؟... کس مطلب کے لئے ایسا کیا گیا؟... یہ سوالات تھے۔ جو رہ کر اسکے دل میں اُٹھتے تھے۔ اور ان کا کوئی جواب نہ آتا تھا۔

نوجوان امیر قید خانہ اور اپنے خیالات کی تابی میں بے بس اور بکیں پڑا ہوا تھا۔

باب ۴۹ رنجِ دہ گفستگو

جس روز یہ واقعات ظہور پائے۔ اسی کی صبح کو مسٹر سلنگسی کے مکان واقع اولڈ ریلنگٹن سٹریٹ میں مسٹر کلیرنس دلیرنا اور اس کی عزت دار بھوپتی کے درمیان ملاقات ہوئی۔ کلیرنس دلیرنا قریباً ہفتے اسکے مکان پر رہی۔ کیونکہ اس طالع کی وجہ سے جو اسے اس شخص سے حاصل ہوئی۔ جسے وہ اب تک کتیاں پار کس ہی سمجھتا تھا۔ اور جسے شب گذشتہ کو گرفتار ہوئی اُسے مطلق خیر نہ تھی۔ اُسے رات بھر بچینی رہی اور نیند نہ آئی۔

جب وہ اس مکان پر پہنچا۔ تو مسٹر سلنگسی ایڈیلٹس اور ڈرامنڈ تینوں ایک پراسٹیشن چھوٹی سی نشست گاہ میں بیٹھی تھیں۔ پہلے تو ان میں اس قدر غیر معمولی سویرے جبکہ اسکے ذوق واقع سرسٹ ہوئے کو جانیکا دقت تھا۔ اسکے خلاف معمول ان کے پڑی بچینی کا اظہار نہوا۔ اور دونوں بہنوئی کو یہ تشویش پیدا ہوئی کہ ہمیں ہمارے والد کو ہمارے جانے سکونت کا علم ہو گیا ہو۔ لیکن اُس نے جلدی ہی یہ کہہ کر ان کا اطمینان کر دیا۔ کہ آج دفتر میں تعطیل تھی۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ صبح کا کھانا آپ ہی کیسا تھل کہ کھاؤں۔

مسٹر سلنگسی کہنے لگی "کلیرنس میں تمہیں خوش آمد یکہتی ہوں" ایڈیلٹس بھی اپنے عاشق کی اس غیر متوقع آمد سے اس قدر خوش ہوئی۔ کہ اس کے خضار دنگی سر جڑی بڑھ گئی اور آنکھوں میں خوشی کی چمک پیدا ہوئے سے اس کا حسن دوبالا ہو گیا۔

لیکن بعد ازاں اگرچہ مسکرا نے اور خوش و خرم ہوئے کی کوشش کرتی تھی۔ تاہم اُس کی اُداسی اور اندر رنجی قائم رہی۔

کلیرنس کہنے لگا: کل رات میری کپتان سبارکس سے ملاقات ہوئی تھی معلوم ہوا
وہ امریکہ کو جا رہے ہیں۔ وہ مجھ سے اودا اعلیٰ ملاقات کرنے آئے تھے۔ اودا مجھ سے
کا بھی میرے ذمہ ٹال گئے ہیں۔ جسے میں نے خوشی سے منظور کر لیا۔
سنر سلنگسبی بونی بڈا دم نے پادری ساکنز کی زبانی ایک ہینایت خوشگوار
اور پر لطف وعظ سنا۔

ولیر نے اپنی بھوپھی کبیرف دیکھے بغیر کھانے کی چیزوں پر نظر لگائے ہوئے کہا۔
”کیا وہاں سٹر شپ شینکس بھی موجود تھے؟“
سنر سلنگسبی سنجیدگی اور لامت کے لہجہ میں کہنے لگی: کلیرنس تمہارا سوال ناوقت لگتا
ہے۔ بلاشبہ ہم نے یہ بات مذاقیہ لہجہ میں پوچھی ہے لیکن اس کی بات تو ان دنوں سخت سچ سچ
سکتا ہے۔ جو دنیا کی بہتری کیلئے کوشاں ہیں سٹر شپ شینکس نے ایسا طرز عمل اختیار
کیا کہ اس سے مذہبی دنیا میں حیرت در سچ پیدا ہو گیا ہے۔ سرسری کوٹنی نے
جب یہ واقعہ سنا۔ تو انہیں بھی اس سے سخت حد مرہ پہنچا تھا۔

”اوہ ہنری کوٹنی کو؟“ کلیرنس نے لاپرواہی سے کہا: ”حالانکہ میرا اپنا خیال یہ ہے
کہ ان جیسے فیشن ایل شخص کوشپ شینکس یا ساکنز جیسے آدمیوں کی پروا نہیں۔“
سنر سلنگسبی کہنے لگی: ”کلیرنس آج تمہیں کیا ہو گیا ہے جتنی باتیں کرتے ہو۔ ان
سے طنز اور لاپرواہی کیسی جو آتی ہے۔“

”بالکل نہیں بھوپھی جان میرا اپنا خیال یہ ہے کہ جو شخص عیش پسندی کی زندگی بسر
عادی ہو۔ جو پارٹیوں میں شریک ہوتا ہو۔ اور حصہ و سیٹ اینڈ کے امر کی صحبت
میں رہے۔ اُسے اتنی خیریت کہاں مل سکتی ہے کہ مردم خوردوں کیلئے کپڑا ہم پہنچانے
والی انجن کی کا دوا بیوں میں حصہ لے۔“

سنر سلنگسبی کہنے لگی: ”کلیرنس تمہاری باتوں سے مجھے سخت تعجب ہوتا ہے کیا تم اکیلے
تعریف السنی ٹویشن کو بدنام کرنے کیلئے اُسے مردم خوردوں کو کپڑا ہم پہنچانے والی انجن کہہ
ہو؟ پہلے میں خیال کرتی تھی تمہارے دل میں اس ملک کی مذہبی اور دینی نوع انسان کی
بہتری چاہئے والی جماعتوں کیلئے عزت اور احترام کا جذبہ موجود ہے۔ مگر۔۔۔“
کلیرنس بدستور۔ سرسری اور لاپرواہی کے لہجہ میں بولا: ”بھوپھی جان اگر آپ کو میری گفتگو سے

رنج پہنچا ہو۔ تو میں معافی چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے اسوقت مجھے اس جماعت کا صحیح
 نام یاد نہیں رہا تھا۔ جس سے اس بد معاش اور یا کار شیطانیس کا تعلق تھا؟
 مسٹر سلنگبی حیرت میں تھی کہ آج اس شخص کی گفتگو کا لہجہ اتنا بدلا ہوا کیوں
 ہے۔ کہنے لگی: ”کلیرنس“ تم اتنے سخت الفاظ استعمال نہ کرو یہ چند کہ مسٹر شیطانیس نام صحیح اور
 شخص کی نظر سے گر چکے ہیں تاہم معافی کا جو ہر سچے عیسائی کے اندر موجود ہونا چاہیے اور
 اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم شرار النفس شخص کی حرکات کو بھی درگزر کی نظر سے دیکھیں۔
 کلیرنس نے کہا: ”ممکن ہے۔ آپ کا نقطہ خیال ہی ہو۔ لیکن میں تو ایمان کی بات کہتا ہوں
 کہ آج جب میں نے اخبارات میں ان واقعات کا حال پڑھا۔ تو اس بد معاش شیطانیس
 کے خلاف اتنا غصہ آیا کہ میں کہتا تھا۔ اُسے نیوگیٹ کے جیلی نہ میں بھی سجدیا جائے تو یہی
 نہیں میری اپنی رائے یہ ہے کہ اگرچہ ہرنی ایک خونخوار جرم ہے۔ لیکن جو شخص مذہب
 کے پردہ میں لوگوں سے روپیہ ٹھکتا ہے۔ وہ کسی ہرن سے بھی زیادہ مجرم اور قابل
 سزا ہے۔ پھر سچی جان میں یا کاذب کی سخت کردہ اور قابل نفرت نعل سمجھتا ہوں اور
 ایک تجھدار اور باخبر عورت کی حیثیت میں یقین ہے۔ آپ بھی میرے خیالات کی تصدیق
 کریں گی۔۔۔ لیکن ذکر سر ہرنی کو دینی کا تھا۔۔۔“
 ایڈیلٹس بالکل بھولے پن سے کہنے لگی: ”یہنا سب نہیں کہ تم ان کے خلاف کوئی بیجا
 لفظ کہو۔ کیونکہ وہ زمانہ کی نظر میں ان کی عزت اور احترام بہت زیادہ ہے۔“
 ”اس لئے کہ مسٹر سلنگبی نے ان کی نیکیوں، صفات حسنہ اور ان کی خصلت کی میرے سامنے
 اتنی تعریف کی ہے کہ میں انہیں ایک نیک اور قابل عزت شخص سمجھنے لگی ہوں۔“
 وہ زمانہ نے پُر جوش لہجہ میں کہا۔ جو اسوجہ سے آدھی مٹوڑ تھا کہ اپنی روحانی پاکباز
 کیوجہ سے وہ نہیں جانتی تھی کہ مجھے اس تعریف کی حد اتنا کوشش نظر رکھنا چاہیے۔
 مسٹر سلنگبی کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اور اس نے عجیبی سے اپنے بے نیکی کی طرف دیکھا
 گو اُسے بظاہر یہ بات نظر نہ آئی۔ کہ گفتگو نے ایک ایسا رخ اختیار کر لیا ہے۔ جو مسٹر
 سلنگبی کیلئے رنجہ ہے۔ بات یہ ہے کہ شب گذشتہ کی گفتگو سے اس کے دل میں اپنی پوچھ کے
 متعلق جو شبہات پیدا ہوئے تھے انہیں اب مزید تقویت حاصل ہو گئی تھی جتنا زیادہ وہ اپنی
 پوچھ کی خصلت پر غور کرتا تھا۔ اُسی قدر بات واضح ہوتی جا رہی تھی کہ میری باتوں نے

سامنے ایک پردہ سا چھایا ہوا تھا جس کی وجہ سے میں اب تک اس کی حقیقی فطرت سے واقف نہ ہو سکا۔

چنانچہ ظاہری سکون اور اطمینان کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا۔ ”اچھا تو روزنامہ۔ کیا تم بھی سرسہری کورٹنی کی مداح ہو؟“

سرسہنگسبلی جلدی سے کہنے لگی۔ روزنامہ جانتی ہے کہ نیکی کسی حال میں ہو۔ بہر حال قابلِ عزت ہے۔“

روزنامہ بونی۔ اور کیوں میڈم سرسہری کورٹنی تو ساری نیکیوں کا بحجم نمونہ ہیں۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے؟“

عابد بیوہ نے کہا۔ میں بارہ مہینوں کا یقین دلا چکی ہوں کہ وہ بڑے نیک آدمی ہیں لیکن بہتر یہ کہ ہم اس گفتگو کا رخ بدل دیں جو کلیرنس کو خوشگوار معلوم نہیں ہوتی۔“

ولیرز بڑی سردہری سے بولا۔ میں اتنا خود غرض نہیں ہوں۔ کہ اس گفتگو کو ترک کرنے پر نہ در دہوں۔ جو روزنامہ کیلئے اس قدر موجب تسکین ہے۔ اگر وہ اس حیثیت سے کہ ایڈیٹرز

کی شادی کے بعد میرا عزیز روزنامہ سے قریبی رشتہ قائم ہو جائیگا۔ میں اُسے یہ جتلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جسے لوگ فیشن اسپل دنیا کہتے ہیں۔ اس کے کسی فرد واحد کی

کامل نیکی یا پاکیزگی پر اعتماد کرنا اکثر نامناسب ہوتا ہے۔ اس بارہ میں حد سے بڑھے ہوئے خیالات کو بدل میں جگہ نہ دینی چاہیئے۔“

روزنامہ گر مجبوشی سے کہنے لگی۔ ”نگر کلیرنس سرسہنگسبلی نے مجھے اس بات پر یقین دلا دیا ہے کہ سرسہری کورٹنی کی ذات عاقلانہ سے مستثنیٰ ہے۔ اور یہ کردہ نیکی اور فیاضی

کا بہترین نمونہ ہیں۔ نیز یہ کہ کوئی شخص اُن کی بھیت پر عمل کر کے پشیمان نہیں ہو سکتا میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔۔۔“

روزنامہ نے سمجھتے کہتے رک گئی کیونکہ سرسہنگسبلی نے یہ دیکھ کر کہ کلیرنس کا چہرہ اس بھولی لڑکی کی زبانی اس قدر جوش کا اظہار ہوتے دیکھ کر جسے خود سرسہنگسبلی نے

اس کے اندر اپنی ہلکارا نہ چالوں سے پیدا کیا تھا۔ سُرخ ہو گیا ہے نیز کے نیچے روزنامہ کا پاؤں اپنے پاؤں سے دبا دیا تھا جس کا مطلب قدرتی طور پر اس نے یہی سمجھا۔ کہ مجھے

اس بارہ میں زیادہ گفتگو نہ کرنی چاہیئے۔

اب سنرسلنگبی دونوں لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگی ”تم دوسرے کمرہ میں چلی جاؤ۔ میں کلیرنس سے کچھ گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔“

ایڈیلٹس نے بہن کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے مذاقیہ انداز سے کہا۔

”دیکھیے ہمیں زیادہ عرصہ دوسرے کمرہ میں نہ بیٹھا رکھئے گا۔“

ان کے چلے جانے پر اب اس کمرہ میں صرف سنرسلنگبی اور کلیرنس رہ گئے۔ ادویہ ظاہر ہے کہ دونوں کی ذہنی حالت بجائے خود بڑی تکلیف دہ تھی۔ ایک طرف سنرسلنگبی محسوس کرتی تھی کہ آج ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ اور چونکہ اس کا ہنر گنہگار تھا۔ اس لئے اس کے دل میں صد ہا مبہم شبہات پیدا ہو رہے تھے۔ دوسری طرف کلیرنس کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ سنرسلنگبی جسے آج تک بیت قابل عزت خاتون سمجھتا رہا ہوں۔ درحقیقت ایک قابل نفرت و حقارت عورت ہے۔

بہنوں کے کمرہ سے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ خاموشی رہی لیکن آخر جب یہ خاموشی ناگوار ہو چلی۔ تو سنرسلنگبی نے اسے رفع کرنے کے لئے لپکپکاتے ہوئے لہجہ میں کہا ”کلیرنس معلوم ہوتا ہے۔ آج تمہاری طبیعت بہت بچپن اور بچیدہ ہے۔“

اس نے اس کی طرف رخ کر کے ادراپنی لگا ہیں اس کے چہرہ پر گڑو گڑو کیا اس پر محسوس کرتی ہیں کہ آپ کا سر ہنری کوڑنی کی نیکیوں اور خوبو کی اس قدر تعریف کرنا سخت ناواقف اندیشیانہ اور دانائی سے بعید فعل نہ تھا۔ جب میں یہاں آیا۔ تو دیکھا کہ روزانہ فکرسند اور تشویش کی حالت میں ہے اور وہ اس وقت تک خاموش رہی۔ جتنے کہ سر ہنری کوڑنی کا ذکر آیا۔ اگرچہ میں نے سر ہنری کی ذات پر کوئی جملہ نہ کیا تھا۔ پھر بھی وہ بلاوجہ بڑے جوش میں اس کی تعریف کرنے لگی سوال یہ ہے کہ اس کے اس عجیب طرز عمل کا باعث کیا ہے؟

”کلیرنس اگر اتفاقیہ طور پر میری زبان سے سر ہنری کوڑنی کی غیر معمولی تعریف ہو گئی یا میں اس کے خصائل کی غیر معمولی طور پر مدح ہوئی۔ تو۔۔۔“

دلیر سختی سے کہنے لگا ”پچھلی جان اس میں اگر کوئی سوال نہیں آپ یقیناً اس کی حد سے زیادہ ثنا گو رہی ہیں۔ اور خدا ہی جانتا ہے۔ کس لئے میں نہیں چاہتا۔ اس بارہ میں کوئی بڑا ارادہ منسوب کروں۔ اگرچہ میرے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہو چلا ہے۔“

”شب“ سنرسلنگسی نے نہایت ہلکے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے بھتیجے کی طرف بڑی بخشنی کی نظر سے دیکھا۔

”ہاں شب“ اس نے اس لفظ کو دہرا کر کہا۔ اور میرے لئے آپکو ایسے طریق پر مہربان کرنا اگرچہ نہایت سنجیدہ ہے۔ تاہم یہ بھی میں جانتا ہوں کہ میرا اس وقت خاموش نہایت غیر مناسب ہوگا بخفہ طور پر میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ نے اس مہربانی لڑائی کی طبیعت پر اپنی باتوں سے کچھ ایسا اثر تو نہیں پیدا کر دیا جس سے اس کے اس میں خلل واقع ہو نہ کیا اندیشہ ہو؟ کیا آپ اس کے دوبرو ایک ایسے شخص کی بیجا تعریف نہیں کرتی ہیں جو عمر کے لحاظ سے اس کے دادا کے برابر ہے۔ اور تعریف بھی وہ جو سخت معیوب ہے۔ اور جس کی بدولت ایک ساٹھ سالہ پیرنا بالغ کے متعلق اس معصوم لڑائی کے دل میں ایسے جذبات پیدا ہونا قدرتی ہے۔ جن کی وجہ سے ...“

”کلیرنس“ عابد سنرسلنگسی نے سخت اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ کیا بات ہے آج تم میرے لئے اس قسم کا حکم نہ لہجہ استعمال کر رہے ہو؟ کیا تم یہ جت لانا چاہتے ہو کہ میرا ایک نیک آدمی کی اس قسم کی تعریف کرنا جس کا وہ بہر حال مستحق ہے معیوب ہے؟ ”آپ کا تعریف بجا نظر آتا ہے قابل تعریف ہے“ دلیر نے جیسے ہونٹ فرط غضب سے کاٹ رہے تھے۔ نوردار لہجہ میں کہا۔ ”مگر اطمینان رکھئے۔ دھوکا دہی کا زمانہ گزر گیا۔ اور اب میں ریاکاری کے دام میں نہیں آسکتا۔ اگر میں آپ کے خلاف کوئی بیجا تہمت لگا دوں تو مجھے آپ کے قدموں میں دفنانا ہوگا ظہار الہیانی سے اٹکارنا ہوگا لیکن ایسا کر نیسے پیشتر خود آپ کیلئے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ آپ حقیقت میں ویسی ہی نیک نہاد بنا کر باز آؤ گے۔“

خاتون ہیں جیسا میں آپ کو سمجھتا رہا۔ اور یہ سمجھ کر آپ کی عزت کرتا تھا۔ اس لئے پہلے میں آپ کی زبانی اس رات کے صحیح واقعات جاننا چاہتا ہوں۔ جب آپ نے ایک غریب گداگر لڑکے کو ازراہ فیاضی اپنے مکان میں جگہ دی۔ یہ واقعہ چند سال کا ہے۔ بزرگ یقیناً آپ کو فراموش نہ ہوا ہوگا۔ ...“

سنرسلنگسی کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ وہ بہت کمطرح بیٹھی اپنے بھتیجے کی طرف تکتی رہی۔ نہ وہ اپنی نگاہ کو دوسری طرف پھیر سکتی تھی۔ نہ کلیرنس کی نگاہ کا مقابلہ کر سکتی تھی۔ چند منٹ کے نائل کے بعد کلیرنس نے کہا۔ بوس میڈم ثابت ہو گیا۔ تم حقیقت میں

خطا دار ہو۔ اور وہ بظاہر نیک کردار اور قابل ترقی سرسہری کو ٹپتی بہتارا آتا ہے۔

آہی! ایک ایسی قابل نفرت ریاکاری کبھی دیکھنے سننے میں آئی تھی!“

یہ الفاظ اس نے بہت تلخ لہجہ میں کہے جس سے سرسنگسی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔

کلیرنس جب تک ایک فیاض نوجوان تھا۔ یہ حالت دیکھ کر اس کا اپنا جی بھر آیا۔ اور وہ کہنے

لگا: ”دیکھو بھئی جان! اطمینان رکھئے میں آپ کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا اگرچہ اپنی نظروں میں

آپ کا ذلیل ہونا قدرتی ہے۔ میں اس رنج اور تکلیف کا بیان بھی غیر ضروری سمجھتا ہوں جو

مجھے یہ معلوم کر کے ہوئی کہ آپ حقیقت میں وہ نہیں ہیں جو میں سمجھتا تھا۔“ پھر وہ زیادہ

افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگا: ”اگر آپ میری بہن ہوتیں۔ یا مجھ سے ایسا کوئی اور چھوٹا رشتہ ہوتا۔

تو میں آپ کو ملازمت اور نصیحت کے سوا کچھ سمجھتا۔ لیکن ایک بھتیجے کیلئے اپنی بھوپھی کو ملازمت کرنا

یا مشورہ دینا بہت غیر موزوں معلوم ہوتا ہے۔“

سرسنگسی نے اضطراب کے لہجہ میں کہا: ”کلیرنس کیا تم میرا مذاق کھدکے ہو؟ کیا تم

مجھے تباہ کرنا چاہتے ہو؟“

وہ کہنے لگا: ”ایسا نہ اطمینان رکھئے خواہ کچھ ہو میں آپ کو ضرر پہنچانا نہیں چاہتا لیکن اس کے

ساتھ ہی میرا فیصلہ یہ ہے کہ اگر آپ کیلئے آپ سے کسی قسم کی رعایت کا امیدوار نہ بنوں

اور نہ آئندہ کوئی مالی امداد منظور کروں۔ یہ لیجئے۔ وہ روپیہ جو آپ نے چند دن پہلے مجھے دیا

تھا۔ خدا کا شکر ہے میں نے اس کا کچھ حصہ بھی اب تک صرف نہیں کیا میں نے ایڈیلرٹس

کی سکونت کیلئے جس مکان کا بندوبست کیا تھا اس میں بھی ترمیم کی جاسکتی ہے۔ مجھے یقین

ہے۔ وہ اس وقت تک میرے ساتھ کسی کم حیثیت کے مکان میں رہنے پر عرض نہ کرے گی۔

حتیٰ کہ میں اپنی دیانتداری کی کمائی سے اس کیلئے کسی بہتر مکان کا انتظام کر سکوں۔“

یہ فقرات اس نے بڑی سختی سے ساتھ کہے۔ اور اس کے ساتھ ہی سبک دوں کا بند

مبزر پر ڈال دیا۔

بیوہ عمارت نے کہا: ”کلیرنس اگر کچھ سے اپنی زندگی میں کمزوری کا اظہار نہ کرے یا مجھ

سے گناہ سرزد ہوئے۔ تو بہر حال تمہیں سختی کا طریق عمل اختیار نہ کرنا چاہیے۔ تم جانتے

ہو میں ہمیشہ تمہاری بہتری کی کوشش کرتی رہی ہوں۔“

دلیر نہ کہنے لگا: اگر میں اس بارہ میں کچھ اور کہوں تو اس سے آپ کے جذبات کو مزید سنج پہنچنے کا احتمال ہے۔ میری آنکھوں سے پردہ سا ہٹ گیا ہے۔ ادب میں سمجھنے لگا ہوں کہ آپ نے کس لئے مجھے اپنی ظاہری نیکیوں کو شہر کر نیا ذریعہ بنایا لیکن خواہ کچھ سو میں اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتا۔ کیونکہ میں ہمدردی سے چاہتا ہوں۔ میری گفتگو سے آپ کے دل کو رنج نہ پہنچے۔ ان حالات میں مجھے یہ کہنے کیلئے بھی معاف کیجئے۔ کہ میں پسند نہیں کرتا۔ بہت زیادہ ان دو معصوم لڑکیوں کو ایک ایسے مکان میں رکھا جائے۔ جہاں سرسہری کو ٹپنی جیسے شخص کی آمد و رفت ہو۔

مسٹر سنلنگسی نے التجا کے لہجہ میں کہا: کیلنس یہ تو ظاہر ہے کہ اگر تم دفعتاً ان لڑکیوں کو کسی اور مقام پر لیجاؤ گے۔ تو میرا راز فاش ہو کر انڈیشہ ہے کیونکہ اس کے بغیر ہم لوگوں کے سامنے انہیں ایک نیا مکان سے لے جائی کی کیا وجہ بیان کر سکو گے؟

دلیر کمرہ میں بڑی بیچنی سے ساتھ ٹپنے لگا۔ حیران تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ایک طرف وہ جانتا تھا کہ ایڈیلٹس اور روز امنڈ کو اس مکان میں زیادہ عرصہ رکھنا اخلاق اور عاقبت انڈیشی سے خلاف ہو گا لیکن اس کے ساتھ ہی حیران تھا۔ میں انہیں دوسری جگہ کہاں رکھوں اس نے معلوم کر لیا تھا کہ مسٹر سنلنگسی معصوم اور تخیل بردار امنڈ کے دل میں کسی بڑے مقصد کو پیش نظر رکھ کر سرسہری کو ٹپنی کیلئے جذبہ تعریف پیدا کر رہی ہے! در اگرچہ اس نے بڑی کوشش سے اس رنج اور غصہ کو دبا لیا تھا۔ جو اس بارہ میں اس کی بھڑکی کے طرز عمل سے اس کے دل میں پیدا ہوا۔ تاہم یہ صریحاً غیر ممکن تھا کہ اب وہ اس جوان ڈوبیزہ کو زیادہ عرصہ تک ایک ایسے مکان میں رکھتا۔ جہاں اس کے بگڑنے کا ہر وقت خطرہ لگا ہو۔ اتنا بہت کچھ سوچ کر وہ اپنے دل میں کہنے لگا۔

”اس سے تو یہ بہتر ہو گا کہ دونوں بہنوں کو ان کے والد کے مکان پر بھیجا دیا جائے۔ اور اس کے بعد ایڈیلٹس کی بجائی کے متعلق اپنی امیدوں کو زمانہ مستقبل کے اثر پر چھوڑ دیا جائے۔“

جبکہ وہ اس شش و پنج کی حالت میں تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اور مسٹر سنلنگسی اسے بجا افسوس لکھ کر کہ اندر دھر آؤ ہر چہرتے دیکھ رہی تھی۔ تو اخبار لیکر کمرہ میں داخل ہوا۔

کیلنس نے اخبار کو بغیر کسی خاص ارادہ کے میز سے اٹھا لیا۔ اور سرسہری طور پر اس کے پہلے صفحہ پر نظر ڈالی۔ اگرچہ یہ ظاہر ہے کہ اس کی طبیعت اس قدر سنجیدگی سے اخبار کو پڑھنے کا اس کے دل میں خیال بھی پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ حقیقت اخبار کو اٹھانا ایک اس قسم کا فعل تھا۔

جیسا کہ اکثر حالتِ اضطراب یا پریشانی میں ہوتا کرتا ہے یعنی ایک ایسی حرکت جس میں نہ کوئی مدعا اور نہ مقصد پیش نظر ہو۔

لیکن لمباعتات دیکھا جاتا ہے کہ حقیر سے واقعات انسان کی قسمت پر عظیم اثر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ اس اخبار کو سرسری نظر سے دیکھنے کا فعل بھی اسی قسم کا ثابت ہوا جس وقت کلیرنس اخبار کو دوبارہ میز پر ڈالکر پھر کمرہ میں بیٹھنے کو تھا۔ اس کی نگاہ اپنا ایک صفحہ اشتہار پر پڑی۔ پھر جب اُس نے ذمہ اشتہارات میں یہ سطور پڑھیں۔ تو اُسکے دل میں دھڑکن ادا چہرہ پر غوشی کے آثار پیدا ہو گئے۔ لکھا تھا:-
بنام آسے اور آر

تمہارا مصیبت زدہ اور دل شکستہ باپ لکھتا ہے کہ ان سطور کو دیکھتے ہی خود ادا پس چلی آؤ۔ وہ زمانہ ماضی کو فراموش کرنے کیلئے آمادہ ہے۔ ادا اس کی طرف سے ادل الذکر کی آمینہ غوشی میں کوئی رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش نہ ہوگی۔ تمہارا باپ بستر مرگ پر پڑا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس کی درخواست رائیگان ثابت نہ ہوگی۔

اشتہار کے مضمون کو دوبارہ پڑھ کر دلیر اپنی غوشی کو زیادہ عرصہ قابو میں نہ رکھ سکا۔ اور اخبار اپنی پہلو پہی کے حوالے کر کے اشتہار کی طرف اشارہ کرتا ہوا کہنے لگا: ”خدا کا شکر ہے۔ ایک موقع از خود پیدا ہو گیا۔“

سنر سٹنگبی کہنے لگی ”کلیرنس ان ایکسٹرنل فور اسی اس مکان سے دوسری جگہ لیجانے آئے یہ عندنیات معقول ہے۔ ادرا ب جبکہ تم اس لتویش سے نجات حاصل کر چکے ہو جو چند منٹ پیشتر تمہیں محسوس ہو رہی تھی میں چاہتی ہوں۔ تم اقرار کرو کہ ان حالات کو جو تمہیں معلوم ہیں کسی کے سامنے ظاہر نہ کرو گے۔ بلکہ اگر ممکن ہو گا تو بھلا دو گے۔“

دلیر نے کہنے لگا: ”اپکا اشارہ اس طرز عمل کی طرف ہے جو آپ نے روزانہ کے متعلق اختیار کیا تھا اگر آپ بتا دیں کہ اس میں آپکا مدعا کیا تھا تو البتہ میں اسکا وعدہ کرتا ہوں۔“

اس کی بھوپھی نے کہا: ”جہاں شک ممکن ہو۔ روزانہ کو سرسری کو دینی سے بچائے رکھنا اس سے زیادہ میں اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔ ادرا ب کہ تم واپس جانے کیلئے اس قدر مضطرب ہو میں تم سے ایک سوال اور پوچھنا چاہتی ہوں۔ ادا یہ کہ تمہیں کونکر معلوم ہوا۔۔۔ تمہیں کس طرح اُس رٹے کا حال معلوم ہوا۔ جسے میں نے اس مکان میں بپاہ دی تھی؟“

ولیر نے کہنے لگا "میں ساری باتیں تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتا لیکن اس بارہ میں اطمینان رکھو کہ اگر آپ کی طرف سے آئندہ کوئی نامناسب حرکت نہ ہوئی تو میرے کسی فعل سے لوگوں کو آپ کی بدگویی کا موقعہ نہ ملے گا۔"

"بس کلیرنس" سنرسلنگبی نے کہا "اس سے زیادہ تفصیل کو ضرورت نہیں میں جانتی ہوں کہ تم اب مجھ سے نفرت کرنے لگے ہو۔ اسلئے بہتر ہوگا کہ اس گفتگو کو ہمیں ختم کر دیا جائے۔" اُس نے کھٹکی بجا کر خادمہ کو ہدایت کی کہ ایڈیلٹس اور دزامنڈ کو بلا لائے۔

ہمارے لئے اس خوشی کی کیفیت بیان کرنا مشکل ضرورت نہیں ہے۔ جو دونوں بہنوں کو اشتہار میں وعدہ معافی دیکھ کر حاصل ہوئی۔ اگرچہ یہ جان کر کہ ہمارا باپ بستر مرگ پر پڑا ہے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

خود اہی ان کی رخصت کی تیاریاں شروع کی گئیں۔ اور جب کریم کی گاڑی میں سوار ہو کر وہ وہاں سے رخصت ہونے لگیں تو ان کے اظہارِ شکر گزاری کے کلمات سنرسلنگبی کے سینہ میں تیر و نشتر کی طرح چبھتے تھے۔

کلیرنس انہیں خود تار تار کا بیج تک چھوڑنے گیا۔ مگر جب اس نے وہاں پہنچ کر دونوں بہنوں کو گاڑی سے اتارا۔ تو کسی نامعلوم وجہ سے اُس کا دل بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔

مکان کا صدر دروازہ ایک خادمہ نے کھولا۔ اور وہ دونوں بہنوں کو واپس آتا دیکھ کر اس قدر خوش ہوئی کہ بے اختیار اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی۔ ایڈیلٹس اور

دزامنڈ کانپتی ہوئی اندر داخل ہوئیں کلیرنس بھی بادل مضطرب آنے لگی تھیں۔ پچھتے پچھتے ہو گیا۔ اندر داخل ہو کر انہیں یہ دیکھ کر خوشی اور تعجب کا مشترکہ احساس ہوا کہ ہمارا والد کمرہ کے اندر کرسی پر بیٹھا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ اس کے چہرہ کی رنگت زرد تھی۔ اور اس پر

عقہ کے آثار بھی نمودار تھے۔ لیکن بیماری کی کوئی علامت ظاہر نہ تھی۔ ایڈیلٹس اور دزامنڈ دونوں اس کے سامنے دوڑاؤ ہو گئیں۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگیں۔ "ابا جان ہم آپ سے معافی کی خواہش کرتے ہیں۔"

اس نے سوہری کے لہجے میں پوچھا۔ "ایڈیلٹس میں تمہیں کس نام سے مخاطب کروں؟" کیا میں اب بھی تمہیں مس ٹارنر ہی سمجھوں یا...؟

کلیرنس نے آگے بڑھ کر ادب اور استقلال کے لہجے میں کہا۔ "دوسرے دست آپ مس ٹارنر ہی

مجھے یکن جیسے یقین ہے کہ اس وعدہ کے مطابق جو آج کے اخبار میں درج تھا
میں موجود تھا۔ اچھی بڑی دختر آپ کی اجازت اور برکت کیساتھ بہت جلد میرے عقد نکاح
میں آجائے گی؟

”مسٹر مارنر نے دیر تک آخری فقرات کو سامان بنا لیا کہ کہا ”ہیں پوچھتا ہوں اس
میری بیٹیاں کہاں رہیں؟“

کلیرنس اب اپنی معشوقہ کے والد کی بڑھتی ہوئی سرد چہرے سے زیادہ مضطرب ہوئے
لگا تھا۔ بولا معجب میں آپ کو یقین دلانا ہوں۔ کہ وہ اب تک میری ایک رشتہ دار خاتون
کے زیر حفاظت رہی ہیں۔“

مسٹر مارنر فاختہ مسکراہٹ کی تہہ کہنے لگا میں تو بار اس اطلاع کے لئے شکریہ
ادا کر سکتا ہوں۔ تم نے اپنے طرز عمل سے میرے غصہ کو کسی حد تک فرو کر دیا ہے۔ اچھا
کہ تم میری بیٹی کو ویسا ہی پاکیزہ اور معصوم واپس لائے جیسی وہ اس وقت تھی۔ جب ہم
اسے ایک بد معاش رہزن کی مدد سے بھگا کر لے گئے تھے۔“

”رہزن!“ کلیرنس نے غصہ کے لہجے میں کہا۔
”وہاں رہزن نہیں تو ادا کیا؟“ مسٹر مارنر نے نفرت آمیز لہجے میں کہا ”تمہارا شریکِ جرم
کیٹان پارکس ٹامس رین فورڈ نامی شخص رہزن ہی تو تھا۔ بعد اس وقت ہم اس شخص
کے جیلانی میں زیر حراست ہے۔ ابھی دس منٹ گزرے ہیں مسٹر مارنر وہ کیل کی طرف
سے ایک رقبہ موصول ہوا جس میں یہ اطلاع درج تھی۔“

کلیرنس اس خبر کو سننا اس قدر تعجب ہوا کہ چند منٹ کے لئے اس کی زبان سے
ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ دونوں لڑکیاں ہی اس اثنا میں آہستہ آہستہ اٹھ کھڑی ہو کر
ہو گئی تھیں اور بحالت خوف ایک دوسرے کی طرف تعجب آمیز نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔
مارنر اور بی بی رابا دھمتی کے لہجے میں بولا ”جس شخص نے ہمیں ان غورہ سر لڑکیوں
انگوامیں مدد دی۔ وہ ایک قابل نفرت رہزن ہے۔ اور یقیناً تم اس فرد اور اس کے پیروں سے
کلیرنس ٹامس اپنی طاقت گویائی کو بحال کر کے کہنے لگا ”وہ خدا شاہد ہے۔ کہ مجھ کو اس کا علم تھا
اور اب ہی۔۔۔“ لیکن اس نے جلد ہی ہی اپنے لفظوں کو درست کر کے کہا ”مجھے اپنی بات پر
شک کر رہا تھا۔ لیکن میں نے یقین دلانا ہوں کہ میری اس رائے سے پہلے کہ وہ اس سے

حالات نہ ہوئی تھی۔ جب کہ...

مسٹر رازنہ قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ بس اب ان تشریحات کی ضرورت نہیں۔ میری بیٹیاں پہرے پہنے آبائی مکان میں اچکی ہیں۔ اگر چہ اس میں شک نہیں کہ انہیں واپس لانے کے لئے مجھے ایک چال۔ سے کام لینا پڑا...

”چال!“ کلیرنس نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایڈمز کے ساتھ۔ ایک سی چیخ نکلی۔ اور وہ دوتی ہوئی اپنی بہن کے بازوؤں پر گر پڑی۔

”بشاک چال“ مسٹر رازنہ نے دہرا کر کہا۔ ”مسٹر ولیمز میرا آخری فیصلہ سن لو۔ پھر وہ اس نصیب لڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ وہ میں اسے کسی مجلس کا شکار کیا تھا جو اپنی روزی کیلئے ان پر محنت کرتا ہو۔ یہاں دوں گا۔ مگر تم سے ہرگز شادی نہ ہونے دوں گا۔ بس اب تم رخصت ہو جاؤ۔ کیونکہ یہ مکان میرا ہے اور اس میں میرا حکم ہی چلتا ہے۔“

”مسٹر رازنہ... میں التجا کرتا ہوں... میری دعا ہے...“ ہنریک نے جواب دیا۔ ”میں کہنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی اس سرد قہری کے منہ کو کھینچ کر دیکھا۔ اس کی نظر میں اندھیر ہو گئی۔ وہ اس میں کہتا ہوں۔ یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔“ قصہ دربانے گن کر کہا۔ ”وہ میں نے غمی کام پیسے پر مجبور ہوں گا۔ اور میں دیکھوں گا کہ کیا تم اس لڑکی کے باپ پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کر سکتے ہو۔“

”بس سے تمہیں محبت ہے۔“ اتنا کہہ کر وہ نکلی۔ آئینہ طریق پر ولیمز کی طرف بڑھا۔ سر کلیرنس کو ایسا معلوم ہوا تھا کہ دل اسے جو شش کے پھٹا جاتا ہے کہنے لگا۔ ”وہ آپ ناراض کرنا نہیں چاہتا۔ اور اے ایڈمز! اس شخص کو نہ بولنا جو ہمیشہ تمہیں یاد رکھتا ہے۔“

مسٹر رازنہ کا جوش اب بڑھ چکا تھا اور ولیمز بچارہ جو ہنریک امیدوں سے پر اس مکان میں داخل ہوا تھا۔ اب انتہا ورجہ کی مایوسی کو دل میں دیکر وہاں سے رخصت ہوا۔ اگرچہ وہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کا نہ ہنی رنج اس الم اور تشویش سے زیادہ نہ تھا جو ہوا اس حیرت کے دل میں پیدا ہوئی جس کے اسے دفعتاً ایسی کھنچ کے ساتھ جدا کیا گیا تھا۔

سلسلہ ثانی کی چوتھی جلد ختم ہوئی

وہ کتاب جس کے مطالعے بغیر موجودہ سلسلہ ثانی بے لطف ہوگا

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ، اجلدوں میں

(ادمنشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری)

رینالڈس کے نادلوں میں گریپ وکچپ۔ عبرت خیز سبق آموز ناول یہی ہے
جی بل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دورستے معین کئے ہیں اور دونوں جوان ایک ہی وقت
ان دو شرطوں پر ایک ہی منزل مقصود کا حبیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گزار اور پُر شور مقامات سے
گزر رہے ہیں مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرود گاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی و ٹھکان اور بظاہر
شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات کے پُر ہے مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی
صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔
یہ اس ناول کا خاص پلانٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنی حیرت
خیز کہ کٹر شامل کئے گئے ہیں۔ کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر
نہیں آتا۔ غصیب کا دل فریب ناول ہے۔ اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور
پُر زور تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ انداس و تمول کے ہشتاد و نہر حیرت خیز نظام سے پیش کیے ہیں
اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے جو ہر لحاظ سے اعلیٰ عبارت کے مطابق ہے۔ مگر پھر
یہی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ ریکڑوں سہارا و غلو دی موصول ہوئی ہیں۔

ضمانت ۴۳۴۸ صفحات سے زیادہ۔ قیمت ۱۱ روپیہ۔ محصول ڈاک الگ۔
جداجدا سے ہی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت ۵ روپیہ اور باقی ہر حصہ کی

۱۲۔ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

لال برادر س، پارسنرز روڈ ٹو لکھنؤ لاہور۔

علمی۔ ادبی مضامین، نظموں اور کچھ نیا نیا نثر کا مجموعہ

(ماہوار) **مرحبان** (رسالہ)

کے پرانے بارہ متفرق پرچوں کا بندل

فلسفہ، سائنس اور تاریخ کا یہ ماہوار سالہ ۲۰ سال تک منشی تیر محمد راجہ صاحب فیروز پوری کی بیڑی پر وقت کیساتھ ہر ماہ کی یکم کو شائع ہوتا رہا۔ لیکن بغیر نظم و انضام کی تیاری میں حصہ دیتے رہے۔ اردو انگریزی اور ہندی کے سرکردہ اخبارات اور رسائل نے اس کا ذکر شاید ان نظموں میں کیا تھا۔ تاہم ترقی یافتہ زبانوں کے بہترین مضامین کے تراجم بالائے التزام اس پرچہ میں چھپے تھے جو فاضل صاحب کے مضامین نظم و نثر اس میں چھپے ان میں بعض کے نام بطور نشانی مندرجہ ذیل ہیں:

منشی پرچہ چیتا سہیل پروفیسر علی محمد صاحب فیاضی لکھنؤی۔ مولانا عبد اللہ العاوی۔ لالہ دلی محمد صاحب چوڑہ جلی۔ بھائی بٹہ اس صاحب پوری ایم اے۔ مولوی ضیاء الدین احمد صاحب برنی بی اے۔ منشی ادیک چند صاحب محمد۔ میر کریم اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی حکیم مرزا محمد زبیر صاحب پوٹھی۔ منشی فاضل مولوی فاضل۔ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب۔ انریبل مائیک بہادر نڈت شو نرائن صاحب مکہ۔ مولوی مرزا محمد اداوی صاحب عزیز لکھنؤی۔ مولوی محبوب عالم صاحب ڈاکٹر میا خیار لاہوری۔ لالہ سندھو صاحب اہل منشی جمال علی بہادر صاحب برادر دہلوی۔ مولوی نیلا محمد خان صاحب نیلا فقیر جی۔ پروفیسر شیخ فیروز الدین ملو صاحب ایم ایس سی اے۔ مولوی سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی جی۔ ایس کے علی نڈت مازو رام صاحب بی اے۔ مولانا سید احمد حسن صاحب شوکت میرٹھی۔ منشی رتن احمد صاحب ارشد نقاوی۔ مولوی سید محمد فاروق صاحب شاہ پوری۔ خواجہ محمد عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنؤی۔ مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی۔ منشی اقبال دراما صاحب سکھ۔ حافظ محمد یعقوب صاحب اہل گیارہ دیگرہ وغیرہ

اب اس رسالہ کے صرف چند متفرق پرچے بطور یادگار باقی ہیں جن میں سے ۱۲ پرچوں کا سٹیمپڈت جاری علاوہ حصول ڈاک روانہ کیا جا سکتا ہے۔ سائز ۲۰x۲۵ لکھا جی چھاپائی اور کاغذ نفیس۔ ایک آدھ پرچہ طلب کریں گی زحمت گوارا نہ فرمائیے۔

لال برادر س، پارسنر روڈ ٹوکٹا۔ لاہور

طاف بڑھانے والا پھل

طمانک! فرقہ کا ایک نہایت قوت مینے والا صیقل ہے زیادہ فکر و محنت کی وجہ سے غم و بیماری
تبدیل آج ہو گئے ہیں کمزور ہو گیا ہو تو اس کو استعمال کیجئے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کم کوڑھا
ہے اس لئے کھڑے کی سواری ایسا بڑی چڑھائی کشتی۔ سست نالچ کا نا پڑھندہ پڑھانا و عیض کا سون بیٹھ
اس کو استعمال کرنے سے نہیں بچو لہذا یہ ہونڈل اور دھڑکن کو روکتا ہے رات کو جاگتا ہو تو اس کی پی لے
تھکان نہیں ہو گا۔ یہ شرب اور فیون کی عبادت کو بھی چھوڑتا ہے مفصل حالات کی فہرست بلا قیمت

مگر اگر دیکھیں قیمت اس کا خود ایک تیشی ایک روپیہ دراصل محض ایک ۵ سے کم ہے
اور یہ بات ہر جگہ نوکانداروں کو اگر ملے اور وہ فرشتوں سے مل سکیں تو یہ نیکار خاد طلب ہے۔

زخم کا مہر یہ زخم کا مہر سب کے زخموں میں نافذ کرتا ہے۔ زخم کے کیرے اس کے محلے ہیں
 ابوجاتی رہتی ہے اور زخم شاہو کہ جلد نگر کی طرح پھیر آتا ہے اور بنا چڑھ پید ہو کر
 زخم آرام ہو جاتا ہے معمولی زخم سے لیکر مٹے زخموں کی مادی اندر دکھاتا ہے قیمت ایک نکل ڈیہ ۵
 زخم دہونگی ٹھیکہ ہر لنگہ کے ساتھ ہونہو زخم دہونگی چاہیے۔ جن سے زخم دہونگی کا پانی بنتا ہے وہ جھول جھول
 ٹھیکہ، صورت میں بنی ہوتی ہے ایک ٹیٹ سے ایک بوتل زخم دہونگی کا پانی بنتا ہے ہر ٹیٹ ٹیٹ کی
 ہے قیمت فی ٹیٹ ایک آنہ غصولہ اک ہر دو پانچ آنے ۵ را

گوشت کی بیماریاں یہ خوراک پر چھوٹی چھوٹی کونین کی ٹھیکڑاں کل سے بنتی ہیں اور ہنسی میں کیڑیاں
 ہیں۔ یہ بیماریاں ہی ہیں کونین کا استعمال کرنا ہو تو یہ کونین کی کچھ پاس رکھیے اس
 میں ہوندن کی ضرورت ہے نہ کھانے میں تکلیف قیمت ۱۲ انچ بھجی ڈیہ ۸۰ رخصتوں کی کچھ بھیج دیکھ ۵

واحد کامرہم ہر وقت کچھ نہ کچھ سے آرام کرنا بہتر ہے۔ دیکھئے جناب ہمارا جہاں ریاست شکر پور ضلع گجرات
اسے کیا لکھتے ہیں، یعنی سراسر موقع ہے کہ آپ کے داد کے مرثیہ جادو کا اثر دکھلایا جس کے
ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی۔ میرا آپ کا نہایت بڑھ بسوں خوشگوار ہوں اس احتمال کے لئے بھی، جناب ہمارا
صاحب طرح سے سراج ہیں کیونکہ وہ ہی تین مراتب کے احتمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایک دم اچھا کر دیتا ہے۔

قیمت فیڈیر چار آٹے مخصوص لٹاک ۵ راکی سے چھ تک ۶
ڈاکٹر ایس کے پرمن بنبرہ تارا چندت اسٹریٹ کلکتہ

عنقریب چھٹ شائع ہوگا ایک قابل

دینالڈ اس کے مورکھ رانا دل پیری سائڈ کا اردو ترجمہ باقتضا
(منشی شمیم الدین صاحب بلوڑ کی قلم سے)

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس معین کا مظہر نہیں ہے؟
”باپ اپنے چھوٹے بیٹے کو زانیہ بیٹھا کر پیار کرتا اور اس کے نرم چمکیے اور گھومے ہوئے بالوں
پر ہاتھ بھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں اپنی قابل غزنائی حالت کو بھی فراموش کر کے ننھے بیٹے کی
کمرے بالکل پہل اور بے حقی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بیٹے کی خاطر حکایتیں بیان کرتا اور خجندگی قائم
مراجہ اور دنیاوی غلبہ سب کچھ اس پر قربان کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا تھکا چل چل ہوا ہوتا ہے
اور ان سب باتوں کی تیس صرف لیسہ اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچے کے لئے
دفعہ دولت کا سکون۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے اور اس کا انعام؟ ... اس
کا انعام کتنا راحت بخش ہوتا ہے۔ بچہ اس کی آمد کے وقت جسم زائباغ باغ خوشی سے اچھلتا۔ دروازہ
پر باہر معلوم قدموں کی آہٹ سن کر دوڑتا اور ننھے ننھے بازو بھیل کر تولی زبان میں کہتا ہوں ابا جان“
”الہی ہی بچہ جان ہو کر باپ کو قتل کرے! ... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس پر
محبت دل میں خیر بھونک رہیں جو ہر وقت اسی کیلئے فکر مند اور مضطرب رہتا تھا۔ یہی مصوم بچہ بالغ ہو کر
دنیا کے ذلیل ترین گناہ کا مرتکب ہو گا۔ ... مائے کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرت ہو سکتی ہے۔
مصنف کی تنہید سے ماخوذ اگر کے جذبات سے پر محبت اور فطرتی تصویر کشی کا بہترین نمونہ
فیقت کا مفید چھپنے پر ہو گا۔ بہر حال وہ داجی ہو گی۔ فنانہ لندن کے ہر ایک عزیز اور گوارا اس ناول
کی ایک جلد کی فرمائش ضرور مہینہ چاہیے۔“

لال برادر س باپ سز و نو لکھا لاہور

(جارج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ انیش داس پرنٹر چھپایا)

